بہار پیری چمن حسن عشق کی تفریق سی نگین نہال کنین ہندیسی

گلشن عشق

گلشن مطبع حق مرتبہ نوک شہر دلی کی بخین طبع ہوا

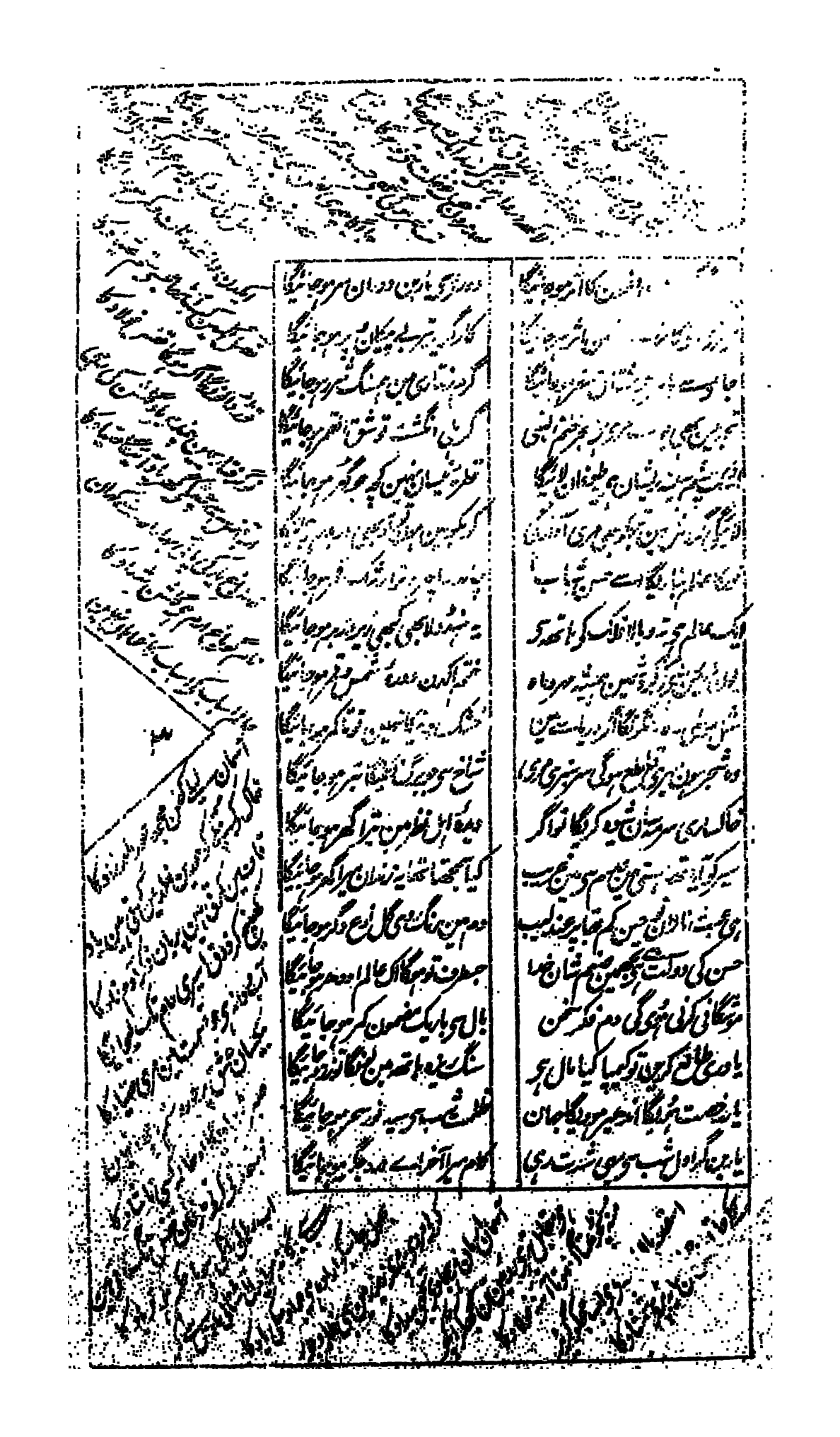

آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونکنے کی آتش گل چہچہے تیرے کا

سر کا کٹنا کیسا اک جنبش گردن پر ہے
سخت جانی میری بھی تجھ پر گیا جلاد کا

مملکت میں جس کی ہر حکم قتل و اخذ ہے
جان پر کھیلیں ارادہ تب کریں فریاد کا

عید کا دن ہنگ سے میرے لگی تو بھی آج
ملتی ہیں آپس میں سب مل ہی سبارکباد کا

جو ہر جس آئینہ رو یو نہ کہلائے کسوٹے
گر سکندر سے نہ لیوے آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کس کا بقول استاد کے
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زبان غیر سے جب نام تیرا جان نکلا
لگی لگی آگ تلوون سے کہ کس سے جوان نکلا

تباہی کر چمن کی دیکھتا کیونکر آنکھ سے
مرے ہاتھ سے نکلیں جو پر کر میں آشیان نکلا

زمین میں گر گیا خجلت سے تیرا سرو قدی
خرامان باغ میں جب دم مرا سرو روان نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس سر زمین پر آگ کو پہونچا
یہ خون بھی زمین پائی یہ خون آسمان نکلا

دل سوز انکو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد میں بھی
تو یارو دیکھ لینا قبر سے میری دھوان نکلا

نہ دیکھی سر زمین ایسی کہ جو آسمان جیسا
کہ طبقہ زمین شعر کا بالا آسمان نکلا

میں کہتا ہی کیا فرصت کہ جو کہکر نکالوں گا
کبھی تجھ جو راز عشق باہر ہی زبان نکلا

نہ کھلا یا کسی پر بھی نہ بھرا نی پسند تو
تراچاہ ذقن ایسا نجان انکا کنواں نکلا

دلا کس دشت پر آفت میں تنہا لیجا مجکو
کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کارواں نکلا

ہوا تھا عشق کامل میں پس انسان بھی سودا
مثال عشق پیچ در پیچ استخوان نکلا

بڑا رتبہ بیان کا تو ہی جانی ہنگ اسدا کا
کہ تحقیق تراوس بت کا سنگ آستان نکلا

ہر عشاق کو پروانہ دیکھی قہر والونکی
مقام پیدا خان محبت لامکان نکلا

صاحب کیا اس کتنی ہین اکسیر کا خواص
مٹھی کی دھاتی خاک کی زر بنا دیا

اجرت پہنچوا کی کیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہاکو کبوتر بنا دیا

سارنگی مین ہوی ہین تین تار پر نمود
تا خافتی نے بہ بسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر بالی رند
سودا نے کر اسے یہ زیور بنا دیا

تھا مدتون سے بیسی تری شوق مین جیا ہو گیا
ایدن کو کہ گیا تھا کہ جیتا ہو گیا

تھا رکنا اب جو انمرد و نکو منش و نکو غریز
سن تو جرنج پیر کیا تو بھی کیا ہو گیا

وقت نکر شعر آگر آیا بناوٹ کا خیال
کل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب تک اس غم مین جیا جاوے کہان تک دم ہی ہو
ہر حباب مکر لیے گویا سفینہ ہو گیا

اس مہینے مین بھی بہ تو وی رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خاں کا جیسا ہو گیا

گھر ہوا ہی عشق کا اور عرش سند کی یہ دل
آسمان کی ٹھی کا جیسی ایک زینا ہو گیا

دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نو جس سے آ کے کینہ ہو گیا

اب کہان وہ انبساط استوا کا وہ ہوس کہان
ساقیا موقوف بیسے کا پیالا ہو گیا

اب نہین دل مین کدورت رند صاف ہے صفا
جیسے اشراق کا مہینہ میرا سینا ہو گیا

ہی صرف مین ہمرہ تری شیرین دہنی کا
دم بند لبو نسبے ہے عقیق یمنی کا

تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا
ہے پاس ہر اک بھی محتاج و محنی کا

ہون دولت وحشت سو غنی رند ازل سے
محتاج تھا روز تولد کفنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
لیکا نہ سپاہی کوئی یاں رزنی کا

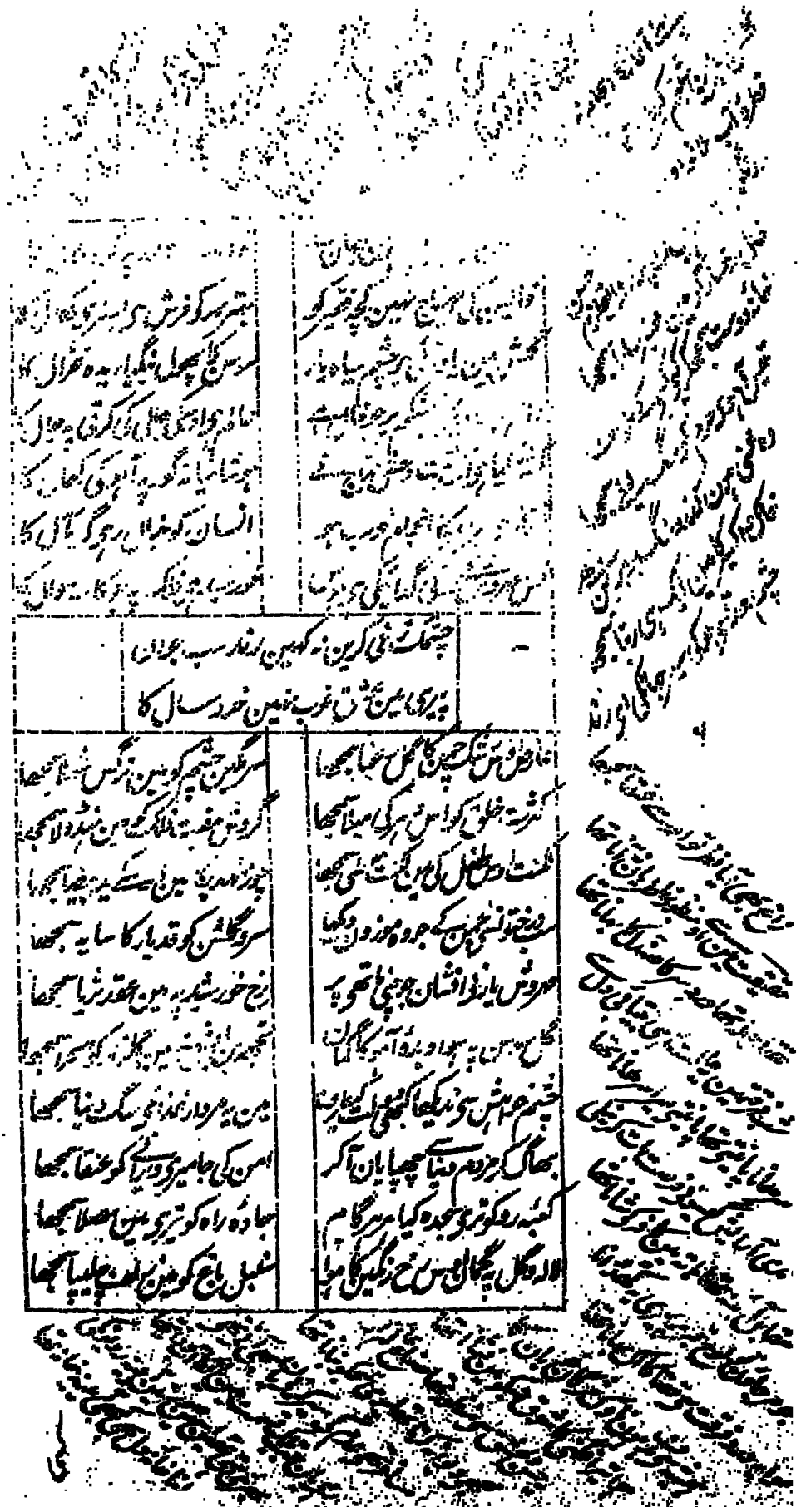

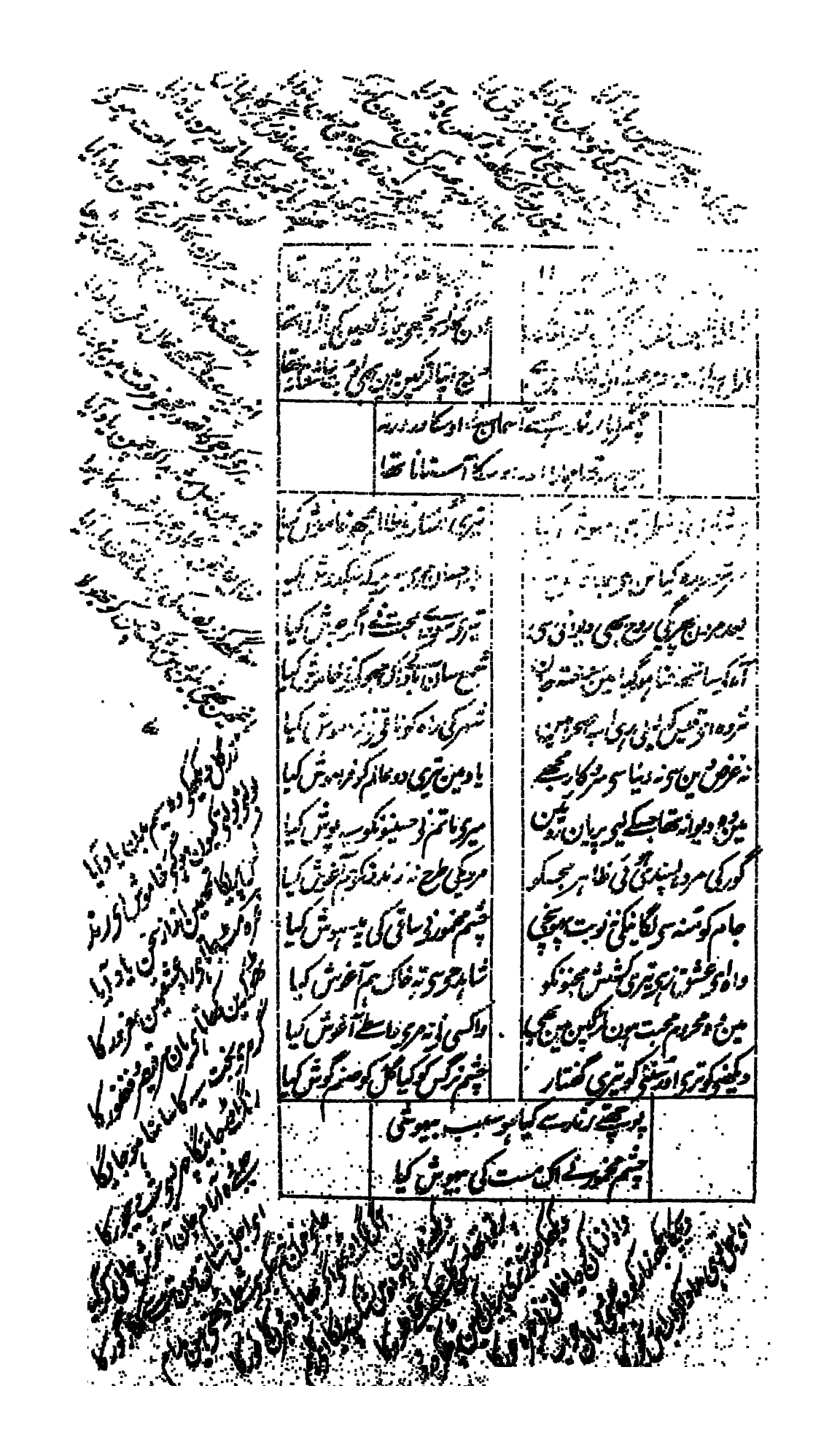

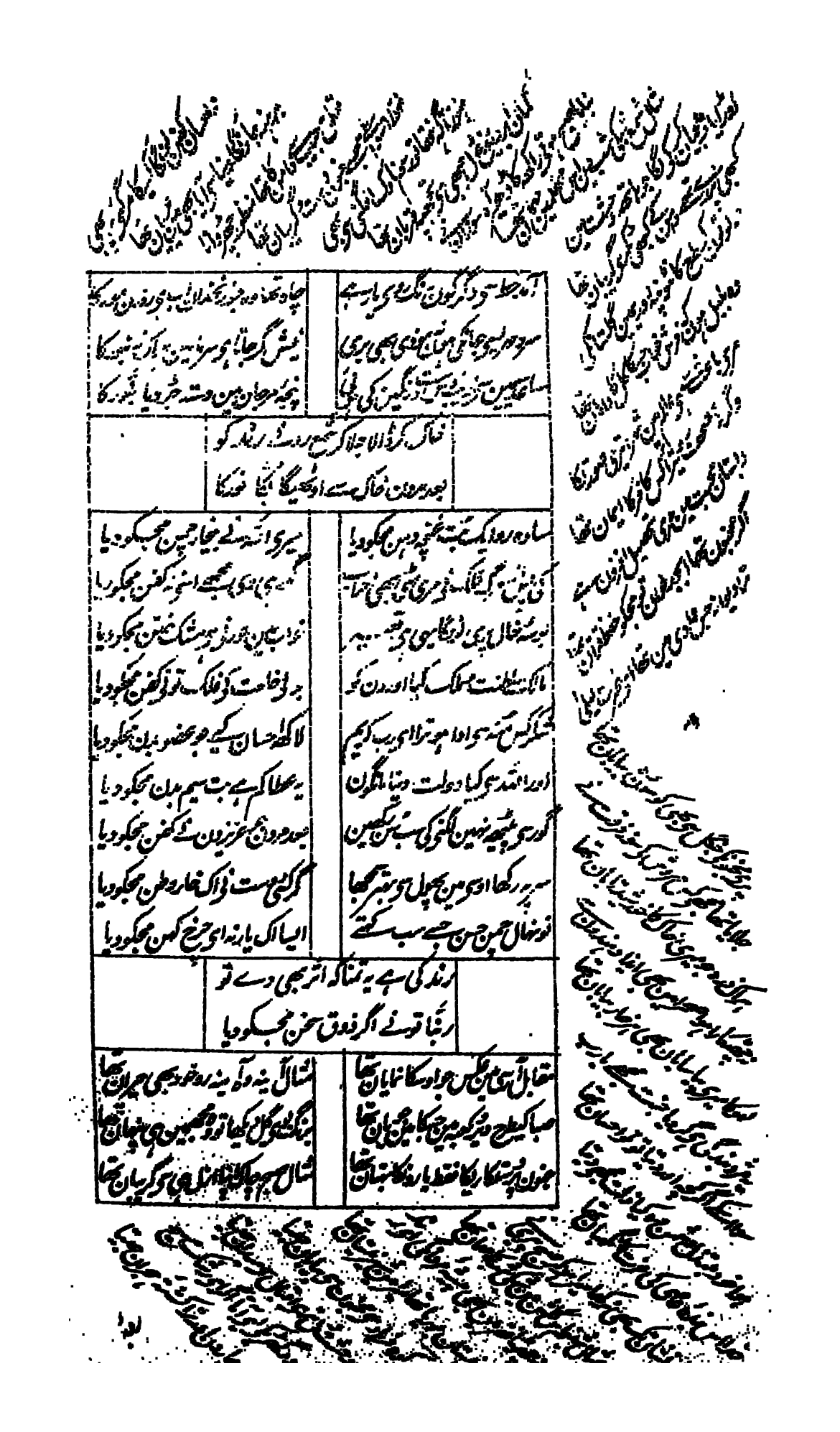

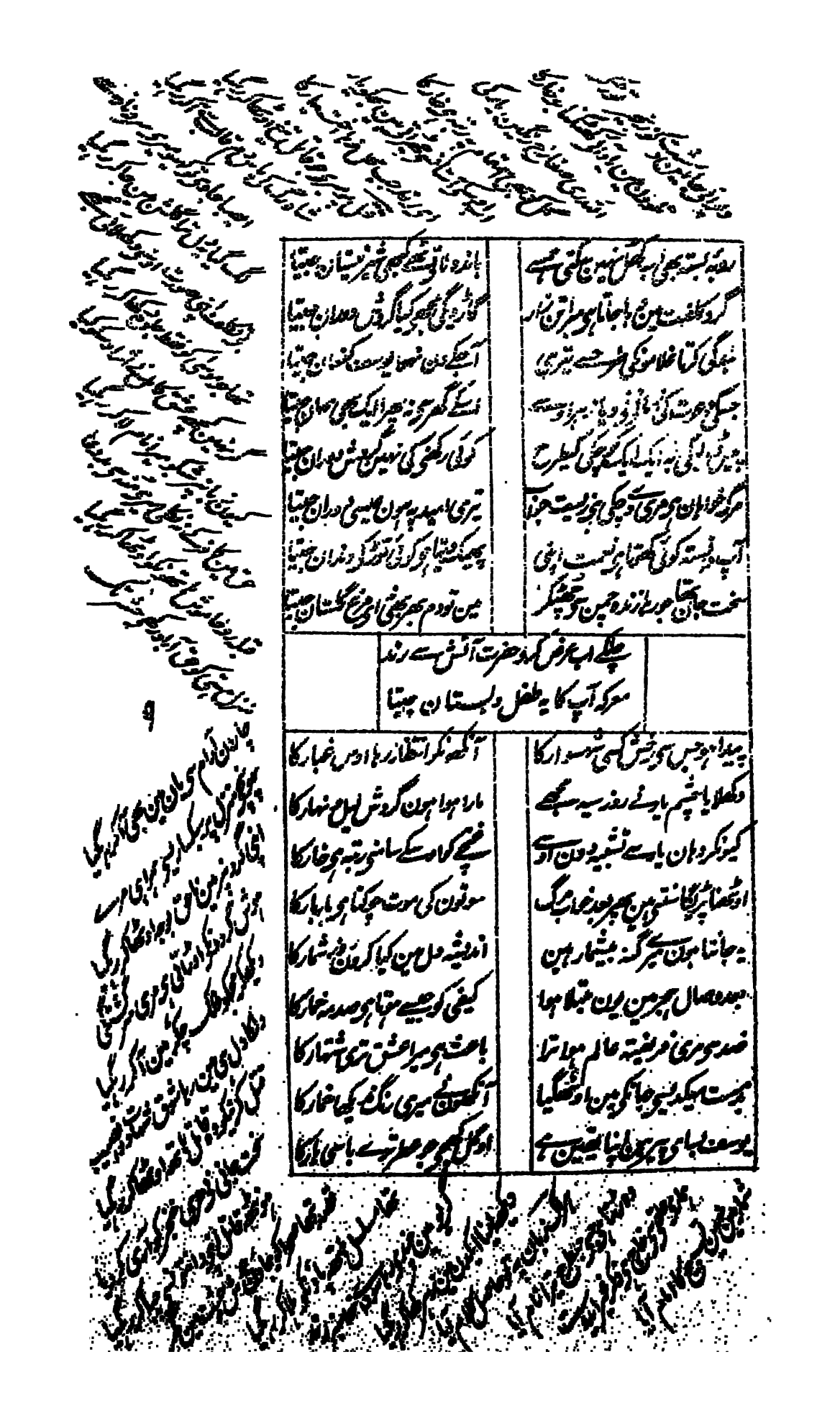

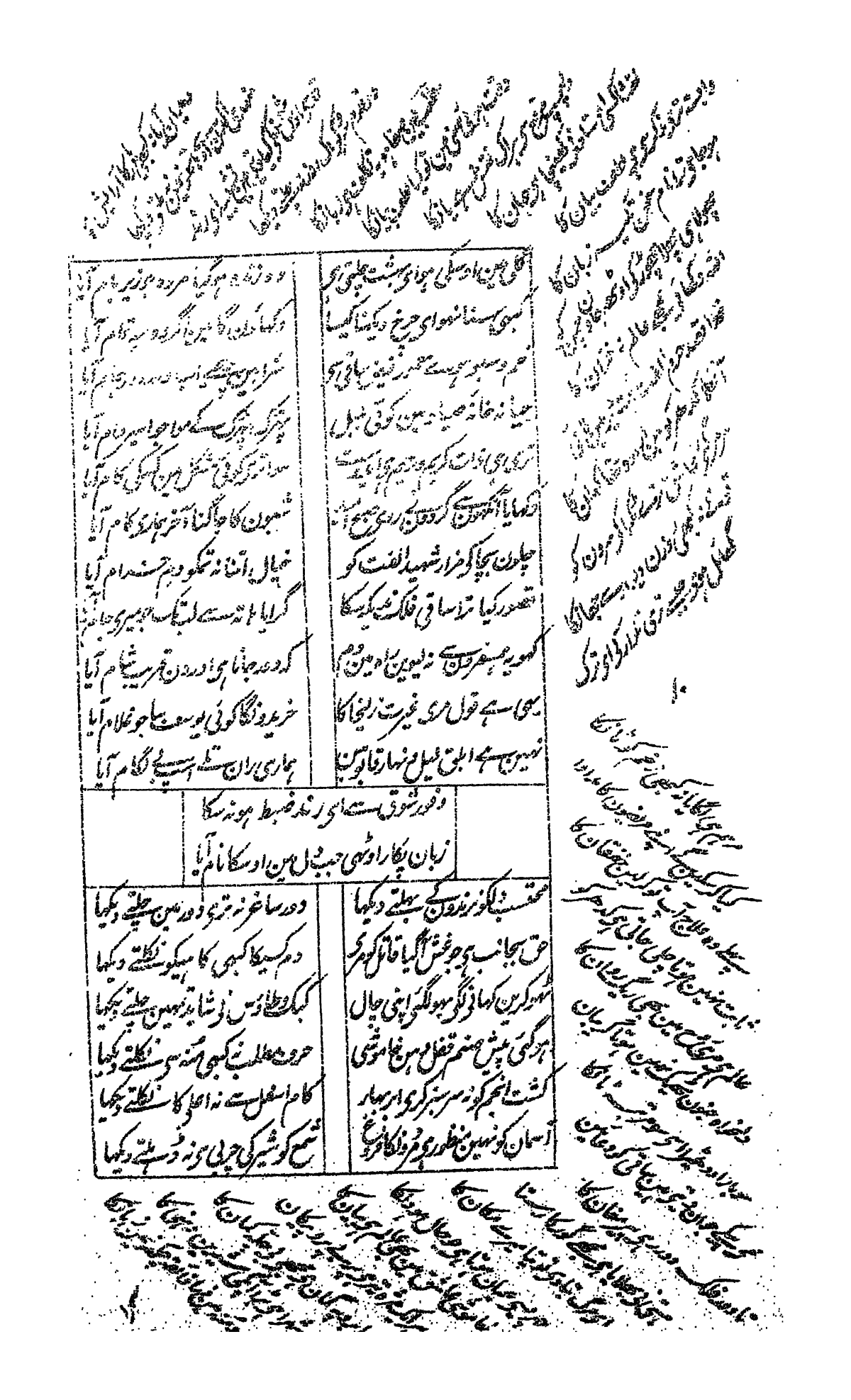

صحرا سے گلستاں کی طبیعت لائی ہی وحشت — دل یاد دشت سے گھبرایا ہی ہنستا کا
قاصر ہو جہاں مدرکۂ عقل نخستین — کیا ذہن رسا کرو ہی مجھ تک کا
یارب کبھی نکلا ہی کبھی بات کا مطلب — کچھ مجھ پہ تعجب ہی کچھ اپنی سمجھ پہ
کیا کیا نہ جواں سینہ ہی کیے چاک کسی نے — بخیا نہ ہوا اوس ہی کسی کی بھی رفو کا
تربت بھی پس از مرگ ہو ہموار جہاں سے — تا نام بھی باقی نہ رہی میری نشان کا
ہو جاہی ابھی آگہ فرو ہیں ہمارے — کھل جاہی اگر بیہیدہ تری زلف خمان کا
ہو دیگا وہی جو کہ ہی قسمت میں ازل کی — قاتل ہی شگون کچھ ہوں ہی بیاں زبان کا
اوڑھ ہوائی پس از مرگ مجھ اشک کی چادر — چشموں نے کفن مجھکو دیا آب رواں کا
میخوار کی تکلیف نہ دی رہنمہ نیسان ساقی — شوال میں ہو جائیگا بدلا رمضان کا
ایمای ملاقات تھی خاموشی ہماری — گونگے نے اشارہ سمجھ لیا کام زبان کا
جب آئی تو ہستی میں تو تھی یاد عدم کی — دن جائینگے تو وہیاں ہیگا ہمیں بات کا
تسکین نہ ہوئی سینہ تپاں ہی مری شب وصل — اب مرگ مداوا ہی ہماری خفقان کا
بحر یار مجھے باغ پہ صحرا کا گمان ہے — شبنم غنچہ نسوں پہ ہی آنسو کی زبان کا
بوسہ لب شیریں کا لیا وصلی شب میں — افطار کیا خوب سی روزہ رمضان کا
کیا جانیے کیا بات نکل جاہی دہن سے — اب گنگ ہی ہوناہی ہمارا مری زبان کا
دیکھا نہ پر کتہی ہوی یاں کھوڈ کھری کو — ٹکسال ہی باہر ہی چلن دل جدا کا
ممنون کیا میت کو مری ریگ رواں نے — فی گور و کفن تہا میں مری آتش سوزاں کا
دن عید کا تھا پر گئی ساغر — ساقی نے دیا نظر یہ ماہ رمضان کا
بیکار ہی بے روح کی یہ پیکر خاکی — عزو شرف مدرتبہ کہیں تک ہی بکا کا

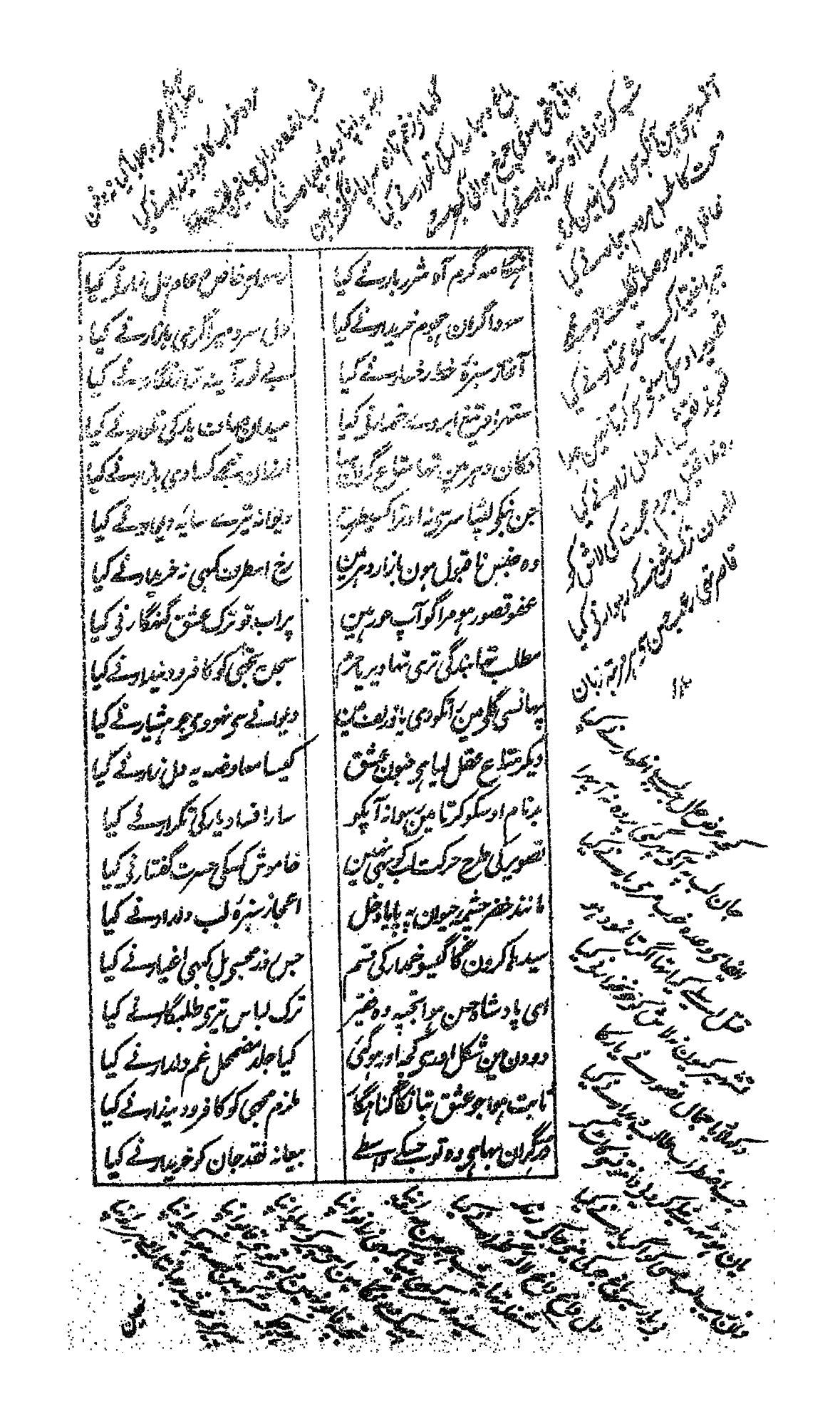

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
بلبل ہزار رنگ سے اک رنگ رہے

جس جس طرح سے چاہا مرا امتحان کیا
ہر نقش میں ترے ہی تصور کیے رہے

سینہ میں جب تک آہ رہے پھونکتے رہے
حرف مدعا دل ہی کے شانے پہ کہہ گیا

اے عندلیب وصل کی تدبیر کچھ کرو
چپکا ہزار رنگ میرا کلیجا تو پک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان ہے چھوٹنا
مشکل یہ ہے کہ جی مرا دل اٹک گیا

بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا
تقصیر عفو اگر میں بہک گیا

برباد کر کے خاک میں مجھکو ملا چکا
اتنو غبار دل سے ترے ہی فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سے میری مزار پر
جو سنگ لوح اپنی جگہ ہی سرک گیا

بیمار دونوں اک مرض عشق کے ہوئے
یاں مضمحل ہے یار اودھر میں چھٹک گیا

سرکا دوپٹہ شب جو گریبان کے پاس سے
جگنو کی طرح یار کا جگنو چمک گیا

غالب ہے جنبش لب کو کیا اور سے پسند
لاکر جو مشتری مرے سر سی پٹک گیا

انگڑائیاں جو لیں مرے اوس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی تانا مسک گیا

سچا جو رند دلمیں ہا شکفتہ
رہا میں غنچہ باغ میں جسدم چٹک گیا

گرمی ہوسکی رخی گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانہ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغ دل بیخبر پھنسا
پستا نہیں جو دام سے طائر پھڑک گیا

ثابت کی ہستی کہ یار نا صف ہے
آیا ہیں جو دم کا مرے دل سے شک گیا

دل چاہتا ہے آپ کو لاکر کروں نثار
قاتل کو دیکھتے ہی کف دست پھڑک گیا

آباد رکھو حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کونسا آکر بہک گیا

۱۵

[illegible]

[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	شکستہ [illegible] چھپا جاتا
[illegible]	جنون عشق [illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
جگہ [illegible]	غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	[illegible] جاتا
[illegible]	تری نگاہ [illegible] شکستہ پا جاتا
[illegible] خنجر خونخوار [illegible]	[illegible] جاتا
[illegible] منزل ہستی میں کیا کرو [illegible]	[illegible] جاتا

١٦

[illegible]

دکھا دی ہے یہ عالم سی گل کی لپٹ کا
خرد کی قربانت سینہ پی کی دیا وشا ابھی کھٹکا

وہ روی سادہ ہوسکا نقش پر نہ تحریر شاید
اثر کرتا نہیں ہر گز کوئی جادو کوئی ٹوٹکا

اشارت کا غزالان ختن کی دو دست سے ہو کر
اٹھتا پاوں لیے چین پہ ٹوکو حریر کپٹ کا

بلا سے بیری سودائی ہیکلی پا پریشان ہر
نہ بادامی کا کل شعشعہ شانہ تو لٹکا

ہوا پر مثل برگ کاہ پھرا صحرا میں جوشی
کسی دن ایک کا ٹانہ بھی تلوے میں نہ کھٹکا

لب دریا اگر سودی میں اس کا گل کی بو
ڈرانا ہے بلا نہ عجب جرد وہی ہر لپٹ کا

سمجھ کر یاروں نے کہا خضر صحرائی محبت میں
خبر تحقیق ہے لے شعبہ تراش اش میں کھٹکا

جنون تجھ پر کرے گی نہیں کچھ کام میں جستی
جدا ہو جائینگی آکے کبھی جیب و گلو کا

کبھی سیراب ہوئی گیسوئی پیچان کی رسن سے
مثال شانہ عقدہ کھولدونگا تیری لٹ کا

چلا تھا دیر کو کعبے میں آ نکلا میں جستجو میں
کہاں جاتا تھا کدھر آ بھٹکا

مقام صبر و خاموشی ہے محفل رازداری کی
کبھی اسپند کا دانہ نہ مجمر میں یہاں چٹکا

مثال تیر سیدھا منزل مقصود کو پہنچا
نہ کھایا دست غم کا پھیری نہ راہ میں بھٹکا

پس از مردن لحد میں جا سکے گی یاد سے پیدا کر
ملا آرام فرش خاک پر نیکو حریر کپٹ کا

نگاہ یار ہ پہ طرح اوسکو شہسوار تیغ
اگرچہ ابلق ایام کیا باگ پر جھٹکا

چمن میں روی یار آ گیا ہو نہیں تو تنگی متصل تھا
گئی ... کی گوئی ... غنچہ گرچہ چٹکا

خیال گیسوی پیچ و خم جب آ گیا دل میں
بڑی پھانسی ہمارے دم گلے میں اگر اٹکا

خبر تک بھی نہیں ہم جس طرح پاوں غفلت
ہماری جبہ سائی سے ... کپٹ کا

ابھی آجائینگا غماز کوئی جلد بوسہ دو
یہی تکرار کا ہنگام یا موقع ہے حجت کا

زبردستی لیا بوسہ جو اوسکا وصل کی رات میں
بہت جھگڑا بہت بگڑا بہت جھٹکا بہت پٹکا

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جنبش کی نہ کرتا قدمِ شوق میں تامل ہوتا

ہوں وہ بیکس جو مجھے قتل و فنا مل کرتا
ذبح کرتا جو مجھے غیر تو بسمل ہوتا

صحبتِ اہلِ صفا سے تنفر بد کو
آئینہ کیسے کسی کا پسِ پشیماں ہوتا

عکس اگر چہرۂ پرنور کا تیرے پڑتا
جامِ مے بھی مثلِ مہر و مہ تاباں ہوتا

اے جنوں کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
بخدا دیر میں نوشِ تنِ عریاں ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہو میرے حالِ دل کا
بات انسان کی سنتا اگر انسان ہوتا

اے خضر یہ بھی مری طرح سے عریاں تن ہے
ڈھانکتا تجھکو جو دامانِ بیاباں ہوتا

گر یہی بادِ بہاری کا ہے عالم چند سے
گل نظر آتا ہے بلبل تجھ پہ عریاں ہوتا

جان دی تھی مگر جانِ ندیتا تھا اوسے
دلمیں یہ درد کہ ہوں اللہ پشیماں ہوتا

تجھکو جانا ہے تو جا چک تو سویرے ورنہ
کام میرا ہے تمام اے شبِ ہجراں ہوتا

پچھلے ہی سال کی مدت تری دامن و جیب
اب جو کیوں ہے جنوں و گریباں ہوتا

تو نے عریاں ہی رکھا مجھکو فلک خوب کیا
میں بھی پھیلاتا تری آگے جو دامان ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے نہ
سر پہ کیوں خنجرِ جلاد کا احسان ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اوس شوخ نے فتنہ کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خونِ ناحق اک مسلمان کا کیا
کیا غضب اے شوخِ بے پروا کیا

دلکو مائل شعلہ رویوں کا کیا
دینِ زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

اس تعبیت سے شب فرقت کٹی
پاؤں سیکنے آہ کی نوبت گیا
عشق رافشاں جب ہوا بارش مین
خاک بھی کیونکر جہنم جا گیا

قرار اس سب ترک عشق یار رند
آپ سے تم نے نسب کیا او سلے کیا

آزردہ کیون ہے جو جہان آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تجھکو سنایا تو کیا ہوا
چھوڑینگے ہم نہ دامن الفت کو مثل اشک
تونے نظر سے ہمکو گرایا تو کیا ہوا
احوال پرسی آنکے کی روز تمنے کی
مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا
ہمکو ابھی جنون ہے جو تھا سلسلہ سو ہے
منت کا طوق اوسنے بڑھایا تو کیا ہوا
اللہ دل کی داغ کو روشن رکھے صبا
تونے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا
یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار مین
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہین رحم یار کو
تو آج تمنے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان پروانہ اوس لعل وفا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آئینہ کھویا مگر جو یا خدا کا ہو گیا
راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
غال ملکو عشق مین مرتے ہین جانتے سنکیون
سنکھیا کا عالم اس جا شفا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو دیگا کبھی
عرض کرینگے جو موقع التجا کا ہو گیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا
مرتے ہین ہجر یار مین فصد اب مسیح
تبدیل نسخہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
اوس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم دو چار
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

میخوار ہوں رقیبوں میں تیرے تجھ سے شیخ
ایسا نہ ہو کہ دعویٰ زہد اس سے نکل گیا

فرقت میں تیری سخت مصیبت گزری ہے شیخ
ہر سانس ہر گھڑی کا جیا لا نکل گیا

روکا کیا ملائکہ نے بہت آسمان سے
ساتوں فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا

سو کر نہ سکا کنان حجلہ سحر تلک
بیساختہ جو رات کو نالا نکل گیا

کینہ نکر نہ رو ہی دل گم گشتہ نے لیے
از دست غم سے ہاتھ سے بالا نکل گیا

پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار
جس میکدے میں لیکے پیالا نکل گیا

جاتا نہ گھر ہو آپکی ضد سے رقیب کے
لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا

جسکا جواب لکھنے کو جھنجلا کے تار نے
بالے سے پہلی کان ہی بالا نکل گیا

کس شک گلی ہی کہی تھا خوف تنگ و چست
ہر جوانب جامے سے لالا نکل گیا

دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال میں
مشتہ ہی جو اسے کریم فرالا نکل گیا

بوٹا کہو نہ قامت دلبر کو شاعرو
اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا

رونا کیا میں خار بیابان کو ایجرن
ہر اک بچا کے پاؤں کا چھالا نکل گیا

کہتے ہیں اپنے گھر رہا میں فقیر ہست
کیا کیا نہ دور دار دو شالا نکل گیا

پھر چل دلا نہ کوچہ گیسو کا قصد کر
ہے آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا

او کتا کیا تہنگ ہوا کیا کرے غریب
آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہے فقیر سے ہے سن لیں سے آپ رند
مرشد کا اپنے کر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویوں سے کب فراغ رہا
اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا

ناز بیجا اوٹھائے کس کے
اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

حیف بارہ دھر میں اے رشک
کیا میں ہی لینے گیا تھا کیا لایا

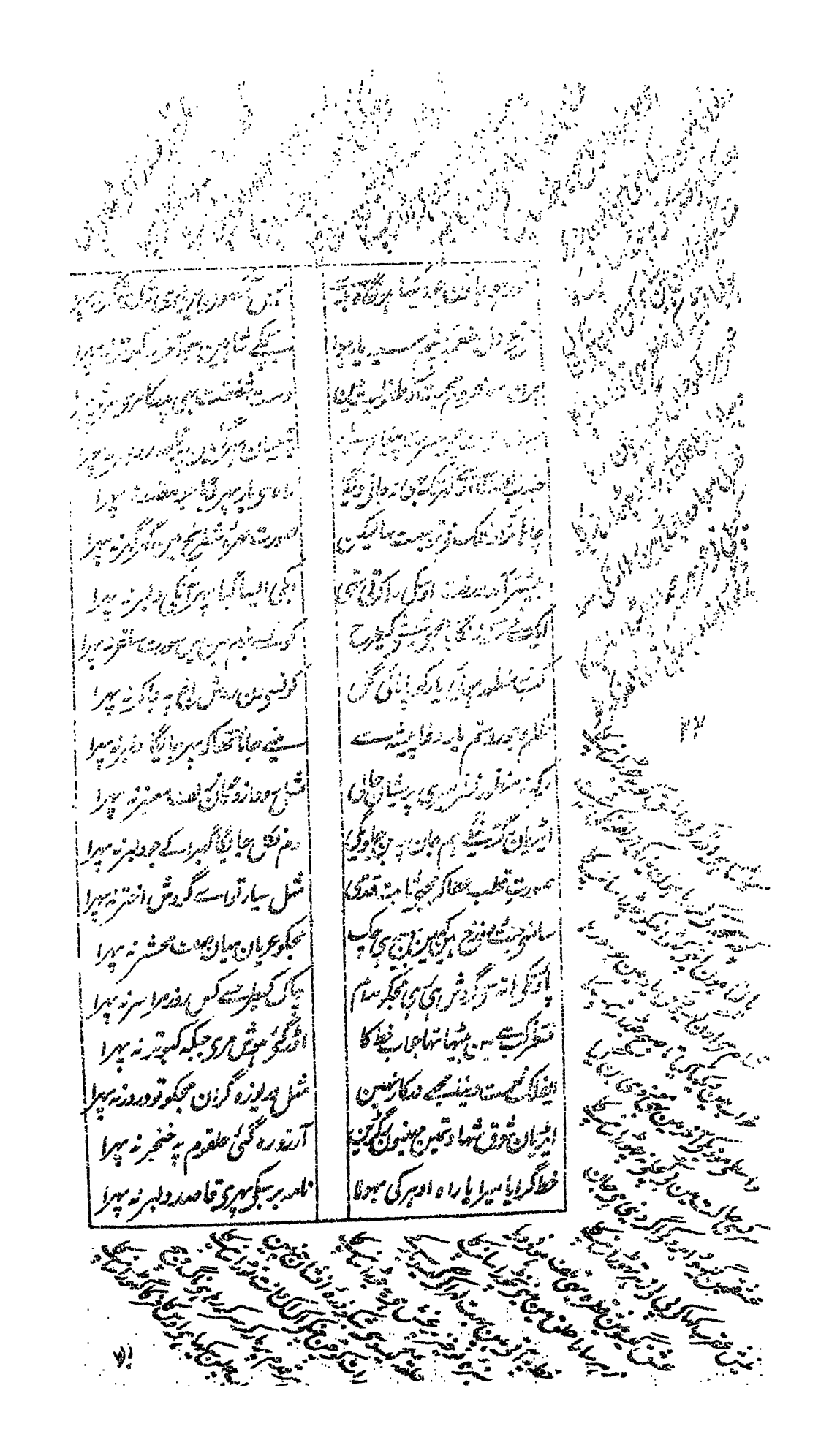

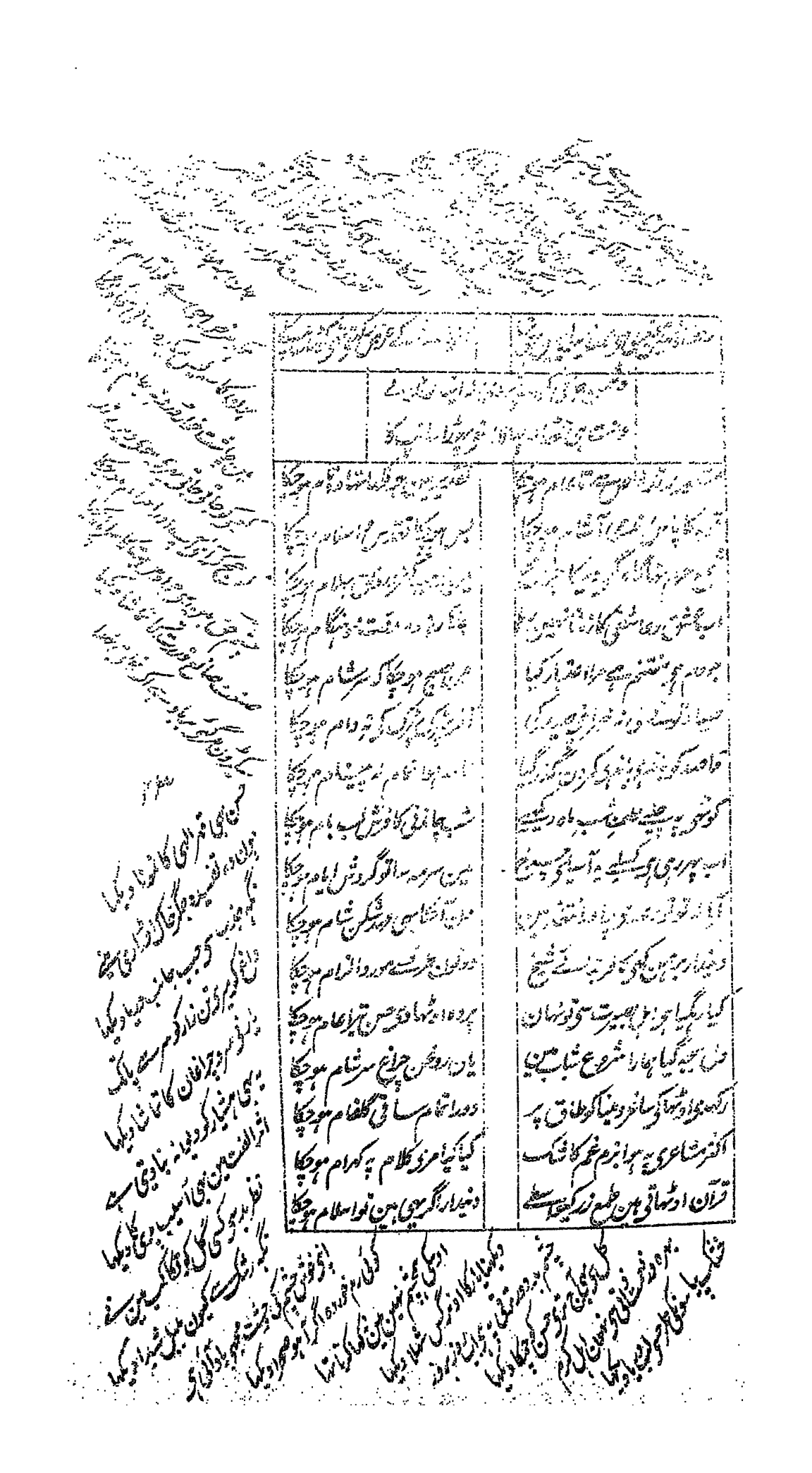

کیا بچھڑنے کا غم جو ہجر نے مارا ہمیں
خشک پتے کی طرح ہم نے تو پیلا دیکھا

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ہم تو کب سے
سینے پر زور ہمیں جس نے ہے مارا دیکھا

مر گیا ہجر میں جو جان سے ہم کو اس نے
اس کے کوچے میں جو جا کر نہ پکارا دیکھا

غنچہ آسا دم اب میں جو ترا ہوں ہوں بند
ہنسنے کا جس نے کبھی تجھ کو نہ پیارا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جیسے تو آنکھ نہ پھری
تیرا غصہ بھی ضرر قطعاً کسی کا نہ دیکھا

تو سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا میں ترے ہر ایک ستارا دیکھا

آگہی یاد تری ہو لبِ جوئبار کبھی
باغ میں جا کے کبھی گل نہ شگفتہ دیکھا

داغ الفت ترا رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن میں کبھی ایسا نہ گلزار دیکھا

ایک سا حال سدا نفس بازپسیں
ساتھ جاتے ہوئے ہر ایک ترا سنوارا دیکھا

خوب بھی لکھتے ہو سفاک کو جی ڈھتا ہے
پر ترے خط کے اڈھنگے جو نہ فالا دیکھا

آگہی یاد تری نخوانیاں اپنی اسے رشک
کبھی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اخلاص کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تجھ سے کہ اس نے تجھے کیا کیا دیکھا

یوں تو جیا کیے ہر سال جیون لیکن
اب کی اس چند میں اک چاند سا کچھ اور ہی دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مرزا دم شکر ہے دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالوں کو سنوارا کبھی منہ پر چھڑکا
آئنہ لیکے عجب طرح کا جی کا دیکھا

ہر بُن مو کافر کیسا ایمان لے گیا ہے
پھنکتے کیسے ہیں ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہو گیا دم رخصت میں بھی
اپنے بیمار کا احوال ایسا ویسا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جاں آج تو تو اے مرا جیتا دیکھا

مثال طور ہے سینے میں دل بھی جل کے کیا خاکستر ہوگا جلے گی جو وہ شعلہ جلا جائیگا پھر کیا

کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے وہ زاہد شیخ کی یہ مسجد کو ڈھا جائیگا پھر کیا

رہے نہ آپ میں ساقی جو ایک ساغر میں بھلا وہ میری طرح خم چڑھا جائیگا پھر کیا

ضرور حشر کو دن عاصیوں کی ہوگی تلاش نہ ہونگے ہم تو جہنم جلا جائیگا پھر کیا

خیال زاد سفر کہہ عدم کو جاتا ہے جو لے نہ جائیگا یا کسی کو پا جائیگا پھر کیا

عبث ہے دام لیے فکر میں مری صیاد پھنسا جو پھنس کے تہ دام آ جائیگا پھر کیا

یہ دل لگی نہیں اچھی جلی کٹی پہ نہ آ ہنسی ہی میں تو مجھکو رلا جائیگا پھر کیا

مری نصیب میں ہے صورت شبنم برنگ گل جو ترا تک تو مسا جائیگا پھر کیا

خیال بوسہ لب پر ہوا ہے اور سنو میں منہ سے کہتا ہوں یہ منہ کی کھا جائیگا پھر کیا

نظر پڑی ہے طپش دل کو آج طور سے ذرا خیر جگر منہ کو آ جائیگا پھر کیا

ذرا سی بات میں روٹھے چال ہو چکا وہ کہتے ہیں کسی کو اور لائیگا پھر کیا

وہ بیوفا ہے نہ چھوڑیگا غیر کا منا جو رند کہ گفت میں تو مر ہی جائیگا پھر کیا

راتوں کو بھی وہ آ کے کبھی یار رہ گیا ارمان اب یہی کوئی دل زار رہ گیا

تو شب کو آتی آتی خوابی یار رہ گیا کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا

چندے یہیں جو ہجر کا آزار رہ گیا سن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا افسانہ سبز گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہوں اسطرح سے بسر کوئی یار میں در سے اوٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگو نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے خوابیدہ بخت دیدہ بیدار رہ گیا

ساقیا لبھوا تنک خونکو چلو بہر شراب
مین گلون دریا نوش کیا چاہتا ہون آبکا شراب

فصل گل ہی کچھ رہی ہے اجل گھر گھر شراب
بادہ کش بیشمار کہ تھے مین پی پی کر شراب

ہو دہر استوزکی یارب مثل بادہ آفتاب
جام گردش مین ہو کہایا کرے دیکر شراب

بزم مین چین ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوبتر ہی خوبتر بہتر سی ہو بہتر شراب

ہون مین میکش محتسب مین تان تو پہلو کم دون
دودہ کو بدلو پلادی طفل کر مادر شراب

پھر بہار آئی ہی آلہی ہر شگفتہ ہون گل
تاک کو ساقی مین اینٹیون سے بھر بھر کیر شراب

گر صفائی قلب چاہی ہو میکشی کر اختیار
دہو آئینہ دل کی ہو روشن سنگر شراب

الفت چشمان میگون بیخودی کیونکر نہ ہو
آدمی کو آپ ہی کر دیتی ہی باہر شراب

شوق ہی داماد کی پیر مغان کرتی قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی بدختر شراب

بوسہ لبہای میگون ہو اگر مجکو نصیب
گرد پر ساقی کی سجدون گر ہی بہر شراب

گریہ مین چندہی ری افراط ہو کی ساقیا
چاہیے بہتی پھری میخانے کے باہر شراب

میکشی ہی گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے
دیکھتا ہی سیر پیرمغان کو لیوا کر شراب

نحم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پیتا ہی محکو ہو نہ ہو گر شراب

دور دور جام و مینا دور گردون تک ہی
بادہ کش ہین ہی دعا ساقی کو دی پی کر شراب

کھل ہی جاتی ہی بنا وٹ آدمی کی نشہ مین
صاف دکھلادیتی ہی انسان کا جوہر شراب

دیکھتا کیفیت روے زمین آئینے مین
جام مین جمشید کی پیتا جو اسکندر شراب

بیچتا ہو قول کر پیر مغان ہونکی قبول
ہوگئی ہی دودھ مین اپنے تو آب زر شراب

مغتنم ہی وقت فرصت ایک دم اور ہو
ہر اجی شیشی مین ہی ساقی کی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا پیر مغان مجھ رحمتی
گرد سر کہتا اوٹھایا ساقی کوثر شراب

رشکِ فراق آپ سے ہی بڑھ گیا
آفتاب چاند کہکشاں ہیچ ہے آفتاب

معذور ہو کہ جو اگر اوس سے مقابلہ
آنکھیں نہیں ہیں میری پہ ہاں ہے آفتاب

دوسکی ہی شوخیاں کہاں ہو گیا کہاں
مانا مینے نور کا چشمہ ہے آفتاب

سنکے چپکے کا کہہ دو اسے غیرت مسیح
پیش پا افتادہ سے بھی ہے آفتاب

اسکی بھی آپ میں ہے کیا آتش فراق
جلتا ہے میری خرچ بتاتا ہے آفتاب

سنیے کہا کہ رات کو آؤ تو دیں کہا
دیکھا ہے تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب

لیکا یا جائیگا جو بابل میں ایکدن
زہرا جبین پر مرے مرتا ہے آفتاب

حاضر اگر ہے دن کو تو غائب ہے رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب

بادش نہیں ہے غم میں کسی تنگ ماہ کی
رومال رکھکو ابر کا روتا ہے آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل ہے کم نہیں
شیشے میں جن کے طرح اوتارا ہے آفتاب

پھرتا ہے یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہوں یا ہے آفتاب

دافع سفیدیِ خرچ ہے میری نظر میں رند
شبنم کی گو نگاہ میں رسوا ہے آفتاب

آج انکار فرمائیے آپ
شب کی شب گھر مرے رہ جائیے آپ

جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ
ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ

کھولیے شوق سے بند انگیا کے
لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ

آتے ہی کہتے ہو میں جاؤں گا
میں بھی آپکا نہیں جائیے آپ

ڈھونڈھتی پھرے اگر لیکے چراغ
ایسا عاشق جو کہیں پائیے آپ

عمر بھر تو نہ قدم رنجہ کیا
آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ

محتاج عرض حال نہیں تیری ذات کا — تو خود ہی جانتا ہے جو دل کا ہے اضطراب

ٹوٹا ہوا ہے دل شب و روز کا ہے حال — ہر وقت ہے نگاہ میں اشکوں کا اک حباب

آنسو رواں ہیں آنکھ سے دامن ہے تر بتر — مضطر ہوا ہے دیکھ کے یہ حال دل کباب

تکلیف اپنی کیجیے گا صبر و ثبات سے — تم جانتے ہو کرتے ہیں اللہ صبر یاب

کھینچے گا شوق کوچۂ دلدار کی طرف — لیجائیگا بہشت میں عشق اے صدر آپ

گلشن میں بلبلوں کو ہے نرگس کا انتظار — نرگس کو چشم شوق سے تکتا ہے ہر گلاب

گندا کرو نہ سبزہ و میدان کو اے عدو — نفرت کرو گے اپنا ہی دامن ہے داغدار

انسان خود ہے اپنی ثبات و جزا کا حشر — رحمت کریں بہشت میں ہم تو ہے جو آپ

معشوق کی کمی نہیں عاشق مزاج کو — بس اب زبان کو کریں اب مختصر آپ

رخشاں نہیں ہو روئے منور پہ جب تلک — انعام حق نہ ہوگا سراپا ہیں فیض آپ

واعظ نہیں ہیں ہم تو ہیں رند خراب حال — سمجھا رہے ہیں شیخ کو ہم بر سر منبر آپ

عاشق ہوں میں تو جذبۂ دل کھینچ لائیگا — دیکھو گے تم کو کھینچ کے ہر سنگ و در آپ

ہم کو ہے آرزو کہ ملاقات ہو کسی کی شان پہ
ہو جائے ہم نثار جو ہو مہربان آپ

سرما جیسا شاعر آئی گل رخسار کا روپ — چل دلا دیکھیں کسی اور طرحدار کا روپ

کون کہتا ہے کہ گلزار ہے دلدار کا روپ — لب تبسم ہی جبیں ہے وہی یار کا روپ

ہر کلی عریاں ہوئی ہے کہ ہر الجھن کی — دیکھو دیکھیں گے کہ ہے کس یار کا روپ

عالم خیش ابد بھی دکھاوے گا کہ — دیکھیں چلتی ہیں بھی قاتل تری تلوار کا روپ

چاندنی رات میں جو رشک قمر آیا ہے — آج کچھ اور ہی ہے بام و در و دیوار کا روپ

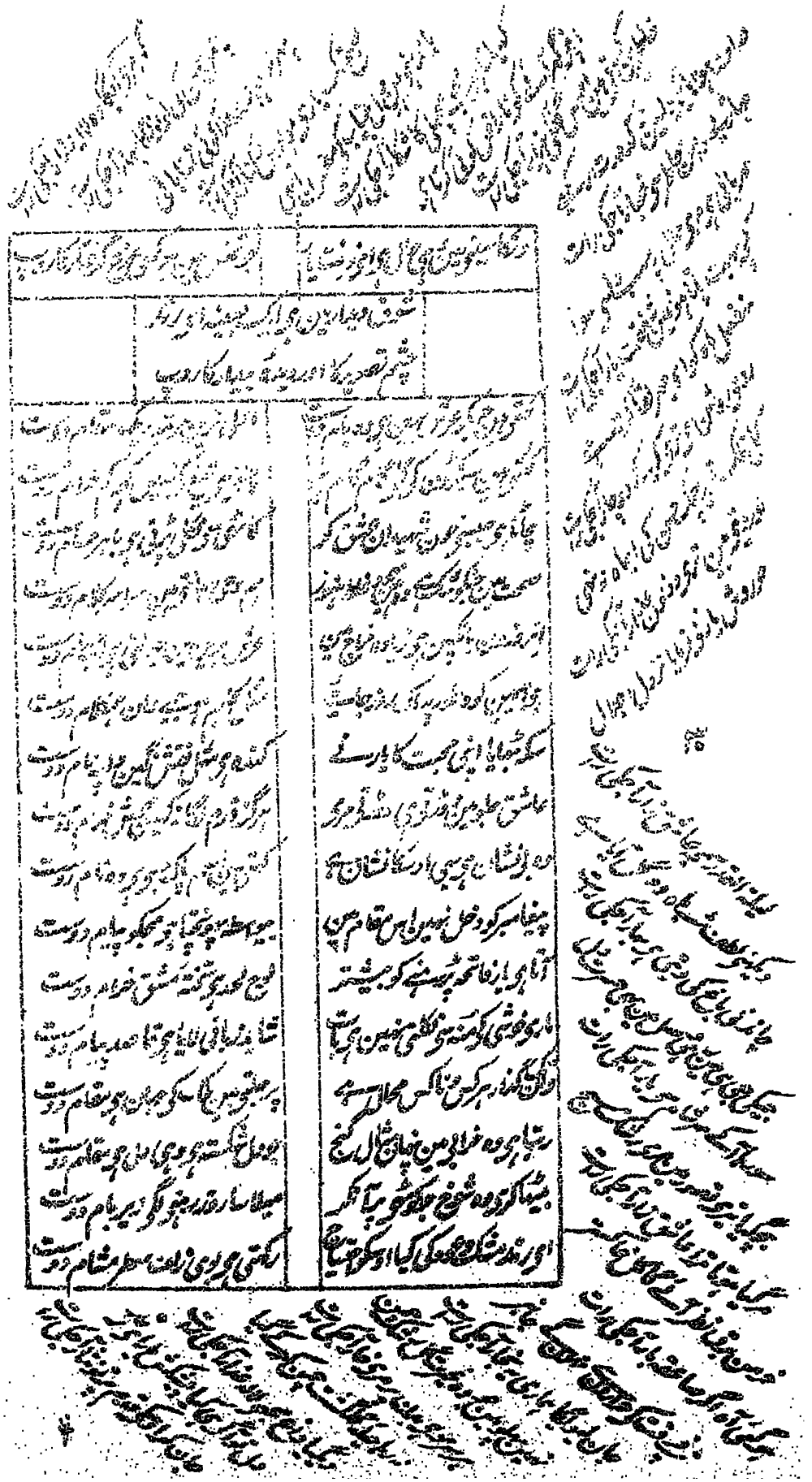

[illegible]

ناز سے پھر نہ لگا انشا کے پاس آج کی رات	[illegible] ہو آخر کار آج کی رات
شب تنہائی [illegible] بہت نگوار [illegible]	[illegible] آج کی رات
تو اگر آ ہی سکا پاس شب فرقت کی	[illegible] تیرہ و تار آج کی رات
[illegible] صبح	شکل [illegible] آج کی رات
[illegible] شب [illegible] ساتھ	[illegible] آج کی رات
شب [illegible]	[illegible] آج کی رات
[illegible] شب ہجر [illegible]	[illegible] جان [illegible] آج کی رات
شب [illegible] جدائی [illegible] اور [illegible] ہیں	[illegible] آج کی رات
[illegible] خیال	نیند میں [illegible] آج کی رات
[illegible] جان اگر [illegible] گذری شب ہجر	[illegible] آج کی رات
یار [illegible] گھر سے گیا	میں بھی [illegible] آج کی رات
[illegible] شب ہجر	[illegible] آج کی رات
[illegible]	[illegible] آج کی رات
[illegible]	[illegible] آج کی رات

دل جگر آتش [illegible] جلا سے [illegible]
ساتھ [illegible] شرار آج کی رات

کیا [illegible] تمام رات	گذری [illegible] تمام رات
نیند آئی [illegible] تمام رات	[illegible] تمام رات
[illegible] جہاں تار و تیرہ تھا	[illegible] تمام رات

۱۲۲

[illegible]

کشتنی سیکڑوں ہیں ہمارے ہی سر اور ہیں
وہ کہ جن کا ہدف خورد و کلاں اور ہیں

دیکھکر تجھکو چمن میں گل رعنا بولا
اس میں کچھ شائبہ خوبی ہمارا بھی ہے

آج بیکار ہیں ہم تم تو ہمیں عرض نہیں
روزگار ہے تمہارا تو ہمارا بھی ہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

کل کے لئے کر آج نہ خست شراب میں
یہ سوء ظن ہے ساقیٔ کوثر کے باب میں

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

ہر بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

رہی نہ طاقت سخن و اگر تمنا تکلم
اگر نہ ہو تن میں خون جنبش بھی مو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

دوست غمگساری میں میری سعی فرماویں گے کیا
زخم کی جو کوئی ٹانکے نہ لگاوے تو رفو کیا

غیر لے محفل میں بوسے جام کے اور میرے ہونٹ
ٹھنڈے ٹھنڈے تم سے یہ بیداد ہو ساقی تو کیا

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

ہر بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

رہی نہ طاقت سخن و اگر تمنا تکلم
اگر نہ ہو تن میں خون جنبش بھی مو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

دوست غمگساری میں میری سعی فرماویں گے کیا
زخم کی جو کوئی ٹانکے نہ لگاوے تو رفو کیا

غیر لے محفل میں بوسے جام کے اور میرے ہونٹ
ٹھنڈے ٹھنڈے تم سے یہ بیداد ہو ساقی تو کیا

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

جاتا ہی ہر قدم دم تسلیں خرین لوٹ — پہنچا نہ شتاب لیلی محمل نشین اوٹ

چلتی ایک بیکس نقاب کہ رخ نو نہیں لوٹ — دہشت پہ ہی بجای مرادوم کہیں اوٹ

در پر سی تجھ کے میرا مسیحا جدھر گیا — آنکھیں گڑیں دم نقش اسپین اوٹ

ماہ چہاردہ شب خلدا مین ہو عیان — یا نو نکو انیو چہر لیلای دہ جبین اوٹ

اقرار وصل کرکے اب انکار ہی عبث — منکر نہو زبان سے اقرار زین اوٹ

مارسیاہ زلف سی لیلای ماہ مانگ — پیدا نہ تجھ کو دیس کے دہ جای کہین اوٹ

مانند لالہ داغ ز رنگ جای اے نسیم — پانوں نہ کھلے برگ گل یاسین اوٹ

تیغ نگاہ ناز جو اے عاشقو چلی — تم دیکھنا صفین کی صفین سنبھے اوٹین اوٹ

بدمستیو نسی رات کو اوس بادہ نوشکی — تیشی کہین پڑی رہی ساغر کہین اوٹ

ہنکر دو چار چشم فسون ساز سی مری — گر سحر ساری ہو تو جادی دہین اوٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین — آنکھون کی پتلیان دم آخر کہین اوٹ

برگشتہ یار ہو گیا مجھ سی رہت باز سے — قسمت کسیکی جای یہ یون بیٹھین اوٹ

بسمل تڑپ کر خونکی چھینٹین اڑا چکے — دامن سمیٹ اپنا کہ اب آستین اوٹ

وہ خواب ناز مین ہو چلی آہستہ اے نسیم — انچل نہ روی یار سی جادی کہین اوٹ

معدوم ہوی نام و نشان شاعر یکبارگی ہند
طبقہ زمین شعر کا جاوے کہین اوٹ

جستجو ی شاہد مقصود ہی امید عبث — توڑ کر جان کو کرتو سی لی حاصل محبت

تیغ ابرو کی اشارے مین ہی کام اپنا تمام — تیز کرتا ہی چھری میری لیو قاتل عبث

دستر حب دامن قاتل تلک ممکن نہین — ہاتھ پاؤن مارتا ہی خونین ای بسمل عبث

نقصان جان ہی رشد جو دنیم مہم ہوی
کرتے ہو یخ ہجر میں فکر سخن عبث

ماہ رو دل بر ہوا ہی آنکر مہمان آج
حیرت سیج قمر میرا خانہ شاہ آج

ہو صنور شمع رو دی یا ہی کاشانہ آج
پر جلیں آ تو اگر اس بزم میں پروانہ آج

سب سے پہلو دور کر مینے گلا کٹوا دیا
کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج

رنج بڑھ جائی کہ گھٹ جائی بجز مطلب نہیں
میں دیوانہ کہتا ہوں جس من کہ جانا آج

تیری دیوانگی کو دم کی ہی یہ رونق ای پری
شہر ہی آباد آتا ہو نظر ویرانہ آج

پاس قاتل تا کجا ای کشتۂ تیغ ادا
ڈالدی ہو سکی کہ میں ماتے بیا کانا آج

اب نہیں کوئی سر رگذار و کسی کو ای پری
مطلق رہگیر نہیں ٹوٹا ہی تیرا دیوانہ آج

ماتہ آہ ی دال ندر ہی یار کچھ پوسف نہیں
قیمت کنعین ہی اوس شوخ کا بیگانہ آج

[illegible]

[illegible] کیا ہے	[illegible] سال ہے آج
[illegible] آرایش کی	[illegible] آوازہ [illegible] حال ہے آج
[illegible]	ہر طرف [illegible] یار کی [illegible] حال ہے آج
[illegible]	[illegible] عطر [illegible] حال ہے آج
[illegible]	سلطنت پاس [illegible] تو کیا [illegible] ہے آج
[illegible]	[illegible] ہے آج
[illegible]	[illegible] کیا حال ہے آج
رنگ زرد اور [illegible]	[illegible] کیا حال ہے آج
[illegible] جیتا ہی ہے	رات کو حال [illegible] تھا [illegible] حال ہے آج
رشک [illegible]	آپکی جان سے [illegible] حال ہے آج
واہ [illegible] برگشتہ [illegible] سخت	[illegible] حال ہے آج
وقت [illegible] غنیمت جانا	کل [illegible] اشکال ہے آج
[illegible] قول	حال [illegible] بزم میں [illegible] حال ہے آج
[illegible]	[illegible] حال ہے آج
آج تو [illegible] آغوش [illegible]	[illegible] سال ہے آج
[illegible] اور عالم [illegible] ہے	[illegible] اقبال ہے آج
آہ [illegible] عذاب	روح [illegible] حال ہے آج
[illegible] خلق	[illegible] حال ہے آج
[illegible]	[illegible] حال ہے آج

۳۵

[illegible]

نہیں چھپتا کبھی الفت کا راز اپنا — محبت کا یہی ہوتا ہے پیچ

ہوا بیتابی و گریہ نقصان جان کا — دل ناداں دوا تو نے برا پیچ

سمجھ دم دیکے ٹالا کرنے کے اقرار — نہ آیا پر نہ آیا کر گیا پیچ

پڑی مہر محشر کی پیاسی گلا میں — بچے تجھ کو رہا ہے اے ادھر پیچ

چمن کی طرح سے یعنی ہمیں زندہ
نگہ سے اس کی سیکھا باغباں کا پیچ

نازکا فرد او سہا مت و بیدار نہ کھینچ — صدمہ کش کش سے جو دل زار نہ کھینچ

نیکر خط میں کہا اگر گل رخسار نہ کھینچ — پہلے کیجے ہمیں کا تو انہیں ہمیں بار نہ کھینچ

چین ابرو نہ ہو پر بیات ہو تیوری چڑھا — رہت باغ اسی کی ہے جو خار نہ کھینچ

دم نکلجائیگا چھاتی تری پھٹ جاویگی — نالۂ دل تو ذرا کر کے ہوں میں گرفتار نہ کھینچ

شب گئی آئی نسیم سحری کی جھونکی — منت خواب بہ اے دیدۂ بیدار نہ کھینچ

مرض الموت محبت ہی نہونگا جانبر — رنج بیہودہ مسیحا سے مرے بیمار نہ کھینچ

روز محشر کی طوالت کو نکر غمزدہ — اسقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ

خون ہوی جاتی ہیں عشاق کی دل پر ہیں — ناز سے ہائے خدائی دم رفتار نہ کھینچ

عشق مژگان میں ہوا ہی تو اگر دشت نورد — پاؤں کیا دل میں چبھی خار قزہار نہ کھینچ

عشق ابرو ہی تا انکانہ ارادہ کرنا — کہ کھچ گی یکمان تجھ سے دل زار نہ کھینچ

زندگی تلخ نکر اسنے پرستار رونکی — دن بہت ریسکے اے ہجر کی بیمار نہ کھینچ

ہونہ تو وہم و گمان شعر اسی غالب — فکر کو سوی عدم اوکھی یار نہ کھینچ

کلمۂ حق ہی اگر قد کو تری سرو کہا — راست گو ہوں مجھے سولی پہ جفاکار نہ کھینچ

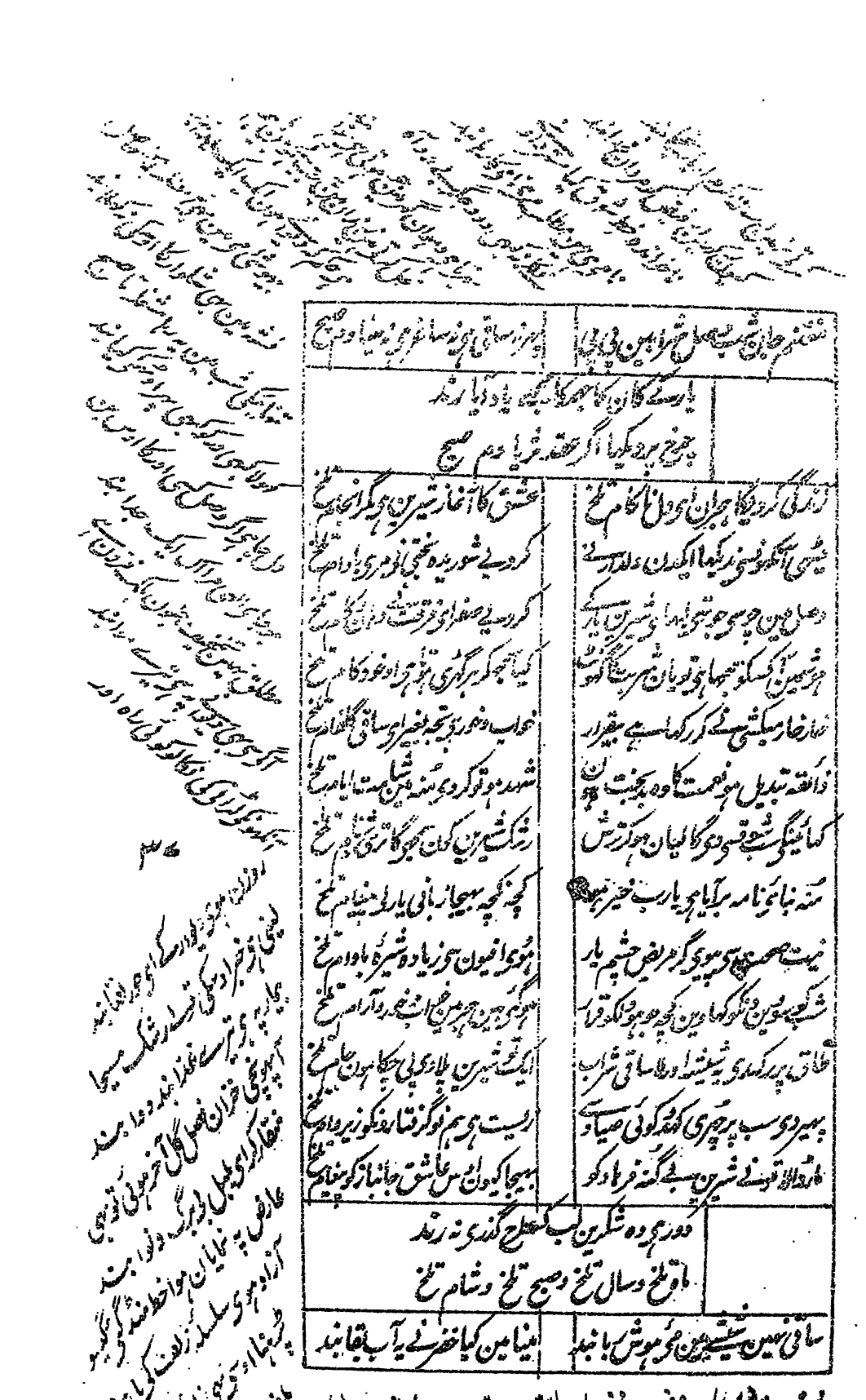

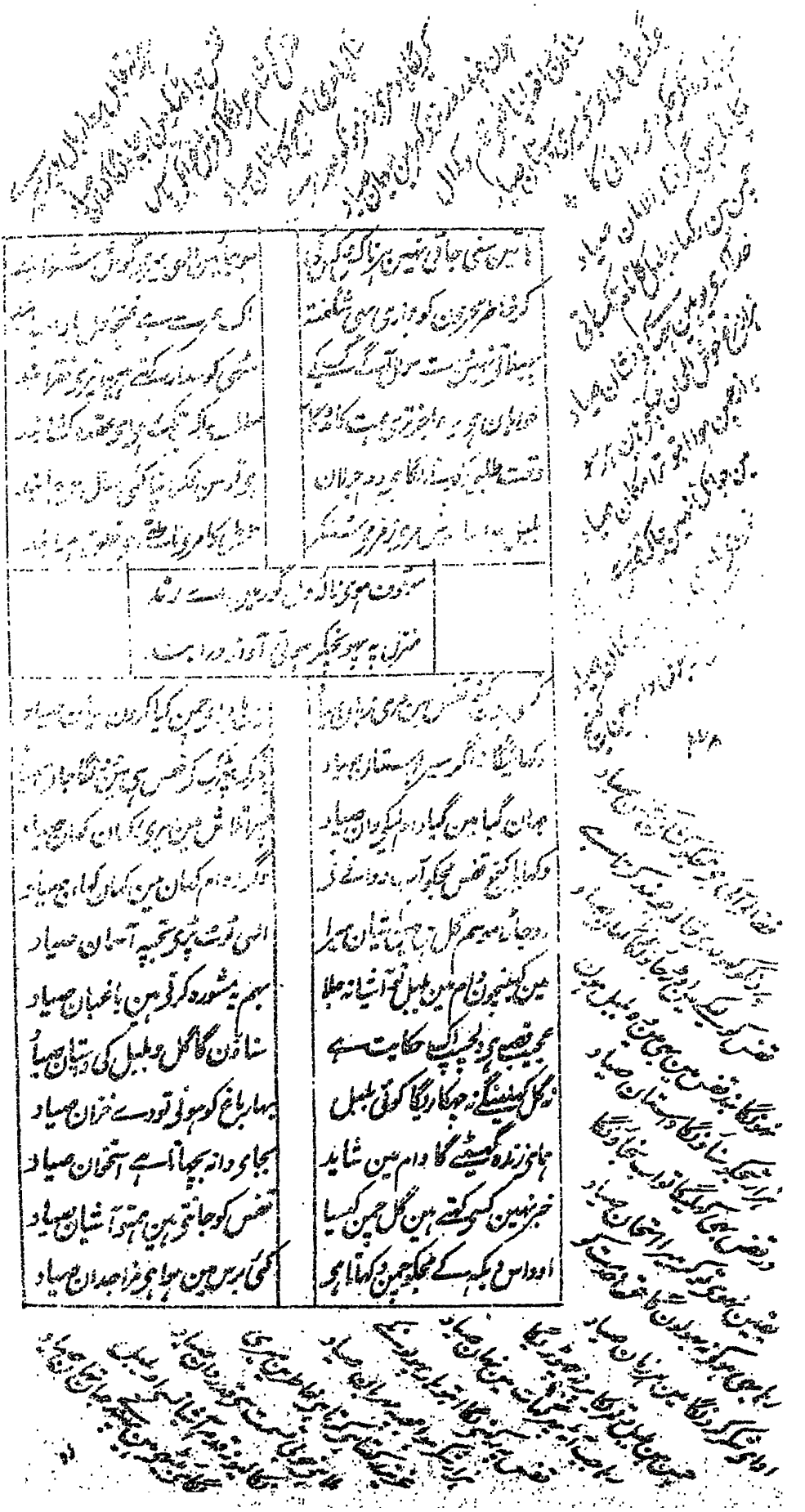

وہ عندلیب ہوں جسکو گرفتن چمن ناز گرم
نفس کے چاکن ہو اوٹسنے لگو وہیں صیاد

مرے بیان کو سن سنکی کا نہ کچھ اثر ہوتا
غضب یہ ہی کہ سمجھتا نہیں زبان صیاد

الٰہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
کہاں اور آہ ہوں میں اور بدزبان صیاد

سوائے شکر شکایت اگر کبھی کی ہو
الٰہی قند ہو منقار سخن زبان صیاد

ترے سیب دونوں نکھا مامین زنہار ہے نہ رند
نہ کھا دام اگر خاک رہین نہان صیاد

سلامت ہمان جو کہی تیرا مان فریاد
ادا سے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد

یہ ہی یقین کہ جاتے گی رونگان بہار
مگر کہ بیٹی کبھی ہو ہمارا فریاد

گمین جو حسرت دیدار لیکر جاتا ہے
کریگی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد

فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا
نہ آہ زار نہ اون ہوئی نہ خاں فریاد

نہیں ہے نیند خورشید و ماہ کالون میں
ستم زدون کی سنی خاک آسمان فریاد

ہمارا سینے میں دل آئیگا جگر منہ کو
کبھی سنوگے جو عاشق کی ہیچمان فریاد

کہیں گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کریگی گل ہزر مہر استخوان فریاد

ستمگارو اسطی نالان ہیں سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہیں آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق میں اوبت کرا ہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

حصول کچھ نہیں بلبل دعائی دنیے سے
سنی گا نالون کو گلچین نے انجان فریاد

اثر ہو یاد بہاری کا آہ میں میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گیا نہانی جو دریا پہ وہ بت ترسا
کریگی صورت ناقوس مچلیان فریاد

لگائی عرضی عدالت میں مجنے خوب کیا
ابھی تو تم نکروگے گمان کو ان فریاد

تو جوان رہے تو بہر باتوں ہی میں بسر جاتی سحر
بخت خفتہ نے یوں کہن چگا یارات بھر

ہجر کی شب ہے مسیحا جو ہوا آغوش میں
کیا کہوں میں درد پہلو نے سنایا رات بھر

شام ہی سے کوچۂ تصور روشنی کا تھا
گیسوؤں کا رات نے مضمون بنایا رات بھر

ہر زہ دے شاد منکروں کو جو زد عام پر
ہو موقوف ہے جہاد ظہور امام پر

پڑتی ہے آنکھ جب مری مینا و جام پر
سو سو درود پڑھتا ہوں ساقی کے نام پر

سنتا ہوں دیگا حکم وہ کل قتل عام پر
کیا گذری دیکھیں خضر علیہ السلام پر

اک جام مہر کی ہمکو بھی دیدیں خیر سے
ساقی اگر نہ دور ہی یہ اختتام پر

شہر اسنا ہے تیرا پہ صحبت نہیں جمی
دیکھا نہیں ہے تجکو میں عاشق ہو نام پر

خاش ہوتا ہیں جبرہ گلگونکی میلیں
طاؤس مجد کرتے ہیں تیری خرام پر

مرزا یہ بھی یقین ہے رہیں داغ دل ہرے
گل کھا کر مر گیا ہو نہیں اک سبز فام پر

رہتا ہے خوف نشہ میں بھی دور چرخ کا
سو سو درود پڑھتا ہوں اک ایک جام پر

وہ مست ناز جسکو حیا کی شراب دے
میخانے کو لٹا دوں میں ساقی کے نام پہ

پہونچا میں بے مجاز حقیقت کی کنہ کو
بے نردبان گذر ہوا سیر بام پر

وعدہ کیا ہے شکل دکھانے کا حشر کو
قائم رہے خدا کرے روز قیام پر

دوڑیں جلو میں طالب دیدار تا کجا
او شہسوار رکھ نہ رکھ اب تو لگام پر

یہ زلف رخ دکھانے کو وعدہ کیا حال ہے
ہے شام کو تو صبح پہ امید صبح شام پر

بے شبہ وہ سمجھتے ہیں مردار کو حلال
جو لوگ جان دیتے ہیں مال حرام پر

مضمون ہے شکست فلک سے یہ تا ابد
کھدوائیگا دعائے قنوت اپنے جام پر

دیکھنے والون کا دروازہ ہے یہ بستی ہی جہنم
وہ صنم گھر سے نکلتا نہیں دم بھر باہر

آبرو گر ہے تجھے سفر ہی کر ترک وطن
قدر ہوتی ہے صدف سے جو ہو گوہر باہر

نہیں گیسو رخ زیبا پہ ترے رشک ہی
طائر حسن کے نکلے ہیں یہ شہپر باہر

بغل گور میں تنہا وہ پڑی سوتی ہیں
جنکو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر

رگ سودا میں مری ہے اثر مقناطیس
نکلے گا ٹوٹ کے فولاد کا نشتر باہر

دل لیا جان بھی حاضر ہے اگر ہو منظور
نہیں تجھ سے میں کسی حال میں لبر باہر

ہوں میں وہ مشتاق شہادت کہ مرا دم نہ نکلا
میان سے جب ہوا دو تیر کا خنجر باہر

میں وہ مجرم ہوں جہنم میں اگر جاؤنگا
اہل دوزخ بھی کہیں گے مجھے باہر باہر

کیا دنیا سے تمہیدست پسند کہیں رفتہ
رکھو تابوت ہی بھی دست سکندر باہر

بارہ رکھواتا ہے قاتل خنجر فولاد پر
قصۂ دھقان بے باندھی ہے کمر بیداد پر

نالہ پر نالہ ہے اور فریاد ہے فریاد پر
کون غم ٹوٹا ہوا ہے خاطر ناشاد پر

نوگرفتار قفس آمادہ ہیں فریاد پر
ناگوار اگر نہ گذری خاطر صیاد پر

شاق ہوں گلشن میں طبع بلبل ناشاد پر
گوش گل ہے لگ رہے جیسے مری فریاد پر

دیکھو گر قامت کشیدہ میری سرو ناز کو
پرتو قمری کے چلے ہے سر شمشاد پر

عیش میں مشغول ہے شیریں تجھ کیا خسرو کہ آتا
کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر

بوجھ ہے گردن پہ سر کا قتل کیوں نہیں
کیا سبکدوشی ہماری ہے جلاد پر

مرکے چھوٹینگے قفس سے اور گر جاوینگے گل
قابل پرواز اب اپنے نہیں صیاد پر

دام میں لاکر پھنسایا اب تو آب دانے نے
کھل ہی جاوینگی مری عیب ہنر صیاد پر

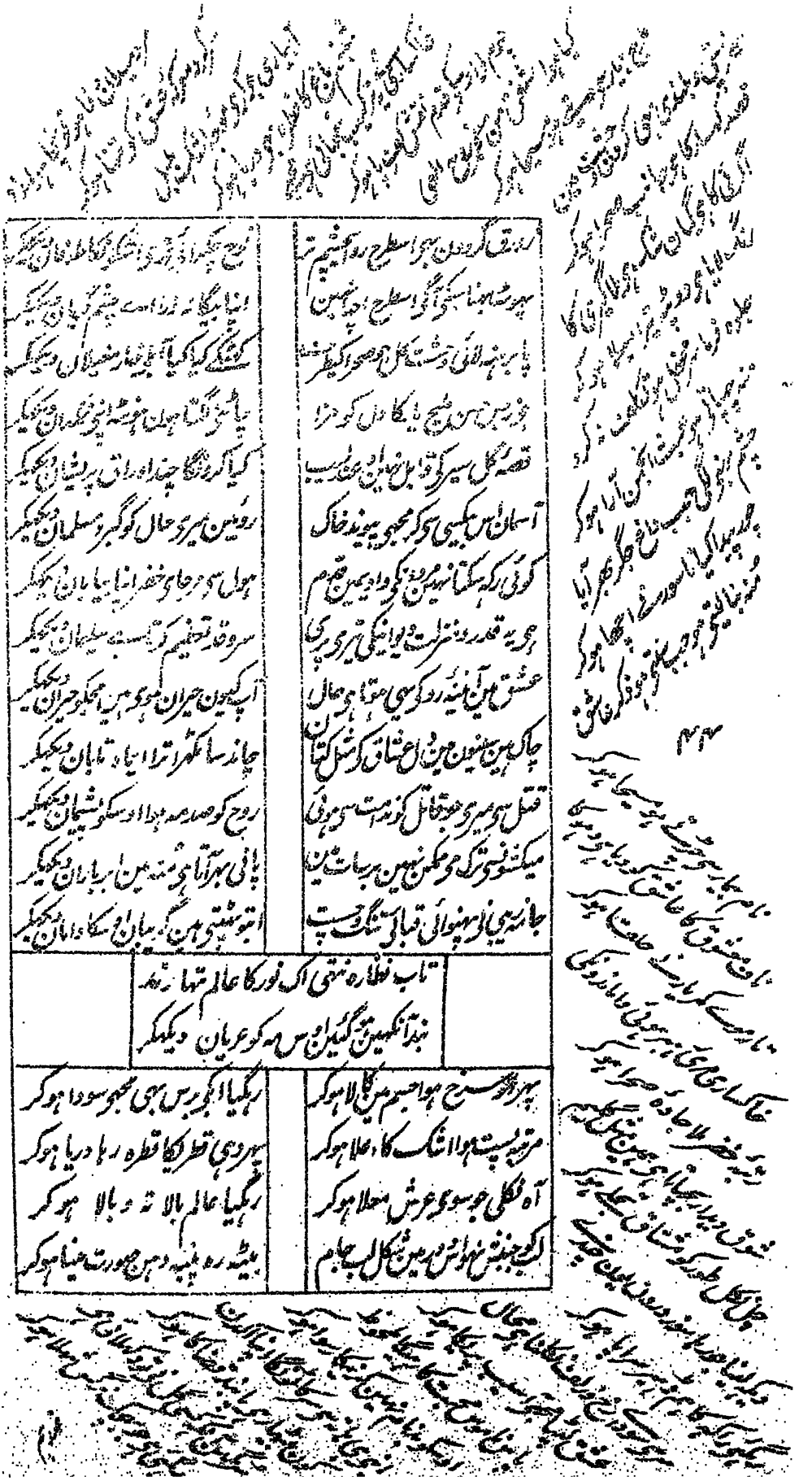

فضد ہم جمع ہونگے تجھ پہ جا ہو تلاش — فکر مت کیجیے نہ کر آلودہ دنیا ہو کر
ملک الموت کو تکلیف نہیں دیجے گا — پیشتر مرگ سے رہیے وداع مردہ ہو کر

سہو کرین کہاتی ہو کیون کہیے مین جا جا کر رند
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

کیسر نکر ہو دے خاک کے تلے کو جان عزیز — رکھتا ہی میہمان کو رہبت نیہ زبان عزیز
اللہ کرے کہی گھر سے ہو کوئی بتان عزیز — کہبو سے بہی زیادہ ہی ہندوستان عزیز
پیشت خاک ہو کہین مقبول بارگاہ — مٹی ہماری کر بہی چکے آسمان عزیز
پہنچے کسیکے دل کو نہ تجھ سے اگر گزند — جان کیطرح کرین تجھ اہل جہان عزیز
رہتی ہین ذکر خیر مین ہم جسکے روز و شب — دشنام ہمسے کرتا ہی وہ بدزبان عزیز
بند ہی رہے کرہی کے مضمون بیشتر — گیسوی یار سے بہی ہی موی میان عزیز
جی چاہی نوچ ڈال تو جی چاہی قطع کر — تجھے نہین پیشت پرای باغبان عزیز
عالم ہوا فریفتہ اوس طفل شوخ کا — یوسف کیطرح رکہتی ہین پیرہن عزیز
مٹی مری خراب نکر گاڑ چک کہین — دوگز کفن تو مجھے نکر آسمان عزیز
شکوی کی جا نہی عیر سے باقی نہین رہی — دشمن سے بہی زیادہ ہین خوبان جان عزیز
باعث سے روح کو یہ شرف قصر تن کو ہی — اوتر ای اس مکان مین اک میہمان عزیز
کیسر نکر فراق یار سے دل کو کرون حریف — عجلہ سنگ جا نہین استخوان عزیز
ہستی عدم سے لائی ہی کس ملک غیر مین — کوئی نہ آشنا ہی ہمارا نہ یان عزیز

اے رند اپنے عہد مین قدر سخن نہین
ہر عصر مین مگر نہ ہو اہل زبان عزیز

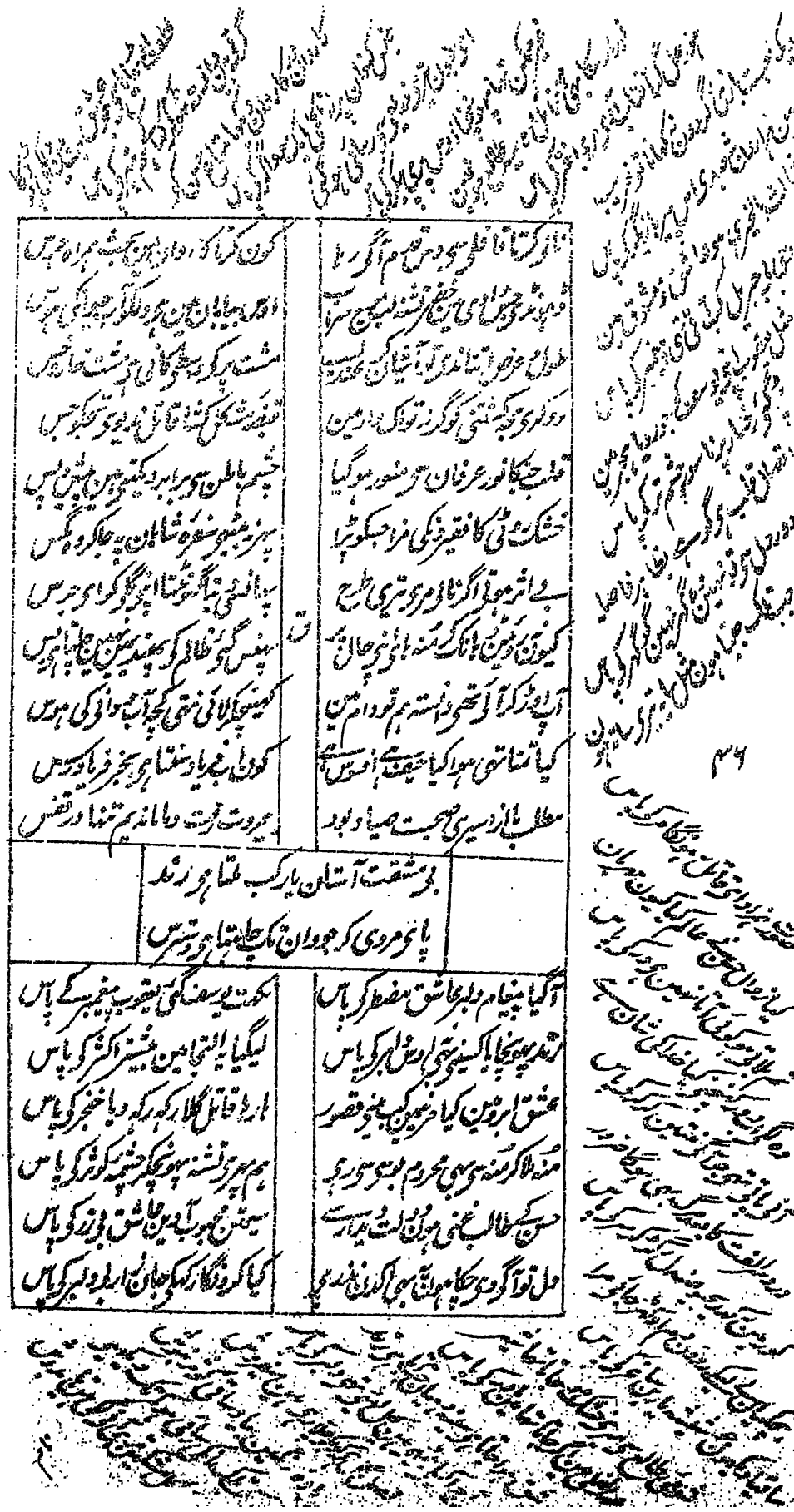

نالہ بلبل پہ ٹپکا یا ہی چمن کو باغبان
جوئے خیاباں ہر سر گلزار ہی باغ گل گلدستہ دوش

آگ ہر اجی دار گرمون کا ہی تصور جو رہا
لب پہ جو پنجہ ہمارا رنگ ہی خوش

روی رنگین ہی ہی بہار حسن سے گلزار ہی
چشم نرگس ہی دہن غنچہ ہی گل ہی گوش

پر گل و گلدار ہون بازار میں آنکھ
تو کری سبو پہ لوٹ کہ لیکر انچے آگے گلعذار دوش

بس محبت رہا ہی انسان کا پیدا کر
ہم نگہ کا رنگ کا ہو تو نو پردہ پوش

تو قل اب تاخیر کیا ہی حکم ہو جلاد کو
کب سے میدان شہادت مین کڑی ہی سر فروش

عیش کر لو نوجوانون ورنہ جاتا ہی شباب
اور ہی دو چار دن جہان فصل ہی نو نوش

حشر کو جام می جنت بلا یا علی
ساقی کوثر ہی تو اور مین ہی ندا بادہ نوش

میکدہ مین کرتے ہین رندی مین شام رقص
مسجد و مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھا ہی اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مردمی جی اوٹھتی ہین بیخودی مین گلکو کاٹ
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خود کام رقص

صبح سے لی صبح تک رقصان رہا وہ بام پر
چرخ پر زہرہ کبابی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پہاڑ نگو گر ہی گر رہی ہی رقص یا
وہی جنون کا دیکھو کس سکو الزام رقص

گو گرفتار فنی انچ سیر اوصیاد دیکھ
مرغ بسمل کیطرح کرتے ہین زیر دام رقص

ہر مہیا ساز عیش اور وہ نہو یا دش بخیر
باغ مین کیا لطف دی ہی ساقی گلفام رقص

رقص کو معنی کہلا اوس بت کو رقصان دیکھیکر
نازکی رفتار کا کہا ہی اوسنے نام رقص

کیف می مین رند طالب ہون اگر مین رقص کا
ہاتھ پر ساقی کو تھر کو اور دکھا دی جام رقص

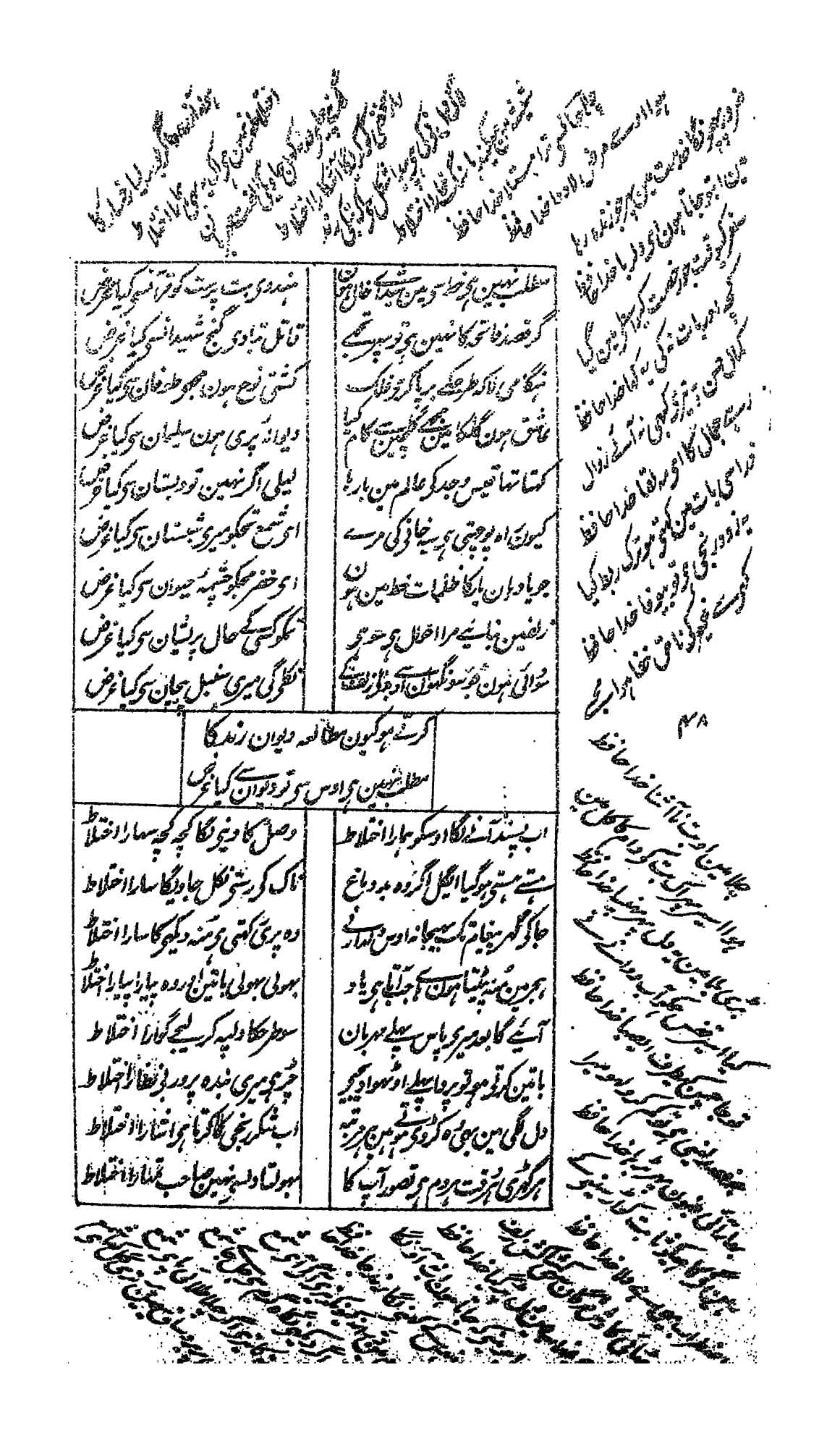

مطبع اقدس پر ہو کیون یا حضرت آتش ملال
شاعر لکھا رند نے کسدن کیا لاف وگزاف

گرمی سہی ہماری فسانہ نہیں تو کیا — اک نالہ سودلی سہی جو آتشیں نہ تھا

دم بستہ ہوں میں مدعی ہو نگاہ تو ستم — دیکھوں تجھے ستم جو کرے کوئی تاب تک

اک دن بنائی اوجھل ہوا کوئی بار کی — سو بار سیر کو گئی ہم بوستان تک

قمری تری گلی میں پڑی طوق دوسرا — اور کر چکے ہیں سیر سرو روان تک

ہر جا ہی اپنی تیزروی کر کے بہ گئے — ہم گرد سان پہنچ نہ سکی کاروان تک

افسوس ہر تمنا نام سرو کا نہیں
الفت میں جسکی صرف گیا اپنا خاں تک

سرسبز ہیں سرشک سے گل و یاسمن تک — سفر نہ خزاں نے چھوڑا بہار چمن تک

رکھا ہے امانت کیطرح مجکو زمین نے — میلا نہیں ہوا ہوں دیا نا کفن تک

عریاں ہوئے دکھایا میں شام سحر تک — دیکھا نہیں کسی نے ہمیں جسکا بدن تک

کی خاک بھی برباد مری کوئی ضرر سے — ہوا نہیں کچھ درد ترے رنج کے تن تک

شک دلسے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا — ثابت نہ کر سکے ہے تمہارا وہم یقین تک

سو غافلوں کی اس گلی میں آنا ہی گئی بھی — ہم تو نہ ڈھونڈھی رہگئی راہ وطن تک

باندھا نہیں مضمون تری کمسنی کا کس نے — کوتاہ ہی بندھی نہیں پایا سخن تک

موزوں نہیں کرتی ہیں جو مضمون ہیں کو — سمجھے نہیں وہ لوگ خلاق سخن تک

شمشاد بھی کہیں میں بہت کبک ہی کروں — قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن تک

مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ خو کی — جلتا ہی تپ غم سے ہمارا بدن تک

بوسے میں لیا کرتا ہوں اس لب کو شب وصل — حوروں کو ہاتھ جسکے لیے لعل یمن تک

اے رند محبت ہے خط و خال بتاں سے — قبضے میں ہمارے ہیں خطا ختن تک

وہ کوئی شعلہ سا ہی جا پڑا ... نہ چھپے
آگ بھڑکی جانے تو ہی ... اوٹھے
کیا ہر گز نہ ... سے ... چھپے
سے جو ... ہی نچھی ... بہتی
طلسم سیہ ظلم ... بہتو
سچ تا دیکھ کی ... تھی گنگا کی قسم
دامن میں ہی دلا گر ... صفت لپٹا جا

... ہو ... تک
حبیب ... سے ... تک
... تک
... تک
دوستی ... تک
وصل او ... ہو گیا ... تک
نہ لگیگا قدم اوس ترک کا ... تک

رنگ ... ظہور
ہم سنے ... تک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن میں آگ
عیاں ہے ہر جسم گیسو سے شعلہ رخسار
وہ آیا شب کو جو بستر میں گھبرایا
پس از فنا بھی ہے تاثیر محبت کی اوٹھی
میں خانہ زاد قفس ... ہری ملا نسیم
گرا ہوا ... ہوا خاک ڈھونڈا گیا
... نہ
... آشیاں کو روشنی
وہ مجلس بزم میں ... جلے
بدن کو ڈھونڈ ... سوز دروں بھی ...

دہن سے میرے نکلتی ہے ہر سخن میں آگ
بھری ہے سنبل تر کی شکن شکن میں آگ
جلائی شمع تو ... میں اور انجمن میں آگ
لگائی ہمدمی کا فور نے کفن میں آگ
دہر دہر جلیں جنگل لگی چمن میں آگ
بھری ہے پانی کو ... دہن میں آگ
لگی جسم کو ... گلبدن میں آگ
... آتش گل لگی چمن میں آگ
لگائی گرمی صحبت نے انجمن میں آگ
فتیلہ سان لگی ہر تار پیرہن میں آگ

... بجھا ... مین آگ
... آگ
... آگ
... مین آگ
... ہی
... مین آگ

۵۲

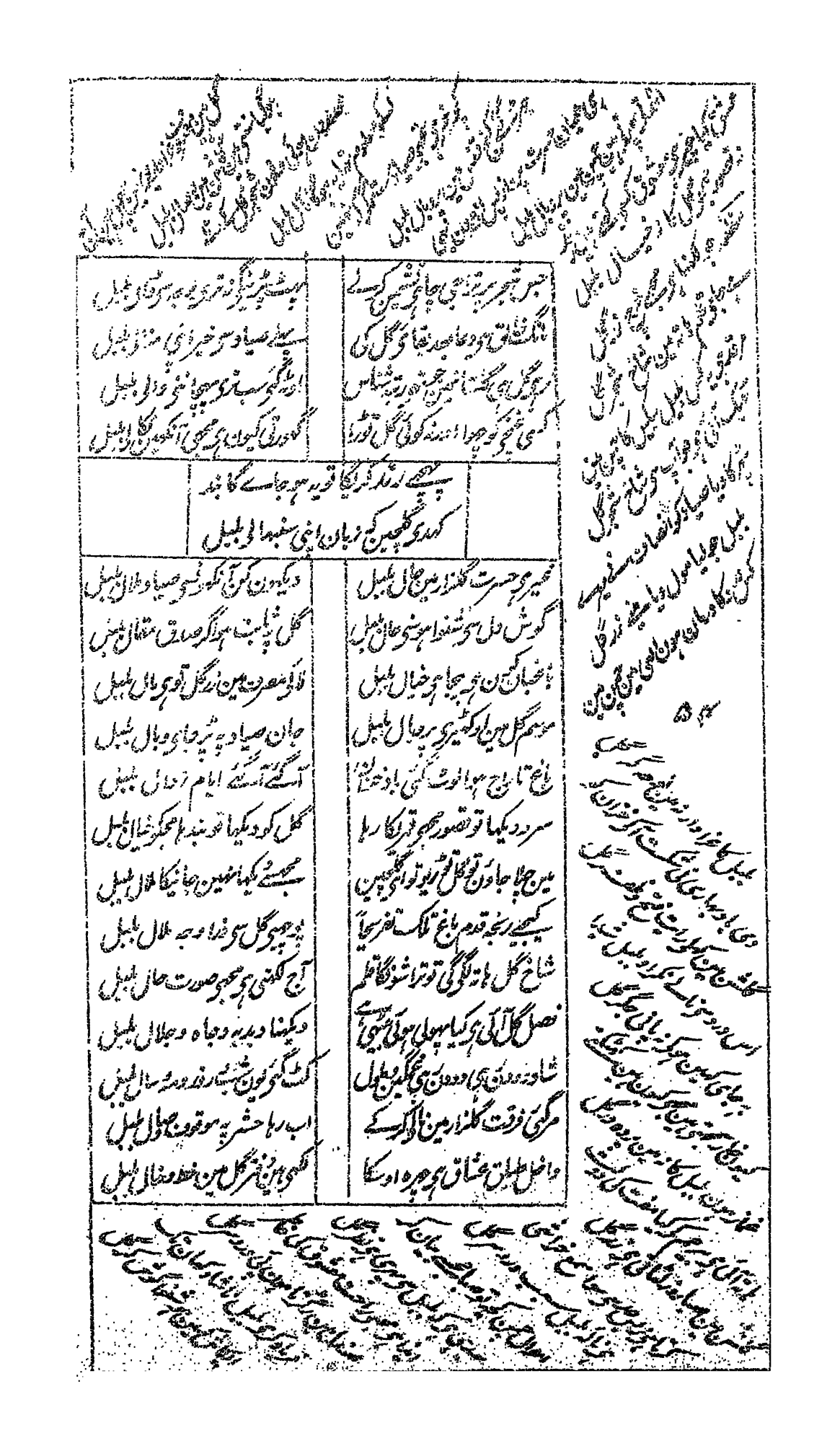

آنکھ کو بین مانند صبا سیر چمن کو — نقصان ہے بلبل کا بہ ہر رنگ نہ گل کو
جا ساتھ اسیکو جو تجھے جانا ہے بلبل — رہتی ہے صبا بند کی طرح ہمسفر گل
رخسارۂ رنگین کے تصور میں ہوا ہوں — لیجا مری تربت کو صبا دشت شرر گل
کو قیمت بلبل ہیں اگر دیکھی کوئی صیاد — ٹھہرا نہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل
اور سیر تو رخسارۂ رنگین کی ہوا ہیں — بلبل کی طرح ہوتا اگر بال و پر گل
بلبل کو قفس کے نہ رہا رنگ چمن سے — کانٹی کسی گلچیں نے جو شاخ شجر گل
افسوس ہے کیا خاک اڑائی ہے خزاں نے — یہ باغ وہ ہے جسمیں کہ تھا فرش زر گل
گو نام و نشاں مٹ گیا پر یاد ہے ہمکو — یاں سرو کی تھی پہ سمیں تھی شجر گل
ناواقف مطلق ہوں میں اس حال سے جس سے — معلوم ہو کچھ عیب نہ ہمکو ہنر گل
پردہ میں رہا تا نظر آتا نہیں اسکا — ہر دست جنوں بیری ہے جامہ درگل
ہا ہوسی بلبل سے یہ ثابت ہوا ہمکو — اس باغ میں اسمال ہوگا گذر گل

گلشت میں تجکو مبارک رہے اے رند
سودائی گلستان ہے سر من و سر گل

جانمیں راحت کو نہ آگاہ ہیں ایام سے ہم — جنس گویا کج نفس ہیں چھٹی دام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف میں ہیں سرگرداں — صبح کرتے ہیں جب یہ کو شام سے ہم
زندہ سرمست بلانوش ہیں میخانے کے — خم گردون کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم
وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں جور سے تیرے — شکل عنقا ہوئی مشہور فقط نام سے ہم
چین سے دامن صیاد میں بھی سوتے کبھی — روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم
زہر کھانا پڑیگا مجکو بھی سب جیسے تمہے — شکوہ کو آغاز میں آگاہ تھی انجام سے ہم

[illegible]

[illegible]

دوش تا پا شمع کو کی ہے نہ [illegible] تا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صبح آکر گل اسیر میری [illegible]

بعد [illegible] کہ [illegible] آہ [illegible]

خدمت گل میں [illegible]

رات دن [illegible]

[illegible] عجب بھی [illegible] صحبت [illegible]

یہ بھی [illegible] ہو [illegible] اگر [illegible]

آدمی [illegible] کیا [illegible]

مژدہ سو [illegible] حسرت [illegible] چمن

خانہ ویرانی کا اپنی [illegible]

آپ کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اک [illegible] ہے ہم

[illegible] ہے ہم

[illegible] صیاد [illegible] ہے ہم

[illegible] ہے ہم

رنگ [illegible] اگر [illegible] ہے ہم

[illegible] اولاد [illegible] ہے ہم

[illegible] ہے ہم

آج [illegible] گل [illegible] ہے ہم

[illegible] ہے ہم

[illegible] ہے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا [illegible]

شعر میں [illegible] استاد سے ہم

شتاب [illegible] قلم

[illegible]

کہاں تلک نہ لکھے [illegible]

[illegible] قلم

[illegible] قلم

[illegible] قلم

[illegible]

ہمیشہ ایک سا عالم ہو باغ ہستی پر
کچھ اس چمن کی بہار و خزاں نہیں معلوم

سنا ہو تو نے گل اس سے جدا رہا گلشن
سمجھ کہ خاک ہوا آشیاں نہیں معلوم

جلا جگر کہ بہانا دل ہی سوز فرقت سے
کہاں سے اوٹھتا ہی ہر دم ہواں نہیں معلوم

نہ آیا وہ دل بیتاب یوں ہاتھ لیے
کدھر کو لیکے گیا اسنا داں نہیں معلوم

سمجھتا ہو سگ یار اور گیا سا ید
ہمارا گھر نہ کیوں استخواں نہیں معلوم

ہر اک کا عیب و ہنر صاف منہ پہ کہتی ہی
کریگی کیا مری حیثیں زباں نہیں معلوم

چمن کو چھوڑکر بلبل ستم ہی گنجین کے
کدھر کو لیکے گئی آشیاں نہیں معلوم

یہ آرزو ہی کہ اس زندگی سی دو دب مروں
تمہاری جادہ رفتن کا نشاں نہیں معلوم

تری رضا سے ابد تک ہے جان آگاہ
وہ کون ہی جسے یہ آستاں نہیں معلوم

نثار ہو گلشن ہستی کی روز کرتا ہون
پر اس چمن کا سمجھ باغباں نہیں معلوم

بہ رنگ نکہت گل ہم ہیں خانہ زاد چمن
قدمت اپنی تجھے باغباں نہیں معلوم

کرم کر کبھی اس مشت خار و خس پر بھی
ہمارا برق کو کیا آشیاں نہیں معلوم

جہانگی ہو مری مٹی وہیں مجھے پہونچا
وہ سر زمین مجھے ای آسمان نہیں معلوم

نہ شکوہ اس سے کبھی نہ ادای شکر ہوا
خدا فی وی ہی مجھے کیون زبان نہیں معلوم

ہر ایک پاؤن پر استادہ مر و کیا باعث
روان ہی کسلیے آب روان نہیں معلوم

نکر نصیحت رندان خموش ای واعظ
وہ کس کی حال پہ ہی حیران نہیں معلوم

ہوا ہی منہ تری خنجر کا جسی کیون اے ترک
ہوئی ہی کسلیے برخ کمان نہیں معلوم

یہ ہذیان نہیں آسیای چرخ سے بھی
نجر ہین کس کے مری استخوان نہیں معلوم

ہمیشہ رہتا ہی برگشتہ راست بازون سے
خلاف انسی ہی کیون آسمان نہیں معلوم

۵۹

[illegible]

دل کی [illegible]

جب تصور [illegible] آگئی ہے یار ہم

یاد آتے ہیں وہ عارض جیسے

[illegible]

گل کہ [illegible]

کر سکے گی تو [illegible]

جب سے بہتان اور کی الفت کا ہے

جان نہ دی [illegible] کسی سے روٹھ

ہم نہ وہ سکیں گے تو مر جائیگا

دل کسی صورت سمجھتا ہی نہیں

وصل کی راتیں ہیں کیا کیا [illegible]

[illegible]

وصل میں بھی یاد ہے عالم ہجر کا

یاد آتا ہے وہ کھڑا چاند سا

کھینچ کر لاتے ہیں کوئی یار سے

کسنے وعدہ گھر میں آنے کا کیا

زلف کی تعریف جب کرتا ہے [illegible]

[illegible] ہم

[illegible] ہیں ہم

باغ میں جا جا کے گل کھاتی ہیں ہم

[illegible] ہیں ہم

[illegible] جاتی ہیں ہم

تو تو چل باد صبا آتی ہیں ہم

[illegible] کی قسم کھاتی ہیں ہم

یہ تماشا تجھکو دکھلاتی ہیں ہم

[illegible] تیری [illegible] جاتی ہیں ہم

تا بمقدور اسکو سمجھاتی ہیں ہم

[illegible] بند ہو جاتی ہیں ہم

وہ بھی آتی ہیں نہ وان جاتی ہیں ہم

اسکو پاکر کھو سے جاتی ہیں ہم

چاندنی راتوں میں چلاتی ہیں ہم

وان تو جا کر پاؤں پھیلاتی ہیں ہم

آپ سے باہر ہو جاتی ہیں ہم

سانپ کی مانند بل کھاتی ہیں ہم

دیکھکر طرز خرام اور دست حنائی کا ترے
کچھ نہیں ہے بہر طاؤس بہر ہیچ ہیں

چند بیتیں جو لکھی ہیں تری مدح میں
آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

یوں کسے طرح ترے حسن کی تشبیہ کریں
گل اگر کہیں گلاب ہے تو گلقند کریں

کر لیں رضوان سے ہے مسئلہ اجازت کا مگر
ہم بادہ کش جو بیت دست ہو کریں

منصف وہیں ہمارا اگر اختیار ہو
بلبل کا زخم دل رگ گل ہی رفو کریں

بہر فلک ہی آگ جو پانی کی ہو تلاش
در زخم ماہ بہشت کی گر آرزو کریں

مضمون اس کمر کے نکالے نہ بنے
عنقا کو باندھ لائیں جو ہم جستجو کریں

مجنوں کو کعبہ رسک لیلیٰ عزیز تھا
دیوانہ ہیں جو ہم تری کوئی تو کریں

سودائی کر نازنیں کو عشاق کا نصیب
حیران مثل آئنہ آئینہ رو کریں

اوس گل کی بوئے لعل سے تازہ دماغ ہے
عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کریں

منہ میں زبان نہیں ہے نہ ہاتھ میں قلم
ہم وصف لعل یار اگر مو بمو کریں

رنگ قبول سوختگاں کو نہیں دیا
دیکھا نہیں کبھی کہ گل شمع بو کریں

گلشن میں تو جو جا کے ترا جلوہ دیکھ لیں
سرکش ہی نخل کو کہیں تو گردن فرو کریں

مژگاں کہوں تو منہ طرف کوئی یار ہو
مومن ہمیں وقت نزع مجھو قبلہ رو کریں

اک بحر حسن کی رخ رنگین کا عشق ہے
ہم کیا نظارہ چمن و آبجو کریں

چپکے ہیں ایک رشک مسیحا کی یاد میں
مردی جواب دیں جو ابھی گفتگو کریں

کرتی ہیں مدعی دہن یار میں کلام
کچھ وہ بھی منہ سے بولو تو ہم گفتگو کریں

ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ میں
گل بند نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کریں

[illegible]

[illegible] — [illegible] صیاد نہیں

[illegible] — [illegible] یاد نہیں

[illegible] — [illegible] نہیں

[illegible] — [illegible] شاد نہیں

[illegible] — [illegible] نہیں

[illegible] — دولت شعر میں [illegible] داد نہیں

[illegible] — [illegible] نہیں

[illegible] ذرہ [illegible] — [illegible] نہیں

[illegible] — [illegible] یاد نہیں

[illegible] — [illegible] شفقت تری بیداد نہیں

[illegible] — لائق [illegible] بخشش [illegible] ناشاد نہیں

نقش گل میں کیا [illegible] — سو بھی [illegible] احسان ترا صیاد نہیں

جوہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کو لیے — [illegible] یہ خوبی خداداد نہیں

دیکھوں کیونکر کہ یہ تجھ سے محبت عاشق سے گریز — آخر انسان ہے تو بھی تو پری زاد نہیں

مصرع قد میں ترے جا ہی کہ سکتا ہے — [illegible] سرو آزاد نہیں

اب یاں بھی اسیری ہی ہماری بہتر ہے — بال و پر اڑنے کے قابل رہے صیاد نہیں

ساغر [illegible] اندوہ الم کا ہے [illegible] — ایک دم عشکدہ دہر میں دل شاد نہیں

نہ سکی تیری فقیروں سے اطاعت کسی — لائق بندگی [illegible] یہ آزاد نہیں

ایک بھی ایک ہی بہتر جو تری صنعت ہے — قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہیں

[illegible]

پاس ہے تو کچھ بعید نہیں
صفت حسن یار کیا کہیئے
ہر سخن گلہ در لقائے ہے
ہست دشمن ہیں سہر تیرے
برسے ہے لگا جو ناوک غمزہ
منصب ہے اوسکی فاتحہ خوانی
چند روز اقتوان بھی لازم ہے
تنگ آئے ہیں اوسکی دوری میں
آنکھیں دی ہیں تو نظارۂ حسن
سبکے قاصد جواب لایا ہے
کشتے قاتل کے جنتی ہیں سب
قید کے دن تھے ابتدائے جنون
تمیت دل میں لونگا خاطر خواہ
طالع بد سے اپنے ہوں خرسند
آب انگور میکشو نہ پیے بند
دیکھ لینگے اگر ہزار چھپو
کربلا کیوں نہ ہو گلی تیری
ہو گیا ہوں فراخدان اوسکا
کیا کروں گے دل شکستہ مرا

یہ بھی بیشہ ہیں بعید نہیں
عنق یہ سہے ریدہ و تشدید نہیں
کون سا جانور زرہ پہنے نہیں
کون سا شخص مستفید نہیں
نالۂ شوق کی رسید نہیں
تیغ ابرو کا جو شہید نہیں
کس کے ہاتھ میں نہیں
زہر کھالیں تو کچھ بعید نہیں
کور ہے جسکو شوق دید نہیں
میرے مکتوب کی رسید نہیں
کون سہرتبہ شہید نہیں
طوق و زنجیر اب مفید نہیں
مال مفلس نہیں مزید نہیں
نہ ہوئی بخت کر سعید نہیں
محتسب کس طرح پیدید نہیں
بے بصیرت جو اہل دید نہیں
کس جگہ دفن اک شہید نہیں
ہے قدامت بجز جدید نہیں
شیشہ یہ قابل خرید نہیں

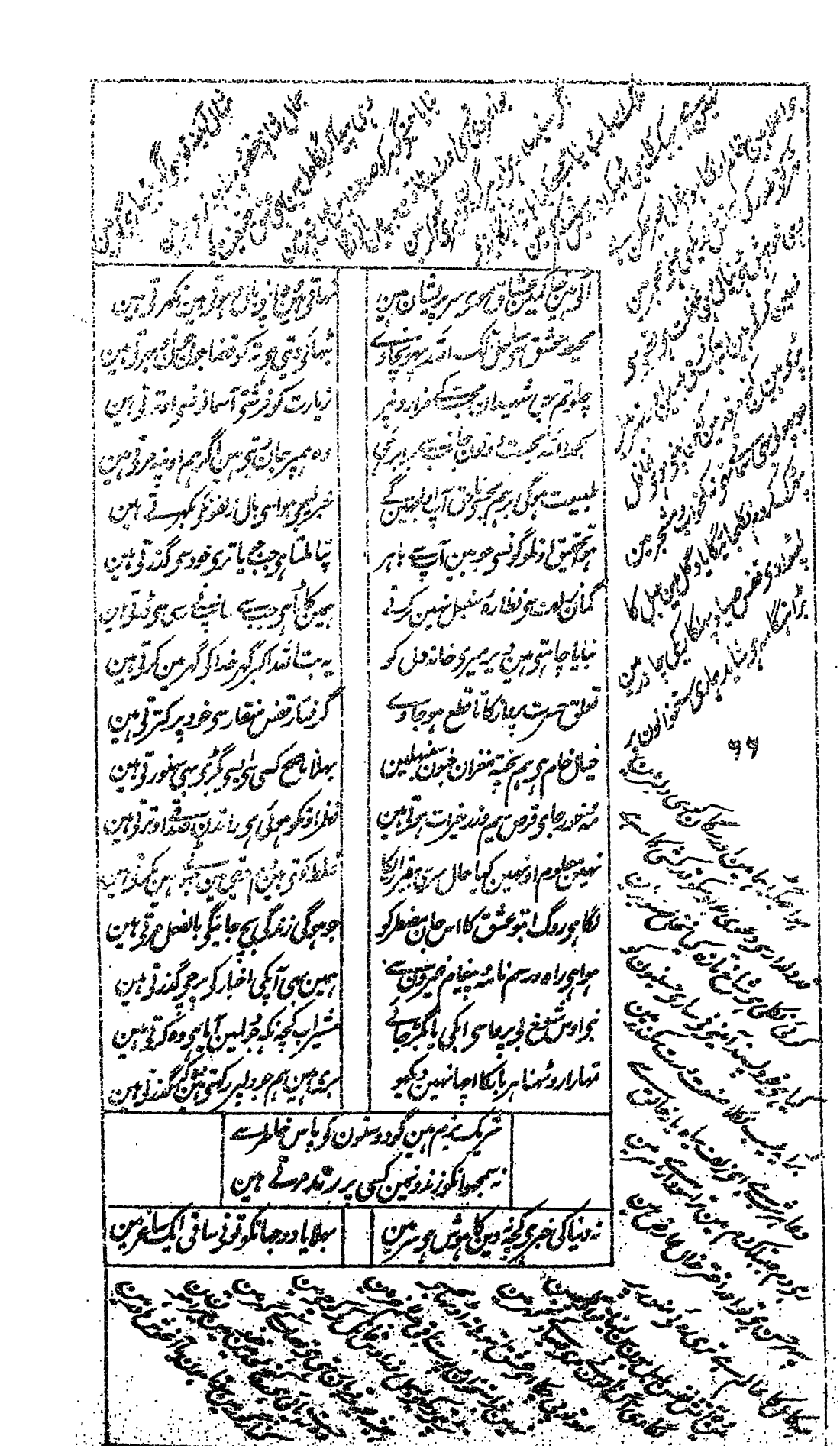

[illegible]

ہوا ہے ... اگر عشق میں ... | مرا ... جا لگا ... میں

خدا جانے ... تو سہی ...

... تو سہی ... میں

ازل سے تھی یہ جراءت ... تقدیر میں | عداوت زہر کی ... تھی مجکو شیر ... میں

میں کیا جانوں چمن کیونکر ہے کیونکر آشیاں کیسا | کھولیں آنکھیں ہم نے قفس ہی ... صیاد کے گھر میں

... نسبت سے آنکھ ... | کبھی ... میں

اگر زندان ... خیال آیا | دہن ... آب ... میں

جنون عشق کا مجنوں سے ہو ... سلسلہ تجھ | چلی آتی امانت جس طرح آبا کی پیر میں

پری ہونی ... جاتی ہے ... لگتی ہے | وہ سحر سامری ہے یار کی چشم فسونگر میں

پہونچی ... اپنے صحبت ہو گئی آخر | ... خم بادہ پرستان ... تقدیر میں

بجا تو تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشوں کو | یہ قدرت کیا ... میں

... رہتا ہے | پری استادہ ہے ... نظر ... میں

... تخت ... | زیادہ ... قاتل تیر و خنجر میں

... خط میں ... | ... مضمون ... مشک و عنبر میں

شہادت ... قاتل | نہیں ... مختصر میں

دہان یار میں ... زبان ... خیال آیا | کسی نے چھوڑدی ... میں

پری ... میں | کوئی سونے کو زیور میں کوئی ... زیور میں

ہوا ہے چشم سیاہ ... مرے دل کا | ... چنگال کبوتر میں

ترا کلمہ پڑھا کرتا ہوں گو ہے بت مسلماں ہوں | ... کشتی ... میں

۶۴

[illegible]

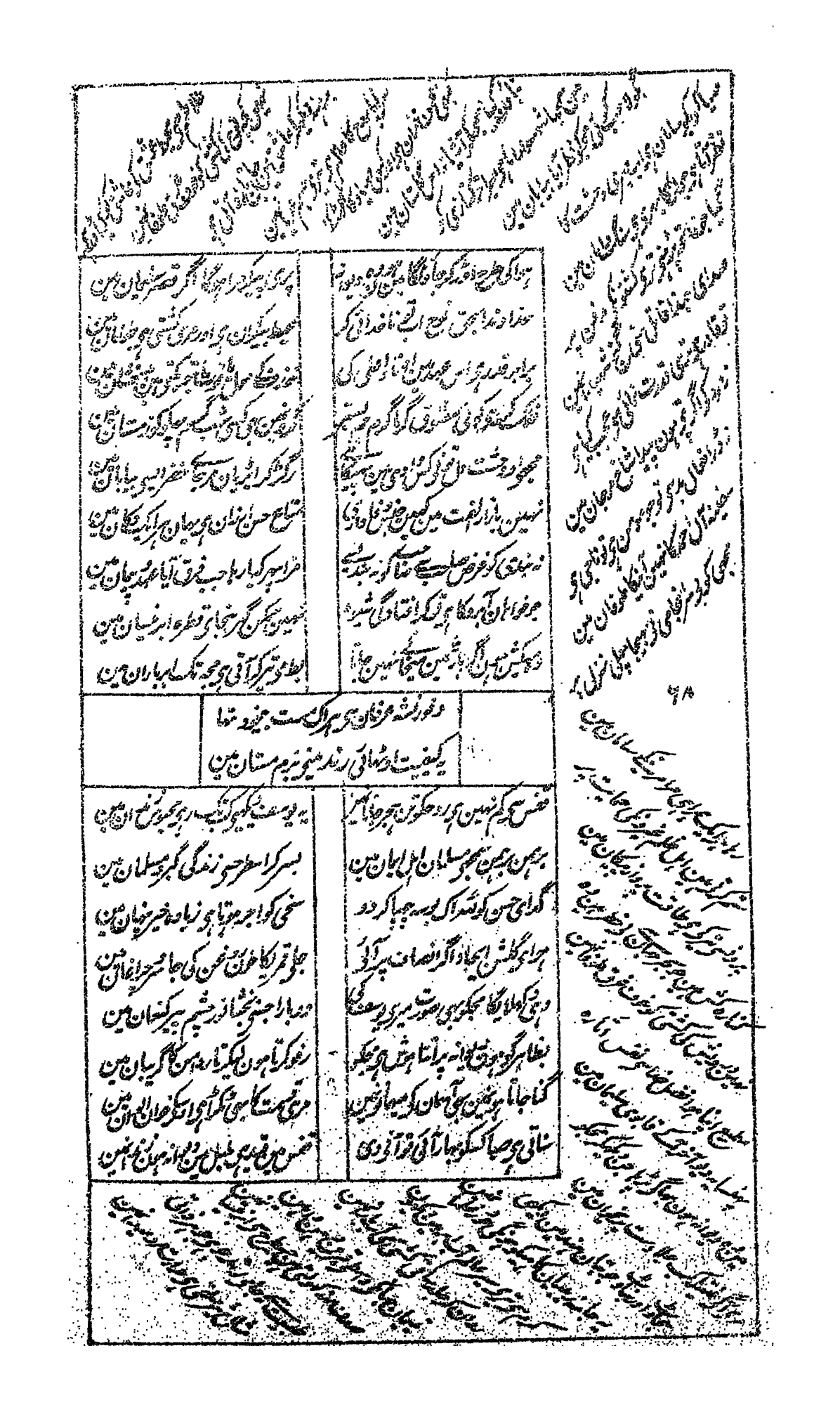

عشق ہستی ہے جمعہ دلگیری کی حاجت نہیں — اس مرض میں مری تصویر کی حاجت نہیں

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہیں — نقش کشتہ ہو تو کچھ اکسیر کی حاجت نہیں

قتل کرکے کافی ہے میرے غضب ابرو تری — یہ کمان ایسی ہے جسے کچھ تیر کی حاجت نہیں

آپ سے ہے تصویر ہے تصویر کی حاجت نہیں — آپ ہی تصویر ہے تصویر کی حاجت نہیں

کیا ہے جو صد زبانی کیا کہوں جو عاجز اور — سب کچھ معلوم ہے تحریر کی حاجت نہیں

کشتہ مژگان پہ بھی کرتا ہے شاید ہی ستم — کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہیں

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہے انسان کو — جسکو یہ منصب ملا جاگیر کی حاجت نہیں

بزم ہستی ہے جو باہر میں وہی ہیں دلگزند — شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہیں

بے مزہ ہے جانفشانی تیرے جن کے لیے ہے قتل در — اپنے دردازی کو کچھ زنجیر کی حاجت نہیں

کام آخر ہے مریض درد ہجراں کا مسیح — چھوڑ دی تقدیر پر تدبیر کی حاجت نہیں

جبکہ لکھا سب لکھا کاتب تقدیر نے — اس نوشتے میں کہیں تحریر کی حاجت نہیں

قتل اگر مجکو کیا ہے دفن کا تو حکم دے — بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہیں

میری وحشت کا وہی عالم ہے اب تک اے پری — کون کہتا ہے کہ اب زنجیر کی حاجت نہیں

کاٹتی ہیں آپ آہو آن کر اپنے نکلے — اور شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہیں

کون ایسا ہے نہیں جو عشق کا تقصیر وار — جرم اگر ہے تو کچھ تعذیر کی حاجت نہیں

کیا ہے جانتا ہوں جو خاک کے دوست — میں ہوں مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہیں

کیا لکھوں اے رند صد صد مہ ہے جو ہجر یار میں
حال دل ظاہر ہے کچھ تقریر کی حاجت نہیں

کشتی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں — یاں سلیمان کو بھی مرتبہ مور نہیں

کچھ زبانی کہیو مرے شوق سے
مستعد میرے ہونوں پہ کیا کرین
سوز غم سے ستونین انگار ہے
وصلکی شب کیون نہ پہر بھر ہو بڑی
جان کا دشمن ہوا ہے انتظار
مدعا کچھ کچھ جو سمجھا ہے وہ شوخ
کیون تصور آپ کا آتا ہی یان
حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان
ایک عالم حسن کا دیدار ہے
تجکو آنا ہے تو آجا اے اجل
پینے مرنیکی توبہ کی تو کی
حسرتین دلکی نکالون کسطرح
کوچہ ہی اوس جورہ وش کا یا نصیب
کیا مزا پایا ہے تونے کیون دلا
بھولتا ہے کب تصور یار کا
ہجر کی شب کروٹین کیونکر بدلون
یہ پسند آئی ہے اوسکو سادگی
جانتا ہون دل سمجھے گا نہین
کیا سمجھکر مجھے فرماتے ہین آپ
ق
خط تو اسے برائے نام لکھا جاتا نہین
سب دا جل آئے مدعا جاتا نہین
کبتک کرتا ہے بہانا کیا آتا نہین
تو ذرا کہتا ہے میں مرتا نہین
مجکو پاکر وہ چھری پاتا نہین
شعر بھی اب مجھسے پڑھا جاتا نہین
میں تو دان آتا نہین جاتا نہین
ضبط اب مجھسے کیا جاتا نہین
نکلے کس کس ہی پہ چلتا نہین
چرچلا تیرا مجھے بھاتا نہین
کوئی سافی بھی تو پھوٹا نہین
یار کو تنہا کبھی پاتا نہین
جو گیا واں پھر کے یان آتا نہین
غشقبازی سے تو باز آتا نہین
سانپ کب چھاتی پہ لہراتا نہین
کوئی پہلو دل کو چین آتا نہین
ماتھے پر افشان بھی چنواتا نہین
اسلیے ناداں کو سمجھاتا نہین
میرے گھر میں کیون تو اب آتا نہین

گلشن بغیر بار ہے گنج قفس سے تنگ
ہستی ہے کیا حباب ہیں ہم کیا حقیر ہیں

سودائیوں کی عشق میں کرتی ہیں مشورت
جیسے ہو آپ ویسے ہی ہم بھی مشیر ہیں

کہتا ہے سرو عبرت شمشاد سے مدام
آزاد ہیں ہی تو تمہارے اسیر ہیں

بسمل تمہاری بھبکی کہیں ہو جیسے جان
اوسدن سے اوس کا کہ اوپر نظیر ہیں

رکھتے نہیں قصر کہ ذات و صفات کا
دانہ عیاں ہیں وہ ذرے نظیر ہیں

ہر طرح خاکسار ہیں رحمت کے مستحق
ہم گشت خشک ہیں نہ وہ ابر مطیر ہیں

نام خدا جہاں ہے اولا کمال پر
چودہ برس کا سن ہے وہ بدر منیر ہیں

یکساں ہے مرتبہ سیہ اکسیر خاک کا
ہمت فرہاد شاہ کی ہم گو فقیر ہیں

صحبت برار ہو کہ نہ ہو رند دیکھیے
ہم پیر ہو چکے ہیں وہ طفل شریر ہیں

عیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں
پر ہم اونکے ہیں وہ ہمارے ہیں

اوڑے ہے آہ میں شرارے ہیں
چرخ نے کج کے تارے ہیں

جیتے جی چھوڑتے ہیں کب یہ قدم
اجنبی ہم تسے فول مارے ہیں

تو ہے مہر سپہر حسن و جمال
اور سب ماہ رو ستارے ہیں

اختیار آپ کو ہے حضرت عشق
سب کرشمے غرض تمہارے ہیں

ہجر کی شب گزند دیتے ہیں
نیش عقرب ہیں جنبہ مارے ہیں

جگر و دل جلا کے خاک کیے
تب ہجراں کی کیا حمارے ہیں

بحر غم میں اک آشنا کے لیے
منہ سے کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں

چھوڑا دو حسرت ہم آغوشی
لگ گئی گور کی کنارے ہیں

نرسے حوصلہ رقیبوں کو
خشک کیونکر نہیں کہ گھن کیطرح
زندگی میں بھی ہے فشار قبر
گرسے شیشہ زدست ساقی سے
چلے دیتے ہیں کہتے ہیں گل کہا
یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار
پھوٹیں یہ آنکھیں خون ہو یہ دل
نخل ہے بے ثمر کا کہیں شاید
جیب و دامن ملا جو وحشت میں
شوق دیدار و حسرت گفتار
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
آپ کو کہتا ہوں اوسے پاکر
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ
دھو چکا ہوں میں اپنی جانب ہاتھ
درد دل جب بیان کرتا ہوں
دانت میری زبان پہ لیتے ہیں

جاوے صحرا سے عشق کے اے رند
سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہیں

ہے ہجوم غم و تشویش پہ دل میں نہیں
آتش افروختہ کیا گرمی محفل میں نہیں
منتشر میری حواس خمسہ مشکل میں نہیں
کچھ خطا کا کہ ذرا آب رگ گل میں نہیں

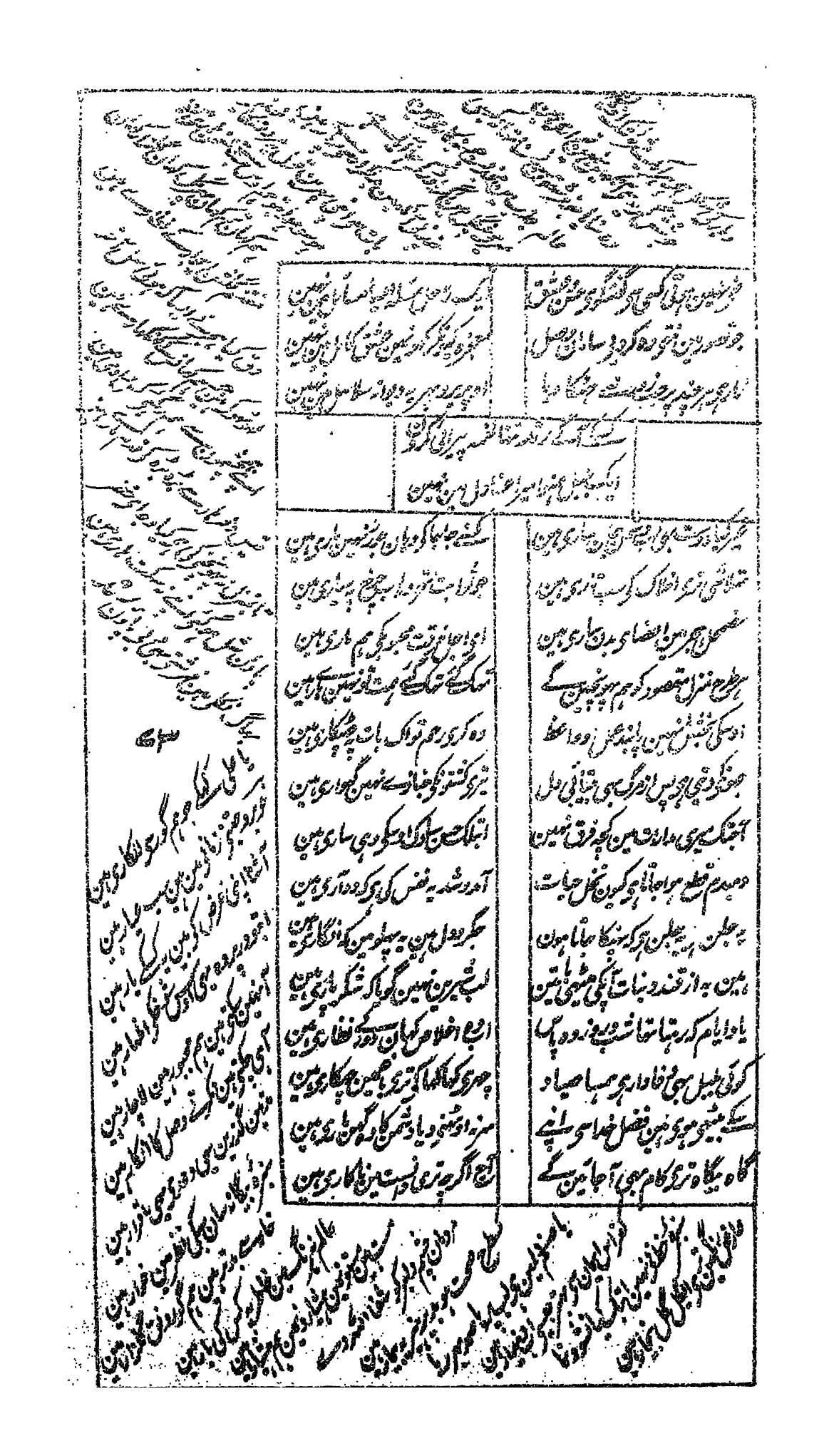

[illegible]

[illegible]

کشتی ہستی کی [illegible] ساقی ناخدا
نقش گل [illegible]

[illegible] عشق کی [illegible] ہم
یار کی [illegible]

یا تو ہیں [illegible] تھا آشنا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

اک زمانے [illegible]
درد [illegible] گفتار ہیں وارفتہ رفتار ہیں

[illegible]
[illegible]

قبر میں [illegible]
حسرت [illegible] یار [illegible] ہیں

فرد [illegible] عہد [illegible] شامل نہیں ہیں
موئے گیسو ہیں تاباں بیساختہ خمدار ہیں

یوں نہیں [illegible] جہان کا انتظام
گل ہی مجبور ہو گئے آج جو مختار ہیں

خدا ہی کر چکا ہوں میں گریباں کو چاک
یادگار موسم گل ہیں [illegible] تار ہیں

دوستانہ گفتگو بھی اس کی [illegible] نہیں
ضمن میں اقرار کے [illegible] انکار ہیں

مختلط ہو [illegible] نام ہی [illegible] ننگ و عار
آگئے نامحرم [illegible] جواب محرم اسرار ہیں

ہر گھڑی [illegible] دست [illegible] عجب حال یار ہے
صورت [illegible] میری [illegible] ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible] اگر [illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] جگر نہیں

[illegible] حیات [illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] داغ جگر نہیں

[illegible] خبر نہیں

[illegible] نہیں

[illegible] نظر نہیں

تاریک [illegible] پیری نظر میں جہاں ہے

ایام [illegible] پیری کے [illegible] چکے

[illegible]

تشبیہ کیا [illegible]

صورت [illegible] عشق ہو غرض

کھویا گیا ہوں وادی الفت میں کس طرح

برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

گلی میں [illegible] ان کو پیار کریں

جو بات [illegible] ہزار بار کریں

[illegible] بیکار کچھ تو کار کریں

بہار آئی گریباں تار تار کریں

[illegible] اب اسکو جو [illegible] کریں

تسلی کیا تری اے جان بیقرار کریں

[illegible] وہ تکو پیار کریں

ہزار طرح سے [illegible] اختیار کریں

[illegible] عناصر کی چار دیواری

خراب خانۂ تن چشم اشکبار کریں

[illegible]

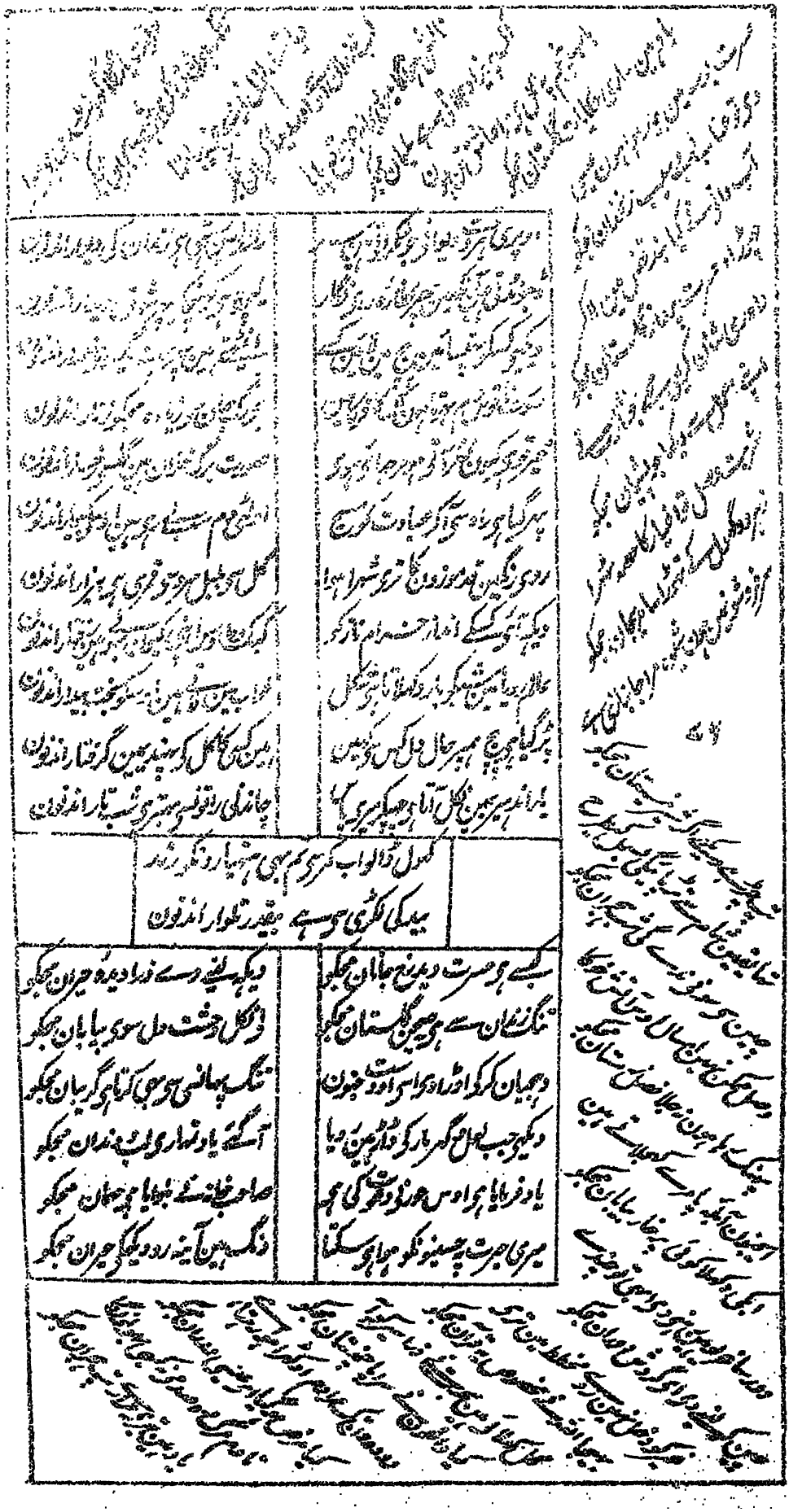

چاندنی رات کا زیبا کرتی ہی ہر دل پہ
رنگ گی رات ہی کہتے ہین مہتاب بجکو

یاس ہر دیست ہے امید مرت ناشاد آکر
امڈ گیا چھوڑ کے وہ ملیتی ویران بجکو

پنجہ مژگان ہوس چشم نگاہین نے ذرا
کچ ہو چکا ہے گنبد چیان بجکو

کھدیا عشق نے محبت کا علاقہ ترے ہاتھ
کچ ہو چکا ہے قصر حسن کا ویران بجکو

زندگی ہوگی تو پھر ہوگا کبھی وصل نصیب
ہاتھ لپٹی ہی بلائے شب ہجران بجکو

گر گیا برف مین کرتا تھا تغیر پہ سر دعوے
ہو نہ کہدہ ہو کہدہ ہو دیوانہ بجکو

سرمگین چشم کی الفت سے کیا ناطقہ بند
دین نہ تکلیف سخن رشد سخندان بجکو

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین ہر شہ صاحب جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستونین اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین
خدا نے آنکھین دیین دیکھ بھال لینے کو

بہشت نے تیز کرا دی ترک خنجر و شمشیر
نگاہ بس ہی کلیجا نکال لینے کو

کہلایہ غمکدہ دہر مین پھونچکر حال
عدم ہی آئے ہین نیچ دوال لینے کو

پناہ مانگ دلا آہ دردمندان سے
سنجان سہل ہے کیسے وبال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے ملے
مین آپ جاؤن گا اب کے سال لینے کو

یہ مہین نہ ٹالیے آیا ہی دور سے مشتاق
بلائین آپ کی خیر جان لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

نگاہ داغ تجھے کب نور مہر سے ہے کم
کہ تنگ جانتے ہین بے کمال لینے کو

کچھ آج کل ہر تسا ہی نہیں عیب میں
ضدیم خو ہو تو غل کی ہیبت دور کرو

حسین بند تمہارا جو یار آیا ہے
تمام رات میں بیٹھا ہوں پائینتی سر کو

پھرا کرہین گے گلی میں لپٹے منہ پہ خاک
تمہارے وہ بھی برباد کرینگے گھر کو

خدا نہ چاہا تو کلمہ پڑھی گا وہ تب بھی
دکھاؤنگا میں مسلمان کر کے کافر کو

دہن کیوا سطے ظلمات خط میں دل ہوا ہے
تلاش چشمہ حیوان کی ہے سکندر کو

پس از فنا جو یہی شور شین جنوں کی رہے
تو اوڑھکے سوؤنگا سنگ مزار سی سر کو

بھری محبت گیسوی یار صانع نے
بجائے عنبر یہ سودا دیا ہے سر کو

قضا لے آئی ہے اہل قبور محکو یہی
جگہ بتا تو تھوڑی سی یار ذرا در کو

موئے سبھ آج گنہ گار عشق زندہ ہین
شہادتین نے شکر لے چین دیا در کو

غرور حسن ہوا ہر حسین ہوا خود بین
بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو

کسیکے ساتھ کی میخوار یان جو یار آئین
رہا نہ آپ مین منہ سی لگا کر ساغر کو

ڈراتی ہو کسے مرنی سی کون ڈرتا ہی
مین آپ پھینک دون ان کی ہو توکا گر سر کو

جواب لونگا ضم سی سوال کا انکے
خدا کے حکم سی گویا کرونگا پیغمبر کو

سنبھالو آپ کو ای رند ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالہ کو کروں ہر دم کہ رد کون آہ کو
سمجھے اب چھپتی نہین کتنا چھپاؤن چاہ کو

دشمن جانی بنایا اوس بت دلخواہ کو
شکر ہے بہتر ہوین منظور تھا اللہ کو

کوچہ الفت بھی ایدل ہی کوئی طرفہ مقام
یان تکلف کچھ نہین ہتا کہ اہی شاہ کو

ماجرای عشق بت ناگفتنی ہی کہ رہے
حق کہونگا تو بری لگ جائیگی اللہ کو

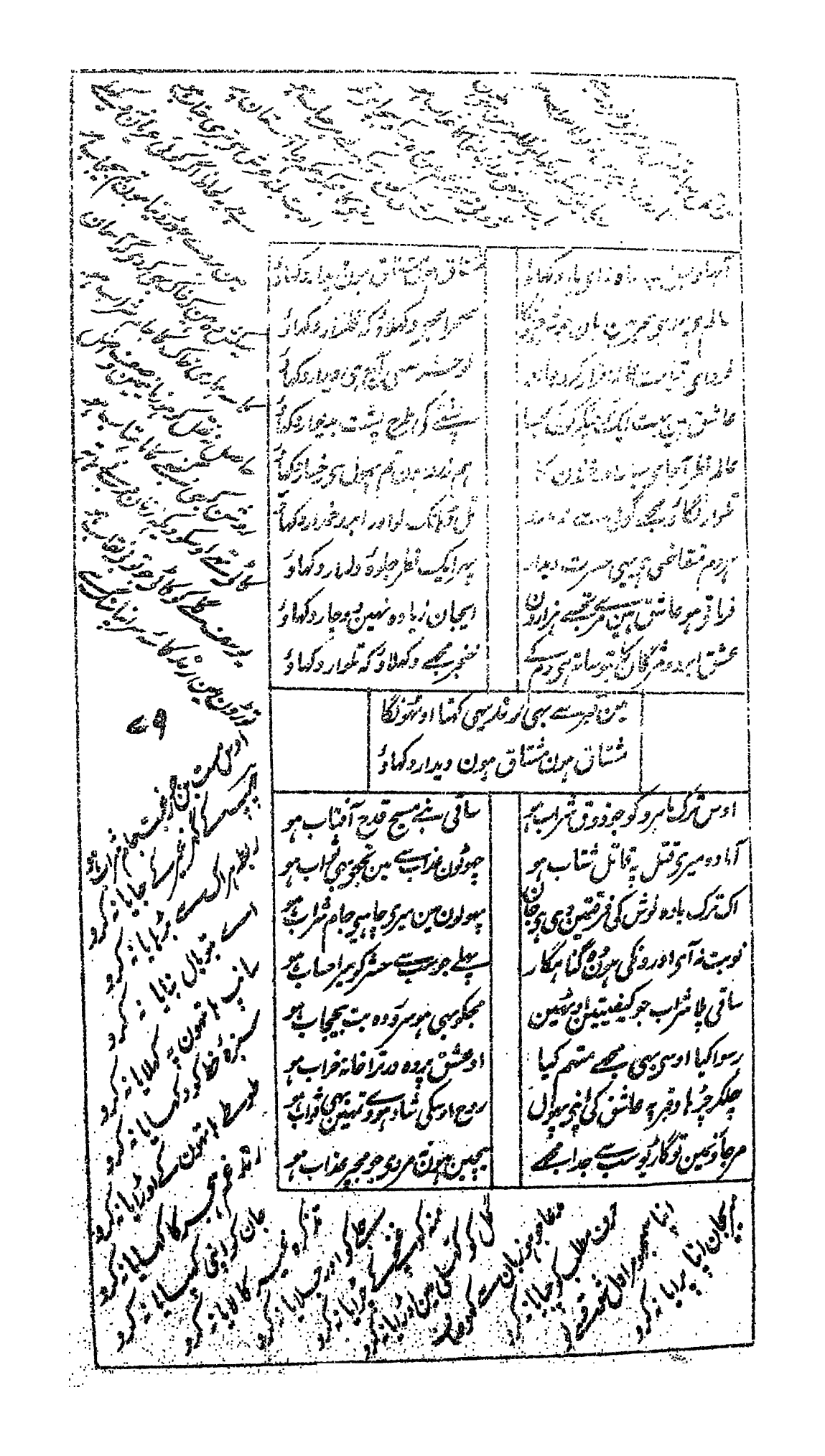

مجکو سبی یاد مین نظر و صبا
جرعہ بخشون پہ سبھی یاد نہ کرو

خود مین دیوانہ ہون ہر ہمزبان کہہ کر
مجکو فرزانون مین استاد نہ کرو

ہر نفس مین آہ پر زیادہ دم
مجکو دیوانہ سبھی یاد نہ کرو

ہم اگر تھوک دین تو ہو جائے
لالی ہر نشتر پہ جسا یاد نہ کرو

لوگ سودائی ہر ہوا کہتے ہین
دہری مستی کی لگا یاد نہ کرو

ہیزہ انگشت نما شہر بلا
جان نو چندی ہمین جا یاد نہ کرو

اے اثر اپنے خدا کو مانو
کعبہ دل کو تو ڈھا یاد نہ کرو

مین تو حاضر ہون پر اے دلبر مین
تم کرو مجھے دغا یاد نہ کرو

دھوکے دریا مین ہمیشہ کھاتے
آگ پانی مین لگا یاد نہ کرو

مجھے خلوت کی ملاقات رہے
روز جلوت مین بلا یاد نہ کرو

واسطے بندے کے بدنامی ہے
جان صحبت مین ٹہلا یاد نہ کرو

دیکھنے والون کی جانب دیکھو
اسطرح آنکھ چرا یاد نہ کرو

شرم بیجا ہے ہر اک تے ہو
اچھی صورت کو چھپا یاد نہ کرو

جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ
ایسے پنڈے ہے تو نہا یاد نہ کرو

دانت پیسا نہ کرو عاشق پر
جان یوں ہونٹ چبا یاد نہ کرو

چارون وصل مین ہنس لینے دو
آٹھ آٹھ آنسو رلا یاد نہ کرو

لوگ بدوضع کہین گے تمکو
میلے ٹھیلے کبھی جا یاد نہ کرو

جان کس کام کا ہے بھولا پن
دم مین ہر ایک کی آ یاد نہ کرو

عاشقون کی بری گت ہوتی ہے
تم ستاری تو بچا یاد نہ کرو

خون ہو کر تو جگر آنکھ سے ٹپکا ہوتا
اور رہنے کو کہا تھا ہی تو کیا کیا دیکھو

لے تو کو چہ جاناں کو فرشتے تو اٹھاتے
کھولا کر گور سکندر کی سلامت دیکھو

سب یہ عبرت کا محل اہل بصیرت نکلے
جو کبھی آنکھ ذرا تک نہ ادھر کی دیکھو

صورت اک رشک بت نظر آئیں گی
مشعلین مہ رو سے محفل میں جا کر دیکھو

واری عشق میں کیا کام ہر نا مرد کا تھا
بیشۂ شیر میں روباہ نہ جا کر دیکھو

بیٹھنا یار کے کوچے میں نہ جاؤ اب رہنے
اور گھر تاکو کوئی اور محلا دیکھو

چشم و حدت سے اگر یار کا تماشا دیکھو
سمجھو خورشید جہانتاب جو ذرا دیکھو

یہی کہتا ہے پھرے وہ رخ زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو

سرو پا ناز ہے ہوش یہ صورت ہو
چشم انصاف سے اور سکا جو سراپا دیکھو

میں ہوں مارا ہوا اک آفت بالائی کا
مجھکو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اوسی دشمن جان ہی یہ ملا ہر پھر کر
دل ہمارا نہ کسی اور سے بھلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم مٹا ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہے بلا الحذر اے چاہنے والو مانگو
اژدہا سمجھو اگر زلف چلیپا دیکھو

رتبہ کفر ہے کس بات میں کم ایماں سے
شوکت کعبہ تو ہے شان کلیسا دیکھو

منتظر آپ کی جانکنی ہے یہ جان حزیں
ہے یقین اب کی جو آؤ تو مجھ مردا دیکھو

بند آنکھیں ہیں تصور ہو اوسی کا ہر وقت
کچھ دیکھو جو کبھی وہ رخ زیبا دیکھو

ہو نہ ادس صاعقہ طور کو مشتاق بھلا
پھر غش آجائیگا یا حضرت موسیٰ دیکھو

دل یہی کہتا ہے اوس مہ کی جفا کے سوا
میں نہ بھولونگا کسی اور سے بھلا دیکھو

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
تو کہ ... کہیں ... شوخ خود ناز سے	نقشہ ... نرگس بیمار ... ہے
... آخر ... اے رشک حور	سینہ پر سختی مرگ کی افسان پر دشوار ہے
چشم میگوں صنم کا ہو جو کوئی شگفتہ	تو ہی اے ساقی تبا دست کیا ہشیار ہے
ترک خوش چشماں کہا دونوں سے کچھ مطلب نہیں	نرگس شہلا ہوا ... یا نرگس بیمار ہے
کفر ... ایسی دینداری سے اے ارباب شرع	عشق کو ... افسانہ ... ہے
کس جگہ ہے تیرے سوا ... اے صفت	... مشکل ... بندی کا ... ہے
قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم رندان عشق	دو ... یکساں ... ہے
کوئی غفلت ... سے ... کر یاد ...	رات بھر سویا ... بیدار ہے
سبھی ... نہ کیا شاخ کو تلوار کی	... غریب ... ہے
پاس ظاہر محبت ہی تو انساں کو ضرور	یا صنم ... ہو لیکن ... استغفار ہے
یار کی ... ہے کیونکر ہوں ... امید	خوبصورت ... ہے
خاک ... تا ... دیکھ ...	آسماں ... لیلیٰ اگر ... ہے
سنتے ہیں ... زبان شور عنادل ...	گل سے رنگیں باغبان ... گلزار ہے
زورق ... دریای ہستی میں تباہ	ناخدا ... خدا ... کشتی ... پار ہے
تیرا ... اے صنم ... خدا کی ... دلیل	... تو جس ... خدا بیزار ہے
تو ہی ... حقیقت ...	قتل ... جس کا ... وار ہے

۸۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ دیوانہ ہوا ہیں جس کا ہو غم اہل عالم کو
[illegible] دنیا ہی عالم کو
[illegible] عصمت [illegible] ہے
مثال [illegible] ہی محبت
کیا [illegible] آتش کو [illegible]
[illegible] سراپا [illegible]
[illegible]
[illegible]
مثال [illegible] شیفتہ ہوا [illegible]
[illegible] اقلیم کی زیر نگین [illegible]
بجا ہے [illegible] ابرو [illegible]
[illegible]

[illegible] کو
کیا [illegible] کو
خدا [illegible] مریم کو
دیا کیا حوصلہ [illegible] فرزند آدم کو
[illegible] کو
[illegible] محرم کو
سلیمان [illegible] خاتم کو
[illegible] کو
خدا سے [illegible] محبوب عالم کو
[illegible] سلیمان کی انگوٹھی خاتم کو
اگر تشبیہ دیں [illegible] کو
اگر گل سے بہتر [illegible] شبنم کو

[illegible]

کیا سمجھائی ہو اور تو جلوہ گری نرالی دیکھ
ہمسایہ ناقہ لیلیٰ کی کجی ہو یہ بھی نرالی دیکھ

خندہ ہائے شگفتہ شاہد بیں پر یہ عشق
کیا شگفتہ کیا ہے بہار بے خزاں نرالی دیکھ

خندہ ہائے شگفتہ شاہد بیں پر یہ عشق
نکہت چونکا یا نسیم سحری نے دیکھو

صرصر دردہ بسر حکی ہیہات ہمدم
ہوش آئی نہ دیا بیخبری نے دیکھو

ہو کر مشتاق پر شانی آتی ہے پری
وہم ہم ڈالی مری شوریدہ سری نے دیکھو

عرصہ حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
جی کی جی میں رہی کسی نے دیکھو

دیکھکر اپنی گلی میں کئی تہہ مارے
مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

جان مشتاق ہر عاشق کی کیا برق کا کام
کیا غضب ڈھایا ہے موباف نرالی دیکھو

آنکھ پر گئی ہیں پیچ سے تا لوک زبان
بھون ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو

کھل کھلا کر نہ ہنسو میں نہ کہا کرتا تھا
قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو

بہر گلگشت چمن میں وہ اگر آئی ہے
گل کھلایا ہے نسیم سحری نے دیکھو

پا بزنجیر ہوا ہے طوق پڑا گردن میں
قید کر دا دیا شوریدہ سری نے دیکھو

چھوٹتا مجکو نظر آتا ہے اب بط قدیم
نئے انداز سے اوسکو قرنے دیکھو

تا چمن لائی صبا دوش پہ مانند نسیم
پر نکالے مری فریاد رسی نے دیکھو

بند ہوں باب اجابت جو دعا مانگوں رند
کیا دکھایا ہے اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اوس کو چمن میں ہوا ہمیشہ
لالے ہی نکلتے رہیں دو چار ہمیشہ

گل کھلتے رہیں چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہو آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم زندہ ہوئے شاہد مقصود سے واصل
جگر میں رہے کافر و دیندار ہمیشہ

جلوہ ترا جو آنکھ کو نظارہ پر لگا طاؤس کب ہوا
باغیچہ رنگ و صفا ہی روئے گل پہ کیا نثار ہو
بانہیں ہو ہم بغل کبھی تو چہ جائے جو کبھی بھی ہو
دوست ہے شمن کی آنکھ میں پابند غیر فیض ہے
ابر ہو باراں ہو موج ہو بانع ہو ساقی ہو تو
تیغ میں جوہر ہو تو قاتل سجھنا ہم کو تو

دیکھنی دیدار فردای قیامت پر ہے لد
روز محشر تک کھولیں طالب دیدار آنکھ

بیچی کر لیتے ہیں ہر اک دم گفتار آنکھ
رات دن ہو مثال دیدۂ بیدار آنکھ
کیا عجب ہو جو جھکی رہتی ہو تیری یار آنکھ
سے پلا ہر ایک کو اوسکے بقدر حوصلہ
حسرت عید اوسنے پیدا کیا حال بدی
جان قربان ان اشاروں کی بلا ابرو کو تو
صورتاً سورکیوں ہر دم بہا کرتی ہو تو
غش میں تھا ہوں پڑا کر کبھی آنکھ تو نکر بند
دیکھ لیجائے جو اک بار تو ثابت نہ ہو
حسن کی طالب اگر وہ ہو تو جانے دی دلا
منہ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب

بات بھی کرتی نہیں ہر دم مجھ کو کر کے چار آنکھ
پھوڑ دالیگا تو کیا اے انتظار یار آنکھ
بیشتر کم کہتے ہیں ہر دم بیمار آنکھ
ساقیا پہچان لیناست اوہشیار آنکھ
پھیر دیگا اب کوئی دم میں تڑپ بیمار آنکھ
صدقے اس چشمک زنی کی بے تکلف مار آنکھ
مجکو بتلا دی کہ کیا تجکو ہوا آزار آنکھ
کھولنے دیتی نہیں ہو حسرت دیدار آنکھ
کام کر جائی ہزاروں میں تری عیار آنکھ
تجکو کیا مطلب ہے اپنے فعل کی غمخوار آنکھ
کب تلک تر سوں ترے دیدار کو اے یار آنکھ

ہر بات کہتے تیرے یکبارگی ہی سچا دیکھا
تیرے سوا جفا کو اور دیدہ بیدار پڑے

دست عبث کو جنبش کیا دیجئے کہ ہم سے
کیونکر نہ ہر بار قدم جانب کہسار پڑے

ہون میں آزردہ کسی کے جی سے ہو جاتے ہین
کوئی تقصیر کرے اور کسی ہین مار پڑے

نغمہ سنجی کی کرے عشق عجب کیا پیدا
پھر گلا تیرا نہ اور بلبل گلزار پڑے

اس مین مین نہین بجا ہے کلف ای ریختہ
حسرت اتنا ہو ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

حسرت گذرے ہے ایدا گذری
ہجر مین تیرے کیا کیا گذری

ہجر مین جان ہی یا گذری
رنڈ کہو تم پر کیا گذری

کیا کہیے حال فرقت
گذری جو کچھ جانا گذری

الفت بت نے کر دیا کافر
یہ کیا یارب خدایا گذری

آئے نہین تم عرصہ گذرا
منع کیا کسنے کیا گذری

گذرے جسدم ہم دنیا سے
منہ جانا دنیا گذری

بحر جہان مین زیست ہماری
تشکل حباب دریا گذری

کس سے کہیے کون سنے گا
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری

کہتا تھا مین عشق سے باز آ
دیکھا جو دل شیدا گذری

مر بھی گئے ہم واہ ری غفلت
اون کو خبر بھی نہ اصلا گذری

ابتر ہے شغل خون آشامی
کوبت جام و مینا گذری

کافر پہ بھی نہ گذرے ایسی
ہم پر جو بت ترسا گذری

وقت مرگ یہ جی مین گذرا
زندگی اپنی بیجا گذری

ہون میں اس شوخ سے ابتدا مین یہ حال تھا جذب
پیش آئے ہین اونکو فرقت کی ہر صورت سے
وقت وصل انتہا مین بچا لیا
مجھکو پروردگار قدرت نے

تم پہ جو کچھ ہو اسے خود ہی تمنا کہنا
کہیں ایسا نہ ہو یہ بھی ترا کہنا کہنا

جب سے تو نے مجھے دیوانہ سا بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

یار کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا

ایک مہمان کے آنے کا ہے دھڑکا ہر وقت
گھر میں رہتا ہے کوئی گھر میں نہ رہتا ہر وقت

ہم سے بھاگا نہ کرو دور غزالوں کی طرح
ہم نہیں وحشی کہ رم کرتے ہو رموں کی طرح

ہم کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب ہم نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے

گور کس دل جلے کی ہے یہ فلک
شعلہ اک یاں سے اٹھتا ہے

سارے رند اوباش جہاں کے تجھ پہ جی دیتے ہیں میرؔ
رات کرے تھا کچھ مجلس میں تو بھی اس کا مقبول ہوا

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دکھائی دیے یوں کہ بیخود کیا
ہمیں آپ سے بھی گیا

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا
پڑوسی تری نیند کھوتا رہے گا

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

ہم فقیروں سے بے ادائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

ہم کو شاعر نہ کہو میرؔ کہ صاحب ہم نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے

گور کس دل جلے کی ہے یہ فلک
شعلہ اک یاں سے اٹھتا ہے

سارے رند اوباش جہاں کے تجھ پہ جی دیتے ہیں میرؔ
رات کرے تھا کچھ مجلس میں تو بھی اس کا مقبول ہوا

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے

دکھائی دیے یوں کہ بیخود کیا
ہمیں آپ سے بھی گیا

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا
پڑوسی تری نیند کھوتا رہے گا

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

ہم فقیروں سے بے ادائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

ردیف موضع ہے عرض حال کرو

یار تنہا ہے وقت تنگ ہے

کوچے سے تیری عاشق شوریدہ سر گئے
سب پانچ دم کو ساتھ لیے شور و شر گئے

مانند برق چشم پر فن میں گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کہ ہوا کو کدھر گئے

ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار
آہو ترے مزار کی سبزہ کو چر گئے

رو کر کہا جو میں نے کہ مرتا ہوں میری جان
منہ سکڑ کے یار جواب کہ پر کیوں نہ مر گئے

دیکھو جو ہو شیار ہیں سو سو طرح کے رنج
غفلت کدے سے دہر کے ہم بے خبر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

سنیو سیانچہ بھی جو یار دشنیدنی
لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے

کہنا ہی کیا وہ شوخ کہ جیتے ہیں زندہ کیا
مدت ہوئی کہ ہم نے سنا تھا کہ مر گئے

کوشش یہ جب تلک کہ وہ رہ رو حسین پٹھا
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے

گلزار روزگار میں وہ خوش نصیب ہے
دامن میں جس کے چند گل امید بھر گئے

سب ہیں گے اک نگہ کرم سب گنہگار
ہم حشر میں جو لیکے یہ داماں نہ ڈر گئے

آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

غرقت میں پل اشک کا عالم جو ہے سو ہے
دریا ہزار بار چڑھے اور اتر گئے

بخشے کیا نگاہ روش ماتم دہر میں
ہم آفتاب بام ہیں یا ہیں چراغ صبح

کیا اعتبار شام کو یا سحر گئے
پہلے سے لے نہ آگ گلستان دہر میں

ہم وہ شجر ہیں باغ سے جو بے ثمر گئے
اب تک وہ ایک ایک سے کرتی ہیں تذکرہ

ہر چند ترک عشق کو برسوں گذر گئے

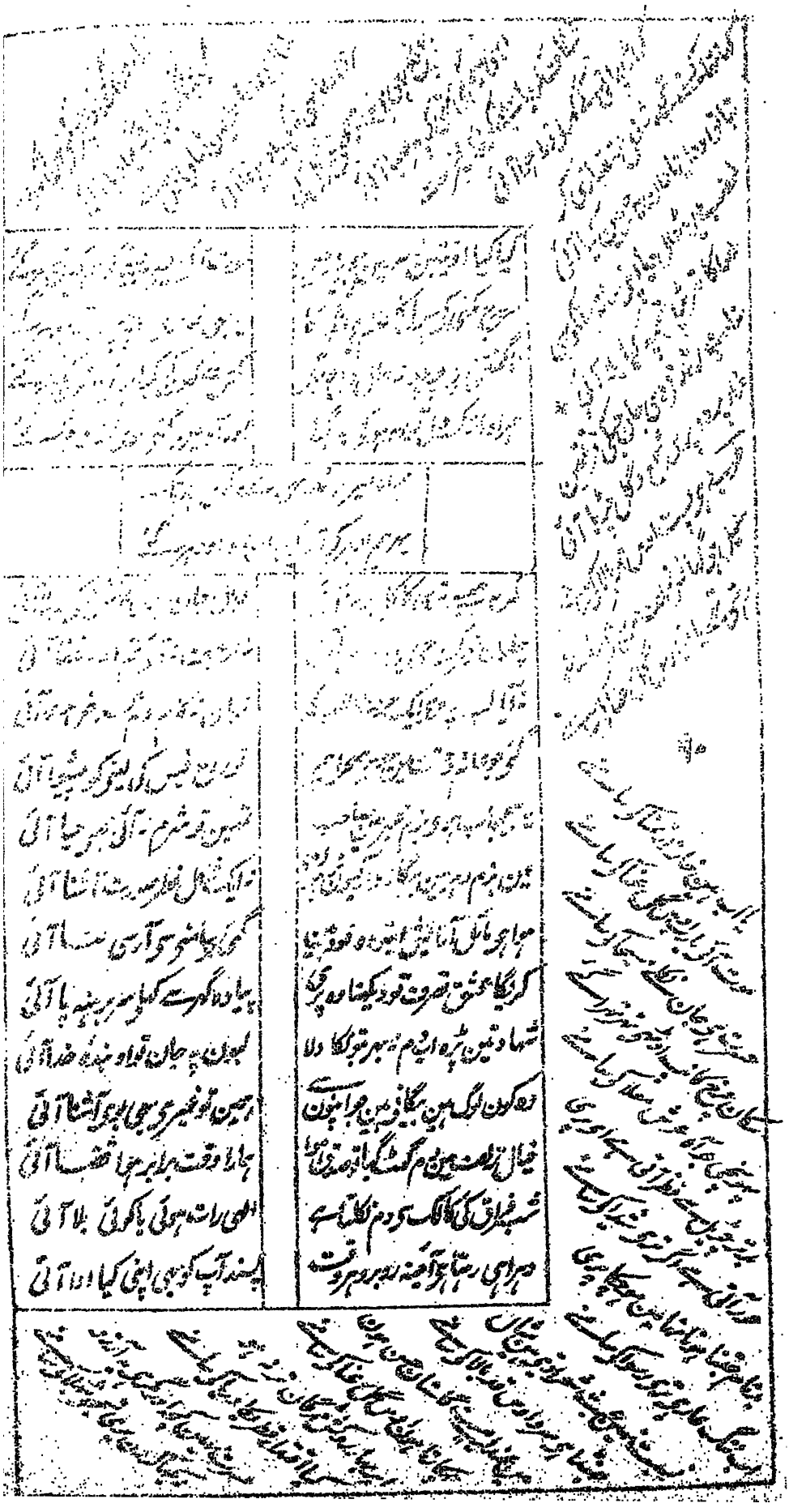

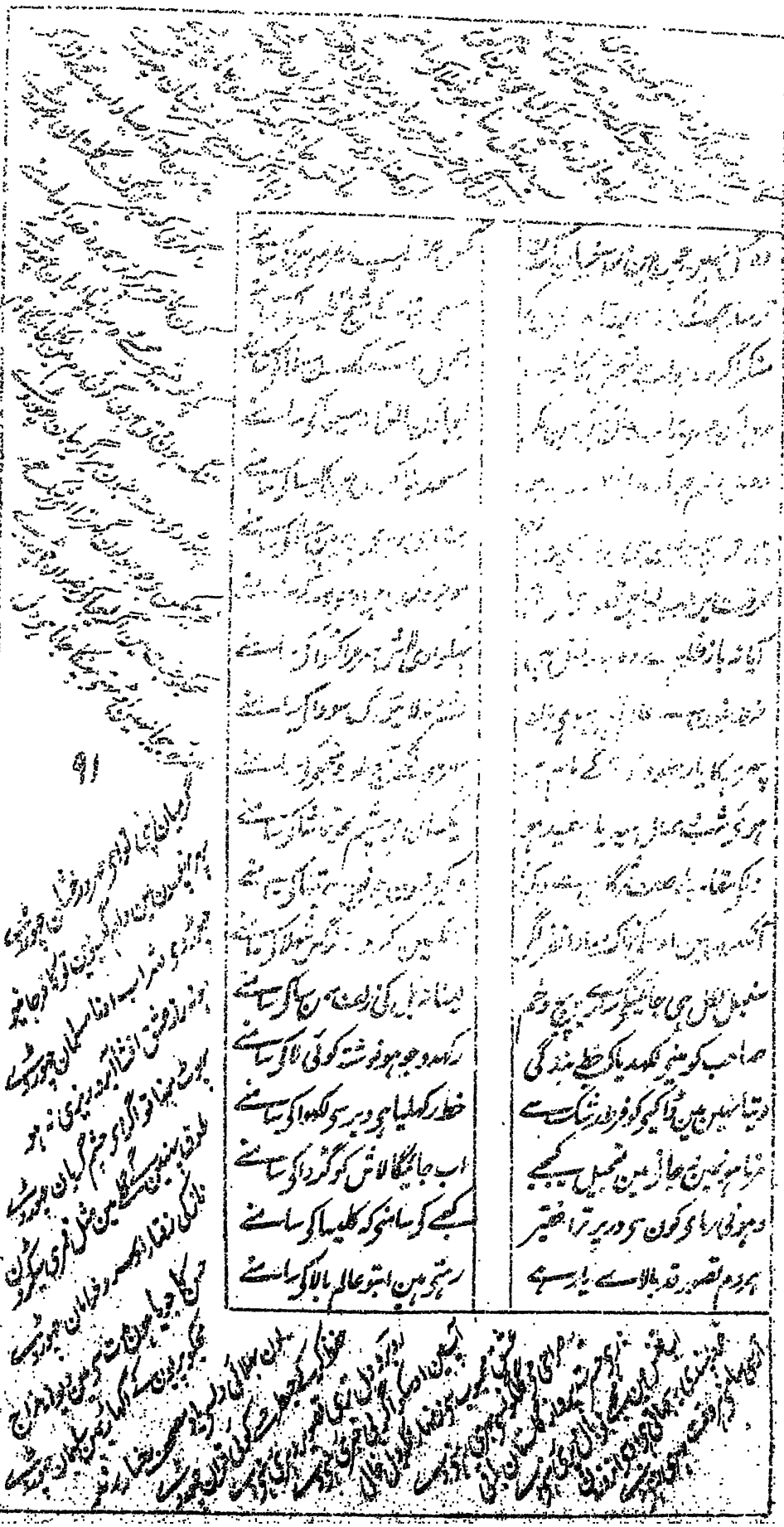

[illegible]

[illegible]

تم تو جیرا کے تھے دامان نکل گئے
تم آتے ہی [illegible] گریبان نکل گئے
سیلاب اشک [illegible]
ثابت رہا [illegible]
دست جنون [illegible] رکھا

ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
[illegible]
[illegible] گریبان نکل گئے
اقرار کر کے آپ [illegible] نکل گئے
دامن تو ہم کر چاک گریبان نکل گئے

[illegible]

۹۳

[illegible]

٩٣

جس طرح [illegible] سانپ اپنی کینچلی	[illegible] نکل گئو
[illegible]	[illegible] نکل گئو
[illegible] صحبت [illegible]	[illegible] نکل گئو
دیکھا [illegible] آئینے میں [illegible]	حیران [illegible] پریشان نکل گئو
احسان [illegible]	[illegible] جان نکل گئو
مشتاق [illegible]	[illegible] نکل گئو
[illegible] نگاہ [illegible]	[illegible] نکل گئو
معلوم تھا کہ آج تو آئیگی [illegible]	[illegible] نکل گئو
عشق بتان میں [illegible]	[illegible] نکل گئو
[illegible] بات [illegible] حال ہے	[illegible] نکل گئو
[illegible]	[illegible] نکل گئو
یہ عاشق [illegible]	[illegible] پشیمان نکل گئو
دیکھی [illegible]	[illegible] جان نکل گئو
[illegible]	[illegible] گیسو [illegible] نکل گئو
[illegible]	منہ میں [illegible] دندان نکل گئو
گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکھنا	روباہ [illegible] شیرستان نکل گئو

در فرقت میں خوش نہ آئی [illegible]
گھبرا کے سوئے کوچہ جانان نکل گئے

کیونکر [illegible] قافات آگئی	واللہ کیا ذلیل ہر اوقات آگئی

[illegible]

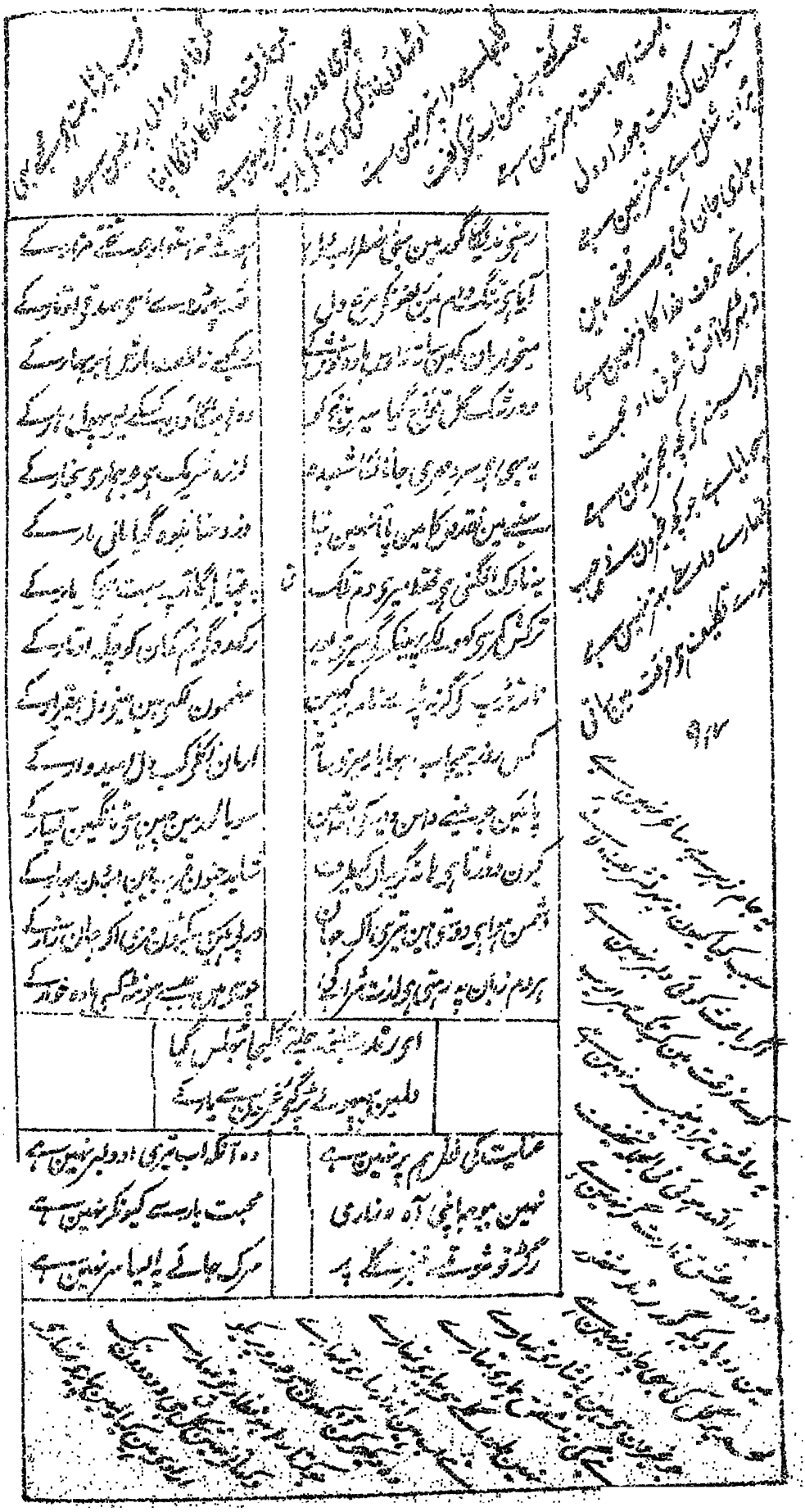

یہی تمہارا اقرار باہم ہوے تھے
تمہارے ہی ہم ہیں ہمارے تمہارے

نکل جائیگا دم جو پھر سو برس کے
مرینگے زندگی ہے ہماری تمہارے

تبرقعل سے اپنے پھر آ ہو ناحق
خدا دیدیان ہے ہمارے تمہارے

سے تیغ ابرو نہ کاٹوں گلے کو
سکھینے لگا ہوں اشارے تمہارے

نہ دانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز
قسم اب بھی ہیجا ہیں ہمارے تمہارے

دیں سب جگا ہوں بند و جگر چھیدے
جو ہیں تیر غمزہ ہیں کارے تمہارے

مرا جذب الفت تمہیں کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا ہے یہ ہیں پیارے تمہارے

قسم سرگیں چشم کی کھا چکا ہوں
نہ بولونگا میں ورنہ کیا رے تمہارے

ہوا ہے تو سے پردہ راز محبت
چھپاکر چھپا ہے چھپا رے تمہارے

ہوی عشق مشہور شہروں میں جانی
تمہاری ہمارے ہماری تمہارے

ادا ناز غمزہ تبسم تکلم
سب انداز ہیں چار پیارے تمہارے

وہ افسی ہو تم کاکل و گیسو یار
نہیں بچھنگے پانی ماری تمہارے

وحسن کی کیا ہو میں وہ نرنگین
نقشے رنگ و سب اتاری تمہارے

جب سے بیاز لعل کی بو آتی ہے
کوکبو عنبر فروش کی بو آتی ہے

ساقیا جو کے بدل جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

کرشمہ غنچہ دہن کر گیا کلی آکر
بوی گل تجھ جواب لب جو آتی ہے

سالی آئندہ تلک زیست اگر باقی ہے
میکشو فصل مے جام و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا ہے ہو عاشق کو لیے
دم اکھڑ جاتا ہے جکی جو کبھو آتی ہے

95

یار آتا ہی یار آتا ہی دل کو چین آتا ہی
اعجاز جنوں ہی جو چلا میں سوئے صحرا
دولاب کا عالم ہی فرقت میں ہمارے
ہمراہ جو تھی نخبت کی ہر گشتگی بخت
دانستہ ترے ہاتھ سے روماں سیاہ ہی
دل ہی ہمارا کاسۂ خون ہی ہم گھونٹ لہو کے
پوچھو نہ کوئی مجھ سے کہ قاصد تو کہا کیا
دل کہتا ہی کہیں سے ہی ہم گھونٹ لہو کے

یاں تجھ سے خبر بھیجنا زنہار نہ آئی
کر تیر مرے پاس سے ہو خود ادھر آئی
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی
تا باب اجابت گئی اور باز نہ آئی
آمیز ہوئی خون میں تو گل پہ بن آئی
اندھیاری بھی ہو غیرت خورشید نظر آئی
کچھ اپنی خبر بھی نہیں وہ بے خبر آئی
خالی کرو رو رو کے اگر جی بھر آئی

دل پہلو میں جلتا ہی صنائع کی طرح رند
سینے میں بھی کیا آگ مری نار سقر آئی

برسوں میں مری یار کی لیکر خبر آئی
رکھتی نہیں رو کے سو کسی پر اگر آئی
دوں اس دل مہجور کو کیا خاک تسلی
جو چہ ہر اک بات میں تاثیر کرتی ہو صاحب
الفتہ تحمد ہوی وصل کے سامان
کر کھونگا فریدا و سکو رنگ جانسے زیادہ
سنج و غم و اندوہ کی شب میں ہن یارب
بچے ہن گنہگار اگر رحم کرے تو
ہشیار ہوی ہن کہ وہن بیخبری ہے

مدت میں تو اد باد صبا راہ پر آئی
آندہی کیطرح آئی طبیعت جدھر آئی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی
کچھ خیر تو ہی آج طبیعت کدھر آئی
لے شاد ہو دل مدت ہجراں بسر آئی
جو اتہ مری وصل کی شب دیکھ کر آئی
کس کس سو اکیلا میں کہن عہدہ برآئی
پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پر آئی
کچھ بیخبر و نکی نہ تمہارے خبر آئی

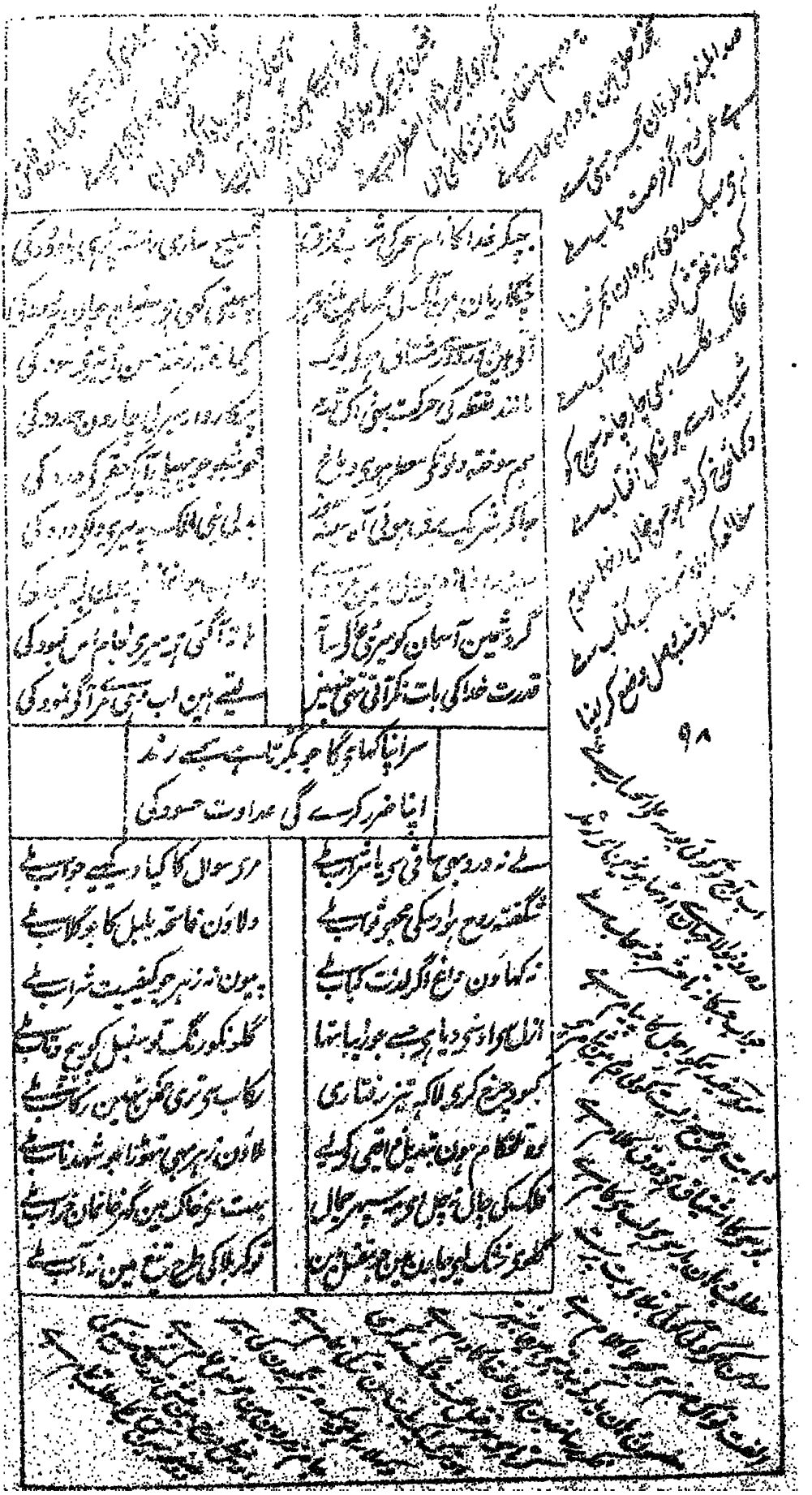

[illegible]

سیر گلشن میں بھی الفت بت دیر کیش [illegible] — [illegible] کعبہ [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] — [illegible] بادہ [illegible]

ثابت ہوا کہ خلوت خاص [illegible] — [illegible] چشم [illegible] ہے

رو چمن تقسیم میں [illegible] عشق کی — [illegible] اسلام [illegible] ہے

قاصد [illegible] — [illegible] پیغام ہے

[illegible] — [illegible] ہے

باہم [illegible] صحبت [illegible] — [illegible] جام ہے

سرو چمن بھی بندۂ آزاد [illegible] ہے — جس رشک گل کا [illegible] قتل عام ہے

لینا نہ ساقی [illegible] ہے — زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہے

بستا کوئی غریب نہ صحرائے عشق میں — ہر [illegible] خضر علیہ السلام ہے

یاں ہر گدا کو آگے [illegible] سلطنت — [illegible] ہے

دونگا ترا جواب نہ اے دست [illegible] — آگے جو قول تھا وہی اب بھی کلام ہے

مشتاق [illegible] اسیری ہوں تو اگر — [illegible] دیکھ لینا [illegible] ہے

مرجاؤ [illegible] کے وہ قصہ مختصر — انجام کار عشق بہت [illegible] ہے

سجدہ [illegible] چار سو — کعبہ [illegible] کا نام ہے

[illegible] ہر قدم — وہ گفتگو کا طور [illegible] خرام ہے

دل ضبط غم [illegible] قدر حوصلہ — [illegible] جام ہے

جائز [illegible] زنداں میں [illegible] — [illegible] شراب [illegible] حرام ہے

الہام غیب [illegible] شعر طبع زاد — [illegible] کلام ہے

۹۹

[illegible]

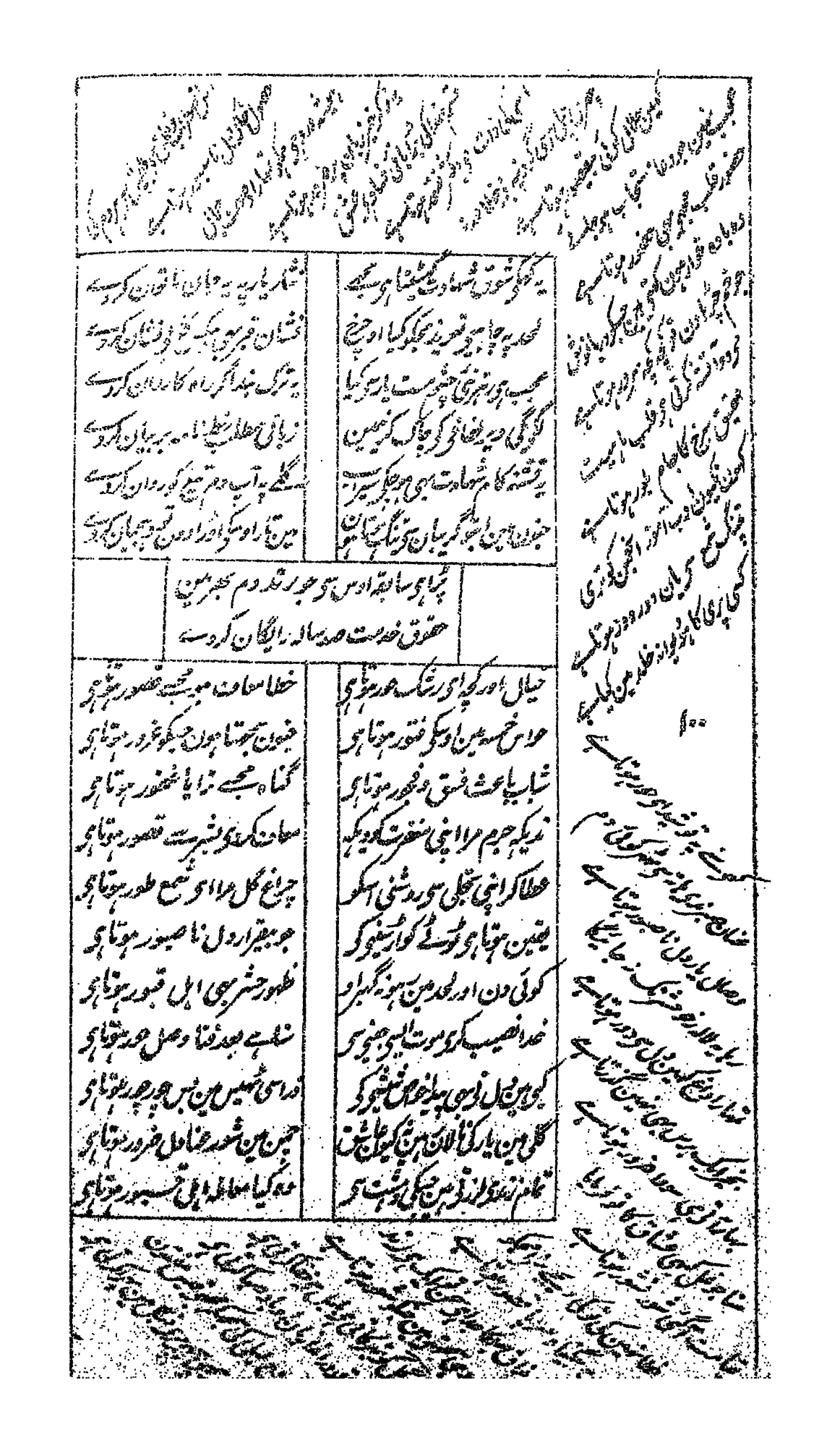

مقصد میرا نہ پیدا ہو تو بازو میں کچھ جوش نہیں
غنچہ پر افشانیاں کاہ فگن کی ادا کرتی ہے

رنگ گل ہے نگاہ گر چمن میں ہر سو
آتش افروزیاں گیسوئے صبا کرتی ہے

نیچی نظروں ہی سے کرتا ہے دو عالم کو تباہ
شعبدے یہ بھی نگاہ فسوں جا کرتی ہے

ایک مضموں نہیں زیبا کا بندھتا مجھے
کیوں نہ تو کوتاہیاں ناخن رسا کرتی ہے

تیغ براں سے برابر ہے اثر سیفی کا
کار شمشیر زباں حسن ادا کرتی ہے

کیوں لبھاتی ہے بری رو کو تو اوضاع بتا
کیوں جہاں بیں ہے جہاں گشت بنا کرتی ہے

شمع ساں ڈھیریاں جلتی ہیں پس مردن بھی
کام گلگیر کا صنعار ہا کرتی ہے

دل بیمار شفا ہو گی ہر اساں نہ ہو
بال کھولے ہوئے وہ حور دعا کرتی ہے

گرد باد اپنی گلی میں سمجھ ناقاتل
روح ہے طوف مزار شہدا کرتی ہے

بیریاں ہو گیں بیتابی کی مرہم میں جنوں
ہر برس پاؤں میں زنجیر بنا کرتی ہے

پیرہن پہار کی ہے رشک سے عریاں ہوتا
گل کو بھی تنگ سی چست قبا کرتی ہے

زہ گی یہ ہوا باغ کی دیکھ اے نرگس
چار دن کے لیے کیوں نشو و نما کرتی ہے

باغبان تیرے چمن گھات میں ہر دم صیاد
بلبل اس باغ میں کیوں تہی ہو کیا کرتی ہے

وہ ہے آئینہ ہے جب دیکھو اور آرائش ہے
زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہے

شوق نظارہ دیدار میں تیری ہر دم
جاں آنکھوں میں مری جان رہا کرتی ہے

تنگ کرتی ہے مجھی کو شب ہجراں ہر روز
سامنا آ کر مجھی سے یہ بلا کرتی ہے

بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اوسکی
کیوں پس و پیش آب و تن قضا کرتی ہے

ہو مری سر میں جو سودائے بیاباں گردی
خود بخود پاؤں کی زنجیر بلا کرتی ہے

چشم و سبز و خاشاک چمن و ای نصیب
آشیانی پہ مری برق گرا کرتی ہے

101

[illegible]

تیغ ابرو کا ترے کیا دعوی ہے شمشیر کا | شعر [illegible] تو [illegible] ہے
[illegible] دہانی میں [illegible] تیر کا | [illegible] نظر [illegible] کیجیے
[illegible] چشم [illegible] | [illegible] کیجیے
[illegible] سو [illegible] بیماری | [illegible] کیجیے

[illegible] شعر [illegible]
سب کے [illegible] کیجیے

سنی سرگوشیاں [illegible] دیکھو | آج آنکھوں [illegible] دیکھو
رنگ [illegible] چشم فلک نے بھی [illegible] سو تنگ | [illegible] دیکھو
[illegible] | [illegible] دیکھیے
[illegible] ایک [illegible] | [illegible] دیکھیے
[illegible] | [illegible] دیکھو
[illegible] عاشق [illegible] | [illegible] دیکھو
[illegible] | وصل [illegible] دیکھو

[illegible] سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپ کے سارے دیکھیے

کٹ گئی عمر [illegible] بیمار رہنے کی | پوچھتی کیا ہو مصیبت گرفتار رہنے کی
[illegible] خمار رہنے کی | مستیاں [illegible] رہنے کی
[illegible] جان [illegible] بیمار رہنے کی | [illegible] گرفتار رہنے کی
تیغ ابرو کو [illegible] تلاش | راہ چلنی [illegible] تلوار رہنے کی

۱۵۳

[illegible]

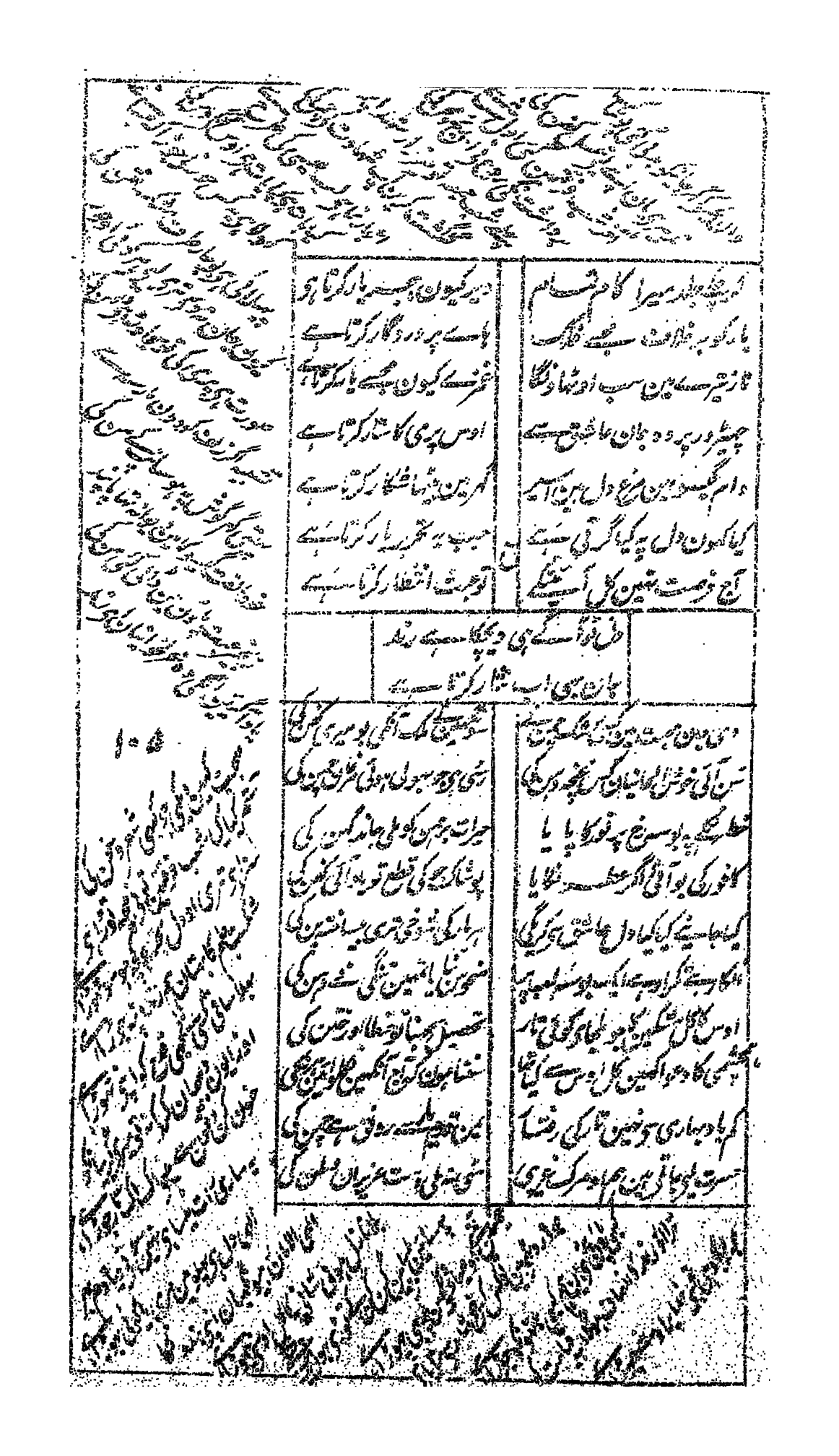

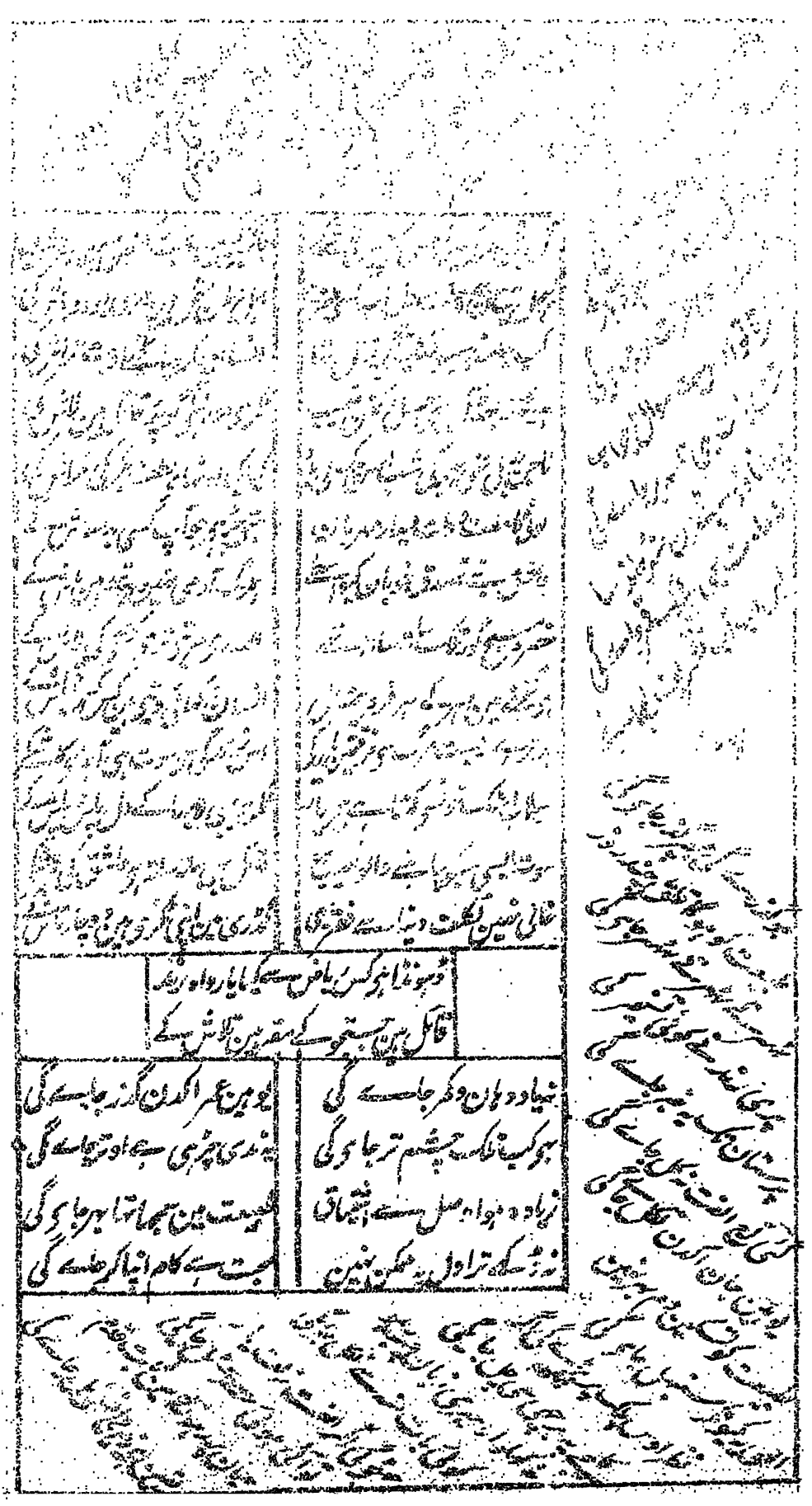

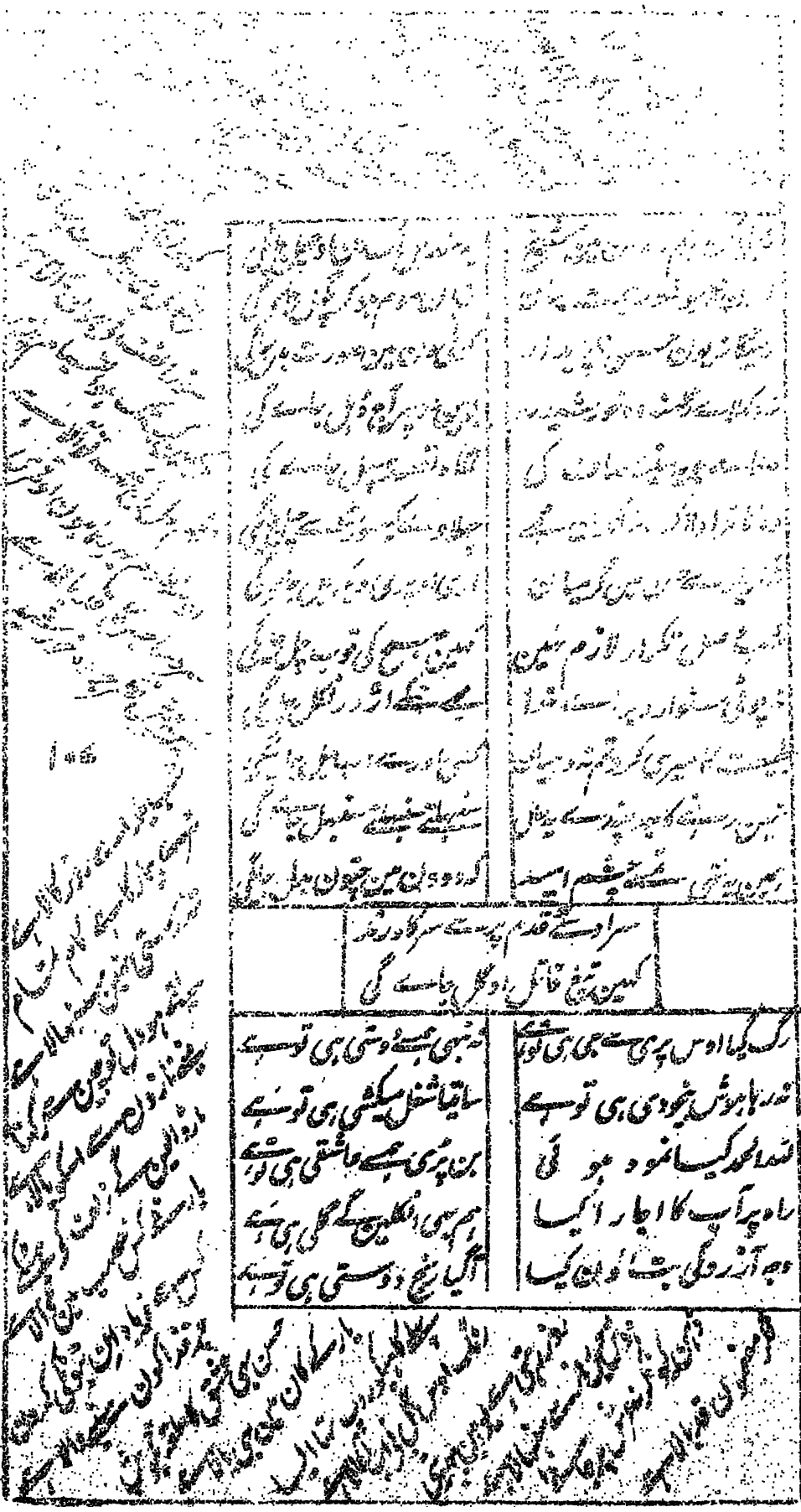

کیا کہون کس طرح گذرتی ہے
ون کو دن یا شب کو نالا ہے

بیمروت زمانہ کتنا ہے
تم کیا آپ سے نکالا ہے

اور کہ آتی ہین قیامت سے
کیا مہ و ماہ یا ثریا ہے

اوس کی زلف دراز سے بچنا
ڈس گیا اسکو وہ کالا ہے

لگے پڑتے ہین آنکھ سے لہو
کسکی زنجیر کا یہ تالا ہے

مار زلفون کی پرورش ہے
جسنے ان سونڈیون کو پالا ہے

کس شہ حسن پہ فقیر ہو
رشک کیا یہ مرگ بالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے
خواہ جلاد یا ستمگر ہے

جسے رنجیدہ مے دلبر ہے
خاطر آزردہ دل مکدر ہے

حال درد جگر سے ابتر ہے
کچھ نہ کہو کوفت میرے دلبر ہے

اوسکے درویش باکمال ہین سب
ایک اک بوعلی قلندر ہے

قد دلدار کو کہون طوبے
سرو شمشاد یا صنوبر ہے

ہوش تا دوپہر نہین آتا
بیخودی بیشتر سے اکثر ہے

ہے تعلق سا تعلق مرہو دلکو
وہی مہمان جان منتظر ہے

ماتم دل مین یون گندتی ہے
دست اور سینہ شانہ سر ہے

زخم ہر من دل مین یا جگر مین داغ
شکر ہے شکر جو ہے بہتر ہے

کیا کہون تجھسے حال زخم جگر
چار دن خشک چار دن تر ہے

صاف رکھ دل کو ہم فقیرون سے
خاکسارون سے کیون مکدر ہے

جس پر ہوں اہل ہوا کی نظر اچھی ہوئی
یہ بھی ہوا زنفر صحیح حاصل اپنا

گلہ کرتے ہیں اگر جور کا ہم آہ کریں
تسلی تری ایسوں کو قاتل ہوئی

قدم رنجہ ادھر سے بھی کبھی فرمایا
یہ دولت ہم غریبوں کو حاصل ہوئی

طبیعت رہی اپنی وقت پسند
وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نرگس
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

کہو کچھ نہ لیجا ہمیں اپنی طرف
یہیں بات کرنی بھی مشکل ہوئی

تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا
خطا جیسے ہوتی تو قاتل ہوئی

یہ ہیں نیمچوں بیاریاں جان گسل
محبت ہوئی فتق ہوئی سل ہوئی

ہیں دیوانہ مجنوں رہا اوس کا نام
پری جو کہ لیلے شمائل ہوئی

نہ کیجے نظر اوسکی حیا سے پہلے
خوف کر خلق ہی دلمیں حجاب سے پہلے

نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے
مر چکا ہی ملک الموت قضا سے پہلے

سلسلہ تا نہ کسی لغزش پا سے پہلے
میں نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے

یوں نہ ٹھکرا تو ستم گر خبر جا کو کبھی
بچکے چلتے تھے فرار شہدا سے پہلے

کون کہتا تہا تری قد کو بھلا سرو رواں
کہتے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے

اسطرح پہیل کرینگے تہو شب وصل میں کیا
شوخ تھوڑی ہو جو حیا تھی حیا سے پہلے

کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے
مجھ کو لیتا ہوں خبر گل کی صبا سے پہلے

استخوان بعد فنا بھی مری ہونگی تلف
اوڑ کی آئیگا سگ یار جا سے پہلے

تھی نہ پیدا ابھی عشاق تمہیں مد نظر
رد کب چلتے تھے اس نامہ ادا سے پہلے

نگاہ یار کرے جس مجذوب کی طرف سے نظر
سناہی رند بھی درویش باکمال ہوے

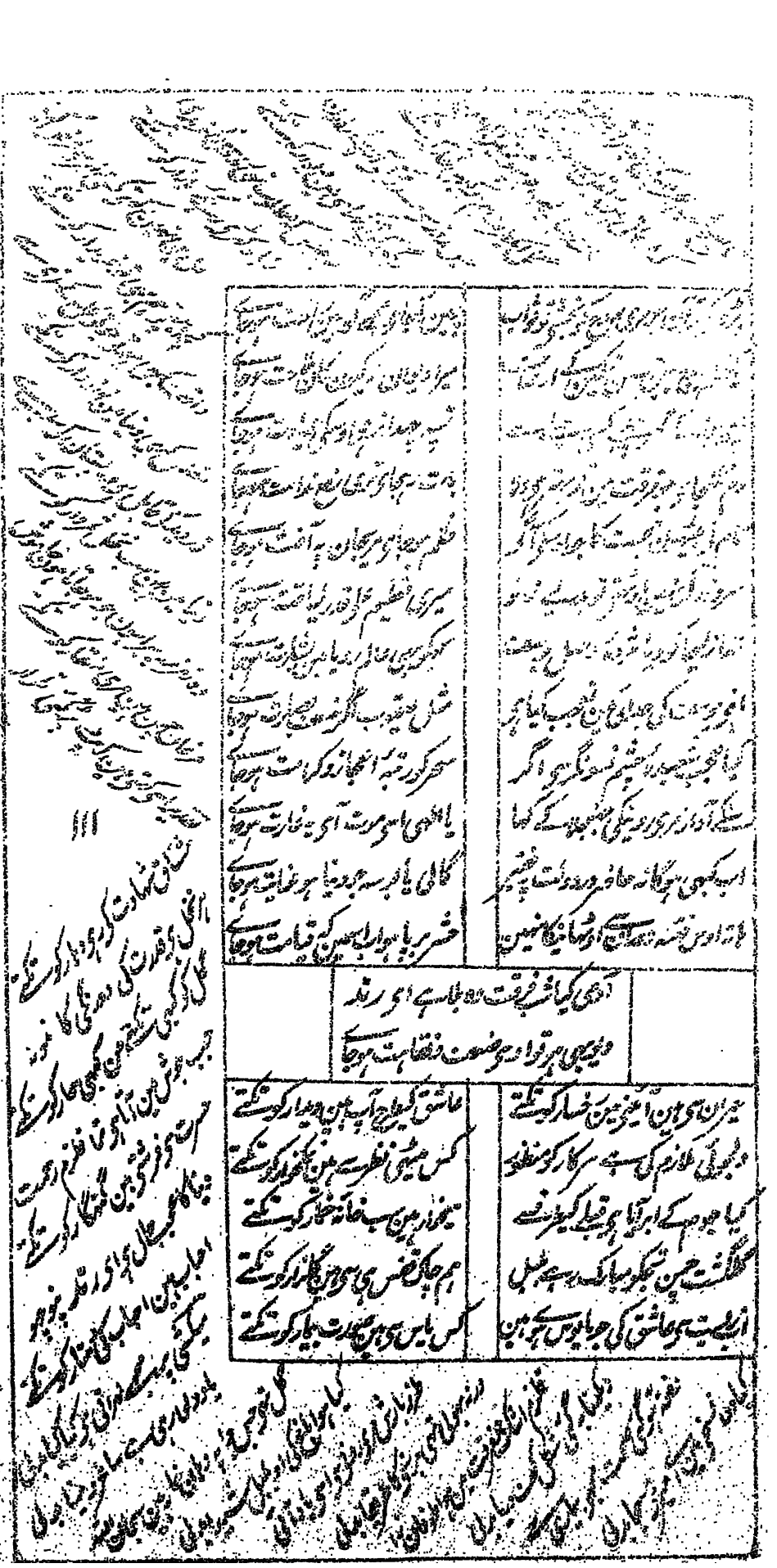

بوی یوسف کہ دہد بصر کو کیلاتی نسیم
اور یعقوب کو قاصد کی سوغات نہ ہی

فخر کرتا ترا بحث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ شق کا تنہا اوسکی کرامات نہ تھی

یہ بھی اعجاز ہی تیرہ بھوپا روزخ بھی
میرے اعمال کی قسمت بھی کہ کہات نہ تھی

مہر ہر ذرہ و مشرق کی رہے گذری
سنتے گنجائی سوالیسی کوئی برسات نہ تھی

نقشے ہیں بیت تصویر نہا خود ہر بیت
تمام رقم کا ورق بزم خرابات نہ تھی

وصل کی شب جی نہا حسن کی حسرت لیکر
تب وہ بیدار ہوی نیند ہی جب رات نہ تھی

ایک کلمہ مین کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم ترا میرجان تری بات نہ تھی

چشم بد دور نظر بھر کو نہ مین دیکھ سکا
نور کی چیز تھی یا شوخ تری گات نہ تھی

ہاتھ سو بچا ہی دساطت ہو خدا کی ورنہ
پاؤن کو ہاتھ لگانیکی کوئی گہات نہ تھی

کیا سبب آپکے تشریف نہ لانیکا ہوا
راستے بند تھے یا شہر کی برسات نہ تھی

کیا تعجب ہی جو دو جام دیا سب سے سوا
کب مزہ حال پہ ساقی کی عنایات نہ تھی

چار دن زیست کی جو چاہی سو کھوا لو رند
پیش ازین خاک کے تیلے کی کوئی ذات نہ تھی

پرلیکا منہ ہی ترا عکر کا سا جیم پایا ہی
خدا لو ہاتھ سی اپنے تجھے وہ بت بنایا ہی

شب حیا سے مین وہ صروش جب یاد آیا ہی
تو بجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہی

مجال غیر کیا ہے وہ بگاڑیگا تو بگڑوں گا
مجھے جسنے کہ شوخ خاک سی انسان بنایا ہی

کبھی جو جوش بہار اکر کوچے سی گذرا ہوں
سہار اغ جنت کا مزہ دل نے اوٹھایا ہی

کیا ہی خواب ہی بیدار اکثر اوس پری رو کو
کمر خنجر خوابیدہ کو مینے جگایا ہی

جلاؤن مین نخوت نے ہماری سیکڑون گلشن
وہان بجلی گری ہی آشیان جیہا بنایا ہی

[illegible]

کوئی چھپا ... [illegible]

دیکھا ... [illegible]

شہرۂ آفاق ہوگی ... [illegible]

۱۱۴

چمن میں آمد آمد ہے خزاں کی
خوشی جاتی رہی ... انکی
... دیکھیں کس کس کو ...
بری منحوس ساعت میں ...
تن خاکی سے نکلی ہے کیوں روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
... ہیں رہرو عدم کے
پھنسا کس پیچ میں اے عشق پیچے
وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
الٰہی جلد لیجیو اس مکاں سے

... بلبل ... آشیاں کی
... کی
... انکی
... آشیاں کی
... کی
... کی
نہیں پاس رہ میں حاجت کاروانکی
عجب ... کی
کبھی ... کی
... لامکاں کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	یار ہے آباد گھر میں [illegible] زندان ہوئیگے
[illegible]	اے [illegible] کہ [illegible] عریان ہوئیگے
[illegible]	پان کی سرخی [illegible] ہوئیگے
[illegible]	کیوں نہ سرگشتہ رہیں [illegible] ہوئیگے
[illegible]	[illegible] کی کرن [illegible] افشان ہوئیگے
[illegible]	یار کی طرح اگر تم بھی خرامان ہوئیگے
[illegible] آزادی اسیران [illegible] نسبت کو ملے	خط کہیں یار کو عارض پہ نمایان ہوئیگے
[illegible] صبا آئی بہار	باغ میں بلبلوں کو درس گلستان ہوئیگے
[illegible] نگاہ [illegible] جنون	پاک ہے جیب کا [illegible] دامان ہوئیگے
[illegible] کیا عشق [illegible] پیدا [illegible]	راز کس طرح تنگ ظرفوں سے پنہان ہوئیگے
[illegible] کو دکھلا کر	یا الٰہی سحر شام غریبان ہوئیگے
شمع کو تلوار لگائی [illegible] قاتل نے	دہن زخم [illegible] خندان ہوئیگے
شوق نظارہ رہے جا ہے مرے دم تک	جان لب پر ہے [illegible] سو جانان ہوئیگے
جاتی ہیں [illegible] صنم [illegible] کار ثواب	ہاتھ سے لے کے اگر [illegible] مسلمان ہوئیگے
سرگیں چشم کا شورہ [illegible]	چاہیے سارا جہان [illegible] خوشان ہوئیگے

[illegible]

۱۱۵

[illegible]

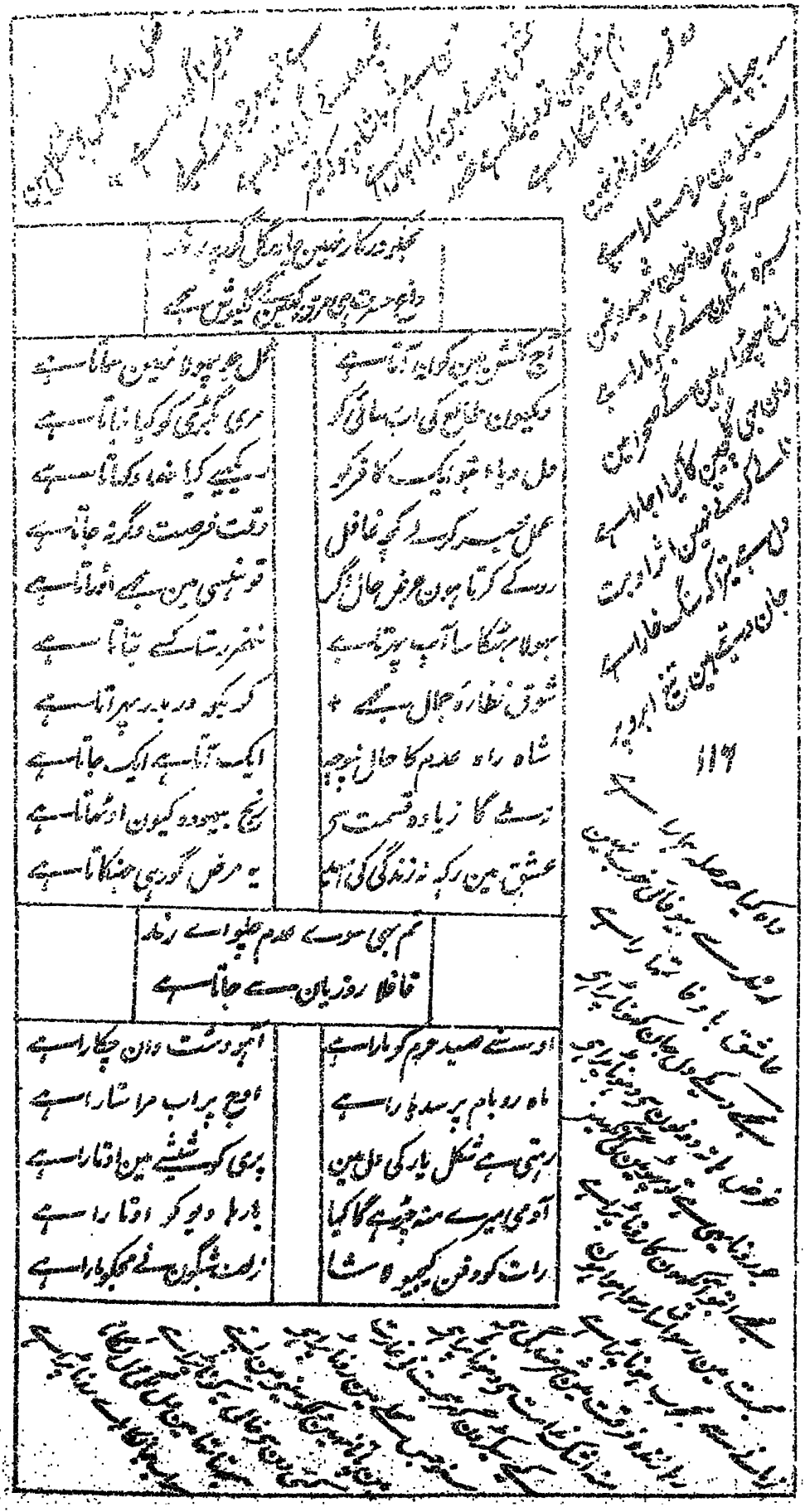

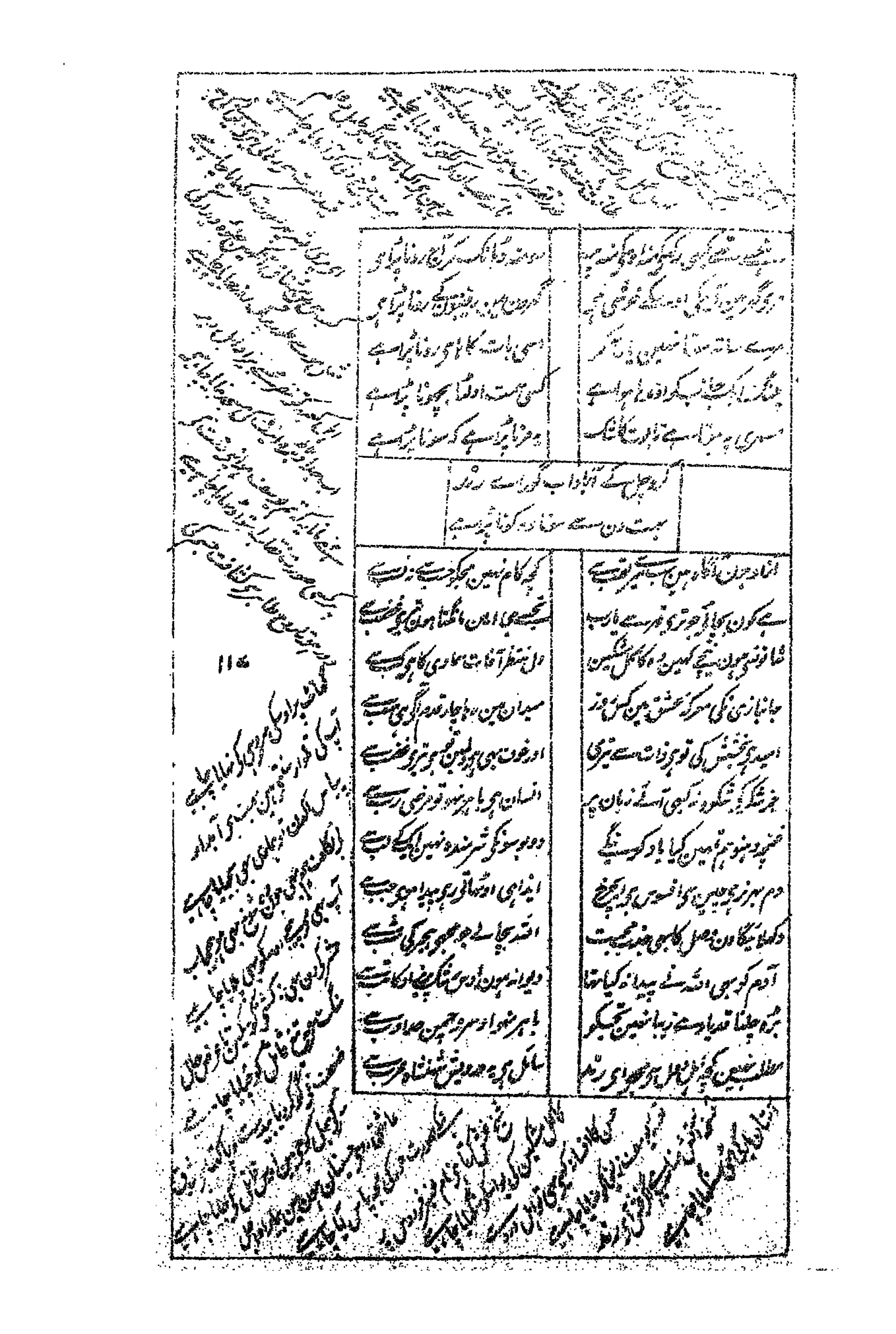

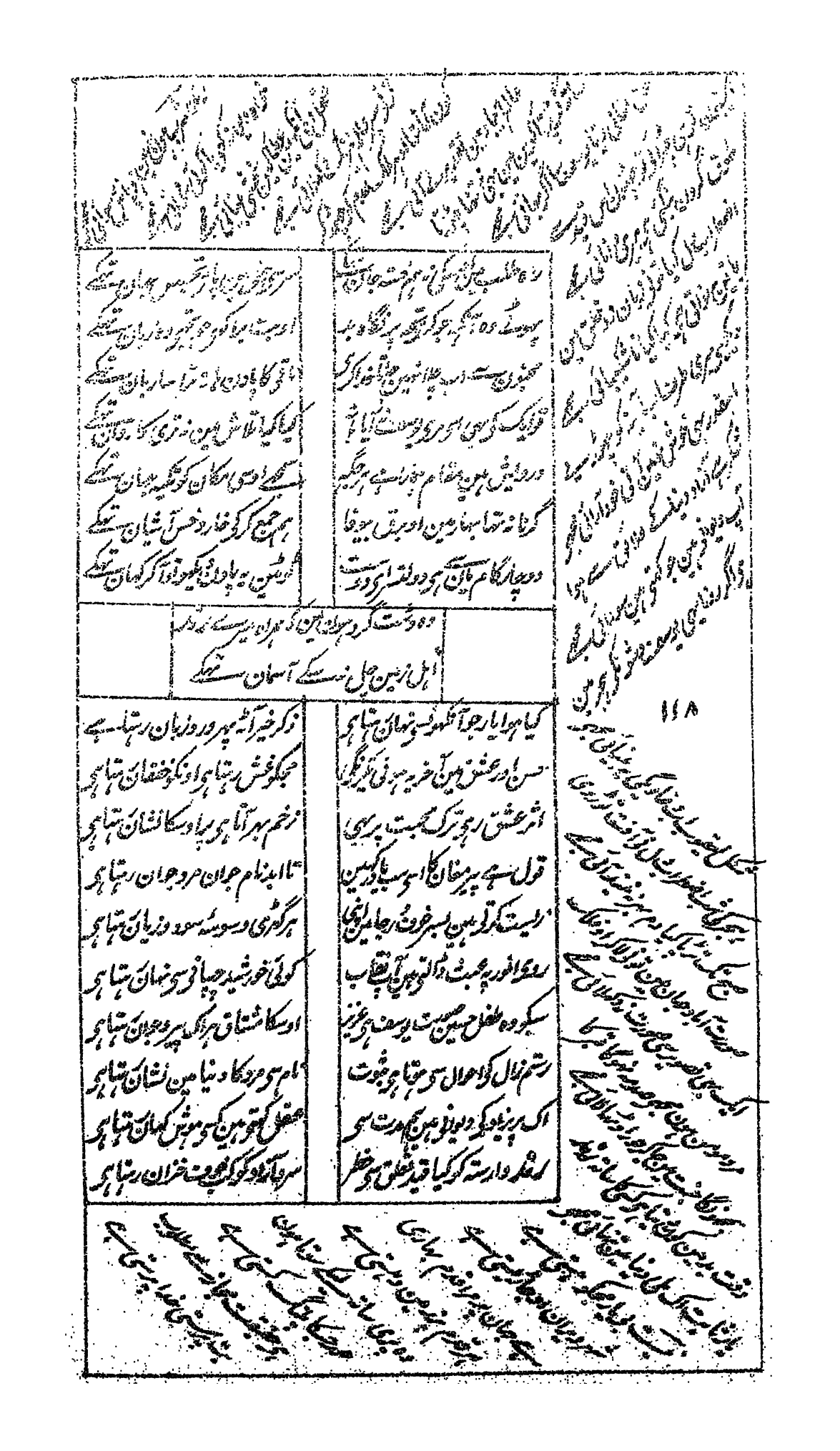

[illegible]

۱۱۶

اور سنگ سے تیشہ پیدا زندہ جاوید | ہستی دوستوں کی محبت میں مستی ہے
آئینہ بیت سے بیدا نہ ہو تجھکو جو ہوا | سے زیبا نوروں کی مہندی ہستی ہے
شکل آسمان دوری کی ہے جیسی بیجی معراج | سے بلندی ہماری پستی ہے
کبھی دریا ہے کبھی گوہر نہیں چھپا دیں | عندلیب آج گل میں بستی ہے
اس مرقع کی دیکھ تصویرین | کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے
منزل عشق کی ہے رہ ہموار | نہ بلندی ہے یان نہ پستی ہے
حسن کو کھلا رہا ہے قدرت حق | بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے
جان بھی دیکر لیے تو مفت ہے | ہر طرح جنس حسن سستی ہے
زلف اوسکی سیاہ ناگن ہے | مار کر بھی ہے جسکو ڈستی ہے
کہلین گی آنکھیں نشہ او تر لگا | حسن کم سا دوری یہ مستی ہے

اسیسے ستمگیں پہ زہد خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے | جبین ہیچ و بیان سے اپنی آشنائی کیجیے
شکل آئینہ مصاحب ہو جیو اس حور کے | شانہ سان گیسوی جانان تک رسائی کیجیے
میری نظروں میں یاتک آپ وہ جو نازنین | پھیر لے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے
پاؤن پھیلا کر شب وصل صنم میں سوئیے | بالش سر وصت جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے اسکو تنگ آ گئی ہیں لوگ | فتح میدان یا اسیر فرنگی ہائی کیجیے
دیکھ دشنام نہیں مرہم کرتے ہو زیاد | تا کجا آئینہ رویوں سے صفائی کیجیے
خوش جانیں ہو تو کوئی صاحب کیا | آپ سے نہ دیکھو ہے پارسائی کیجیے

[illegible]

کیا کام نیک دیر ہے جیسے مرد رجا بند
کچھ کام گر یہاں نہ نصیحت نہ پند ہے

کس دن زبان اتہ کو مری دعا نہ تھی
یارب تری جناب میں کب التجا نہ تھی

مژدہ ہو یوں نہ تشنہ دیدار آن کر
قاتل گلی نہ تھی تو گری کربلا نہ تھی

نالوں سے میرے لب کے کیا آگ لگ گئی
لوں سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی

کس شب ہمیں تصور زلف نہ تھا
کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی

کعبے کو جاتا کس لیے ہندوستان میں
کس بت میں شہر ہند کی شان خدا نہ تھی

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۲۱

تو بیت ... [illegible] ... حنا سے
... [illegible] ... رنگ حنا سے
اعجاز مسیحا کا ... [illegible]
قمری ... [illegible] ... کرے نعرۂ ... [illegible]
... [illegible] ... کیا کر
ہیں ... [illegible] ... جان ... [illegible] ... گویا
... کیفیت ... [illegible]
بیماری ... [illegible] ... گذر جاتی ہیں ... [illegible]
... [illegible] ... آپ ... [illegible]
عاشق ... [illegible] ... گیا تشنۂ دیدار
جاتی ہیں ترا باغ مبارک تجھے بلبل
... [illegible] ...
... [illegible] ... گیسو ... لیکن

... [illegible] ... یار ... [illegible]
... [illegible] ... کیا ... [illegible]
... [illegible] ...
گلشن میں ہم آواز اگر ... [illegible]
... [illegible] ...
بیٹھے ہیں الگ رہگذر سیل فنا سے
... [illegible] ...
عاشق کوئی ... [illegible] ... کبھی اپنی قضا سے
... [illegible] ...
لب تر نہ سکندر کا ہوا آب بقا سے
... [illegible] ... گلشن کی ہوا سے
وحشت میں ... [illegible] ... قدم آگے صبا سے
ہرگز نہ ہوا ... [illegible] ... اجابت کو دعا سے

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... چاک ہے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... وہ ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

[illegible] ... نظر آیا ہے مجھے

گریباں ... آتش ... نظر آیا ہے مجھے

وصل کی شب ... حیران ...

[illegible] آئینہ ...

[illegible]

[illegible]

۱۴۴

[illegible]

سنگلاخ اشعار ہی بولا عدہ ہو کر اسنجان

کیا کوئی رند بھی یاں شاعر مل ختا ہی

ہم آہ و نالہ کرتے ہیں جب ہم کام سازی کا
ہر اک سے سنکو ہیں پاتے ہیں جس سے کچھ بناتا ہے

کہ ہر ایجاد میں کس شے کو کس کو کچھ بنا دینا
نہ جس کو کچھ بنانا ہو اسے کچھ بھی بناتا ہے

سمجھتا ہے تو ہوں اپنے کو صورت آشنائی کی
نہ ہو جو آشنا اس سے تو کیا صورت بناتا ہے

ستم کرتا ہے جس پر چشم سفارش پر ہے اہل حاجت کی
جو کاتا ہے تو نیچی ہو کے اکثر نیچ کھاتا ہے

الٰہی کیا بنا ہوں میں محبت انتہا جس کی
مسلماں ہے کہ کافر آہ میں تیری بناتا ہے

عداوت سے نہیں کم دوستی اپنے علاوہ کی
جو میرے سر کو سودا ہے تو پتھر کیا کہا جاوے

ہوئی جاتی ہیں کیا جرأت بلند اے ناتوانی تو
تو قاتل تیغ کو کس آب شیریں میں بجھاتا ہے

عدم آبادی سے ہر نا آشنا کی خاک ہستی تک
نہ ہو کوئی آتا ہے اور ہر کوئی جاتا ہے

نہ ہو خواہش پرستاں آہ کا کیوں دود سا اٹھے
یہ پتلا خاک کا کیوں آسماں سر پر اٹھاتا ہے

فلک دشمن ہوئی جس آستاں پر میں گلہ کیوں ہو
یہ چرخ بیمروت در بدر کنکر پھراتا ہے

نظر کرتا ہوں گاہے بام پر گہ در کو حسرت سے
وہ رشک مہ نہ یہ آسماں مجھکو جھکاتا ہے

اور مہا لونگا اسے اک روز سر پر بٹھا میں کر
بجھکتا ناتواں مجھکو تو لاک بار دہ ہاتا ہے

ترا عاشق ہوں جس پر قابل نظارہ رکھتا ہوں
میں کیونکر لونگا تجھکو تو نہ آئینہ سا تا ہے

حباب بحر بنجاتا ہے مرا کف محو کی شیشی
وہ میرا گلبدن دریا میں گر جب نہاتا ہے

یگانہ زندگی تک ہیں غریب و اقربا اپنے
لحد میں سوئے جب جا کر نہ شناسا ہو نہ ناتا ہے

دکھر گوں تنگ گلہائے چمن ہو رو کے گلکوں ہے
کسے جا ہے ہیں ہر دو بوستانی تذرو زن ہے

عجب کیا آئے جو شیریں کی بو ہر دم کو خوں ہے
نالیلی کی آواز آتی ہے گور مجنوں ہے

زیادہ ہوں میں نیوا زجنوں میں قیس مقتول ہے
مری تربت پہ ہو ہاری نہ ہو زنجیر مجنوں ہے

[illegible]

[illegible]

کل آج دیکھا تو پنہ شناقی تھا یہ بد رفتہ [illegible]
تھے ہم شناسا شناقی [illegible] کی

عاشق [illegible] ہوا [illegible]
دوسرا [illegible] کیائی کی

چار بازار کا [illegible]
راہ تو نکالی [illegible] شناسائی کی

جلوہ [illegible] ہر ایک شے میں نظر آتا ہے
تو دیکھ [illegible] ہر جائی کی

عشق [illegible] شہیدہ [illegible]
دل [illegible] شب [illegible] کی

تو [illegible]
[illegible] جائی [illegible] تماشائی کی

دیکھا [illegible] آکر
[illegible] رسوائی کی

کو [illegible] والا
ابر رحمت تو مری خاک پہ سقائی کی

سبب [illegible] آکر
[illegible] شیدائی کی

۱۲۵

وہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہی آفت شب تنہائی کی

تاب ہر [illegible] ہے نور کی
دیدہ موسی [illegible] تجلی طور کی

اور [illegible] صورت نور کی
تیری [illegible]

[illegible] ہوگیا [illegible]
[illegible] کی

کس قدر [illegible] پیدا کیا [illegible]
[illegible] کی

[illegible]
[illegible] شراب انگور کی

[illegible] عاشق کو [illegible]
[illegible] آیا [illegible] کی

[illegible]

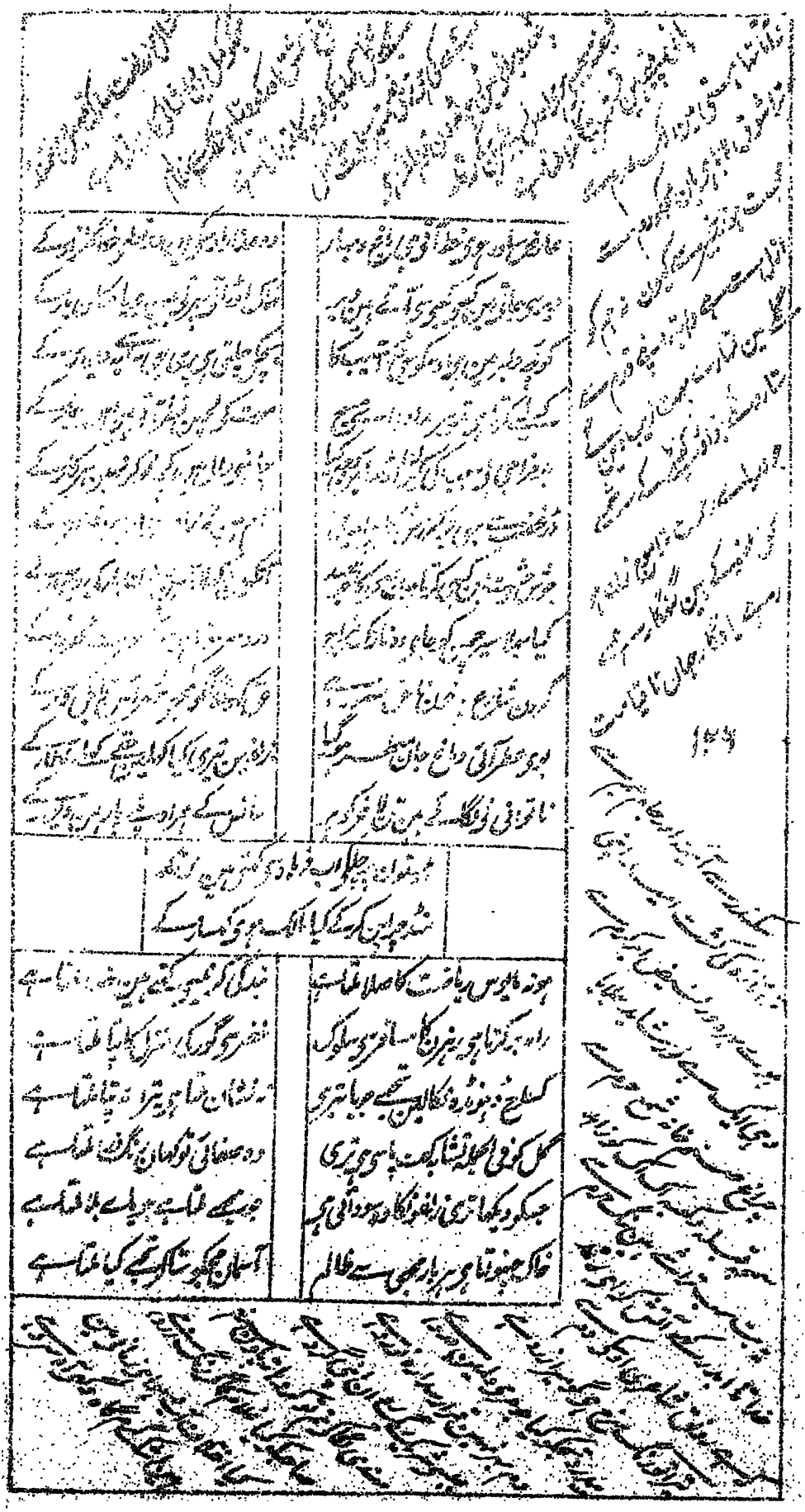

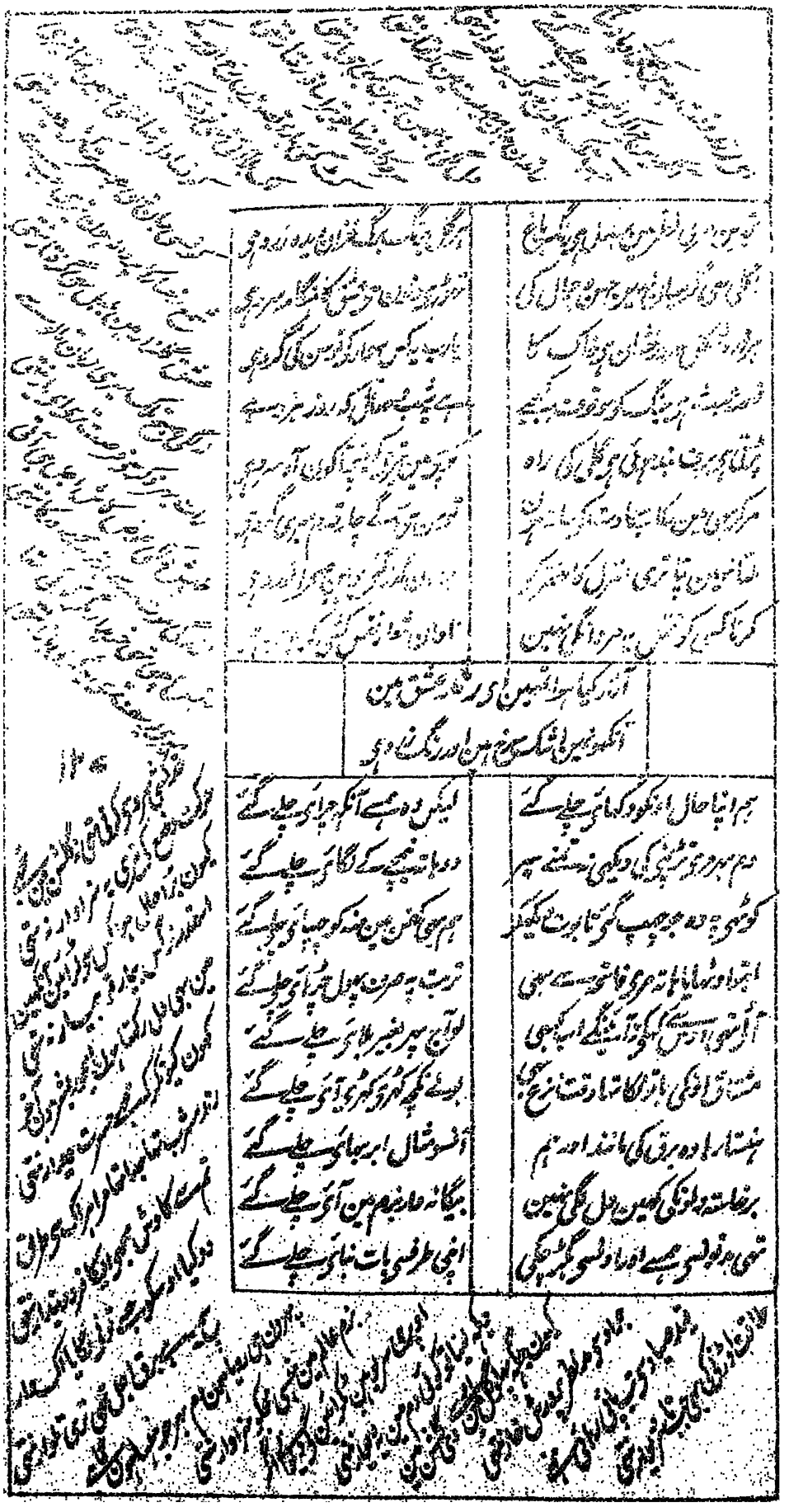

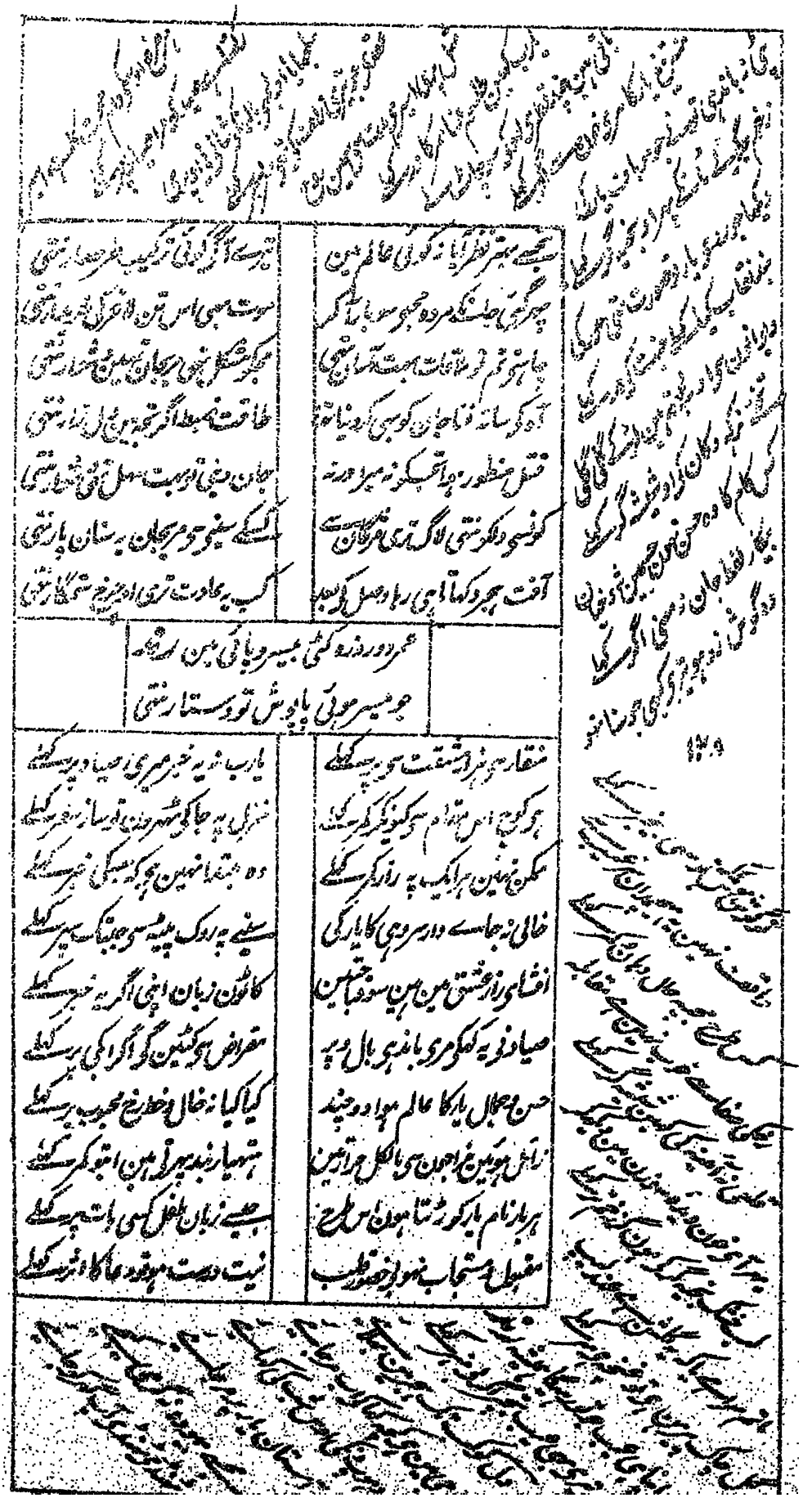

۱۲۹

ہم ... نگاہ ناز
سو چاہیے آپ جو خوش نما سیے

[illegible] شیدا ... کے
آشتہ اب یا سے تجھے ہوا سیے

ترک ... تم ... [illegible]
شب ... کو بھی نالۂ مرغ سحر ... سیے

ترک عشق ... کر دیا
کھنکر کے ... گل کھلا سیے

کوئی ... تو ... سیکھیے
بیچے ہی ... تصویر کھنچوا سیے

کچھ گرفتگی ... بھی ... تجھ سے غرض
[illegible] ... سیے

دیدۂ ... یہ ... اشک
زخم ... گزرا سیے

کو ہے جیسے ... آپ سے
با غرض اسکا ... سیے

ہاتھ ... تیغ میں
مشکل آسان ... جدا آسیے

سینہ ... آنکھوں میں ... باقی
اب تو صورت یہ ... آنکھ ... سیے

باغ میں جو گل تو نظر آیا گیا
خون بلبل سے تجھے نہلا سیے

باغباں دشمن ہے گلچیں ... صیاد
آشیانہ باغ سے ... سیے

وصل کی شب ... صبح تو
از ... تجھے ... سیے

بن ... بھی ... گئے
آئینہ آسے ... سیے

کوہ و صحرا کی ... وحشت ...
وحشت دل اب کدھر کو جا سیے

قتل ... جان بھی ... رہے
کیا کرو گے یاد ... سیے

خوف رسوائی ... میں ...
خواب میں صورت مجھ کو دکھلا سیے

نکلے ... آنکھیں ... گئیں
اب تو پردہ ... کا اٹھوا سیے

زور ... جس طرح ... ناز
آج جھگڑا اسکو گھر لے آسیے

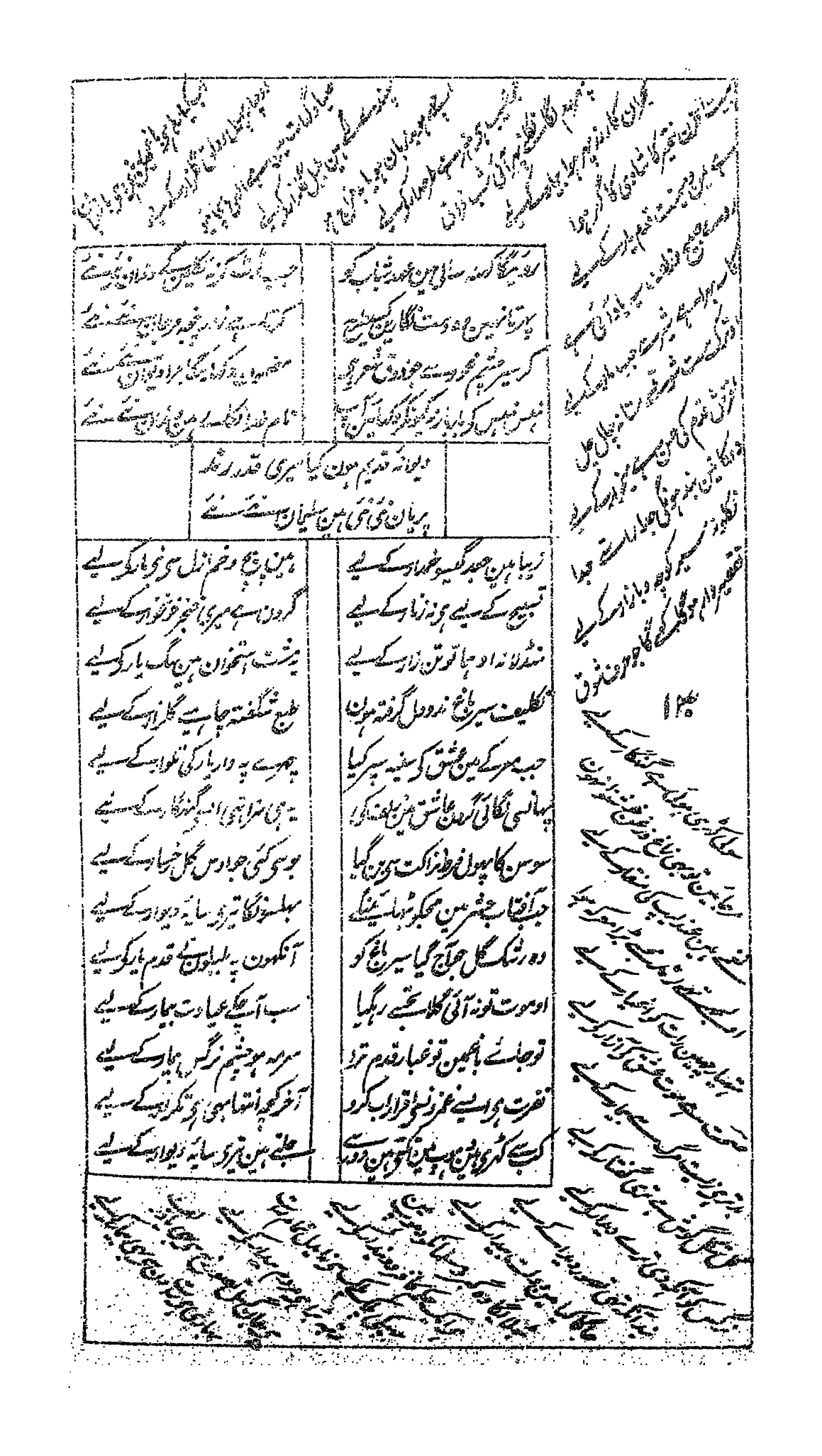

اک دن یہ کہا شاہ نے یارا [illegible] | [illegible] تو خریدار کر لیے
[illegible] گشت | ہر صبح [illegible] دیدار کر لیے
[illegible] | [illegible] کر لیے
[illegible] | [illegible] کی طرح [illegible] کر لیے
روز قیامت آج ہی [illegible] مشکل | [illegible] دیدار کر لیے
جو چاہے [illegible] یاد رکھ | [illegible] گنہگار کر لیے
[illegible] | [illegible] کر لیے
کرتا ہے نیک و بد کی برابر [illegible] پرورش | [illegible] کر لیے
مجنون عشق کو ہے [illegible] | [illegible] ہشیار کر لیے
دوزخ میں [illegible] بہشت میں | یہ اختیار ہے [illegible] کر لیے
اک [illegible] تصور میں [illegible] | کیا خوب [illegible] کر لیے
[illegible] | [illegible] دیوار کر لیے
[illegible] یاد | [illegible] دیوار کر لیے
[illegible] | [illegible] کر لیے
[illegible] نصیب [illegible] | ہم جا میں [illegible] کر لیے
[illegible] شاہ نشین [illegible] | محتاج [illegible] سایہ دیوار کر لیے
[illegible] گناہ [illegible] | [illegible] کر لیے
[illegible] گفتگو | یوں [illegible] کر لیے
عاشق [illegible] یار کا تصور [illegible] | جو چاہے حکم [illegible] گنہگار کر لیے

۱۲۱

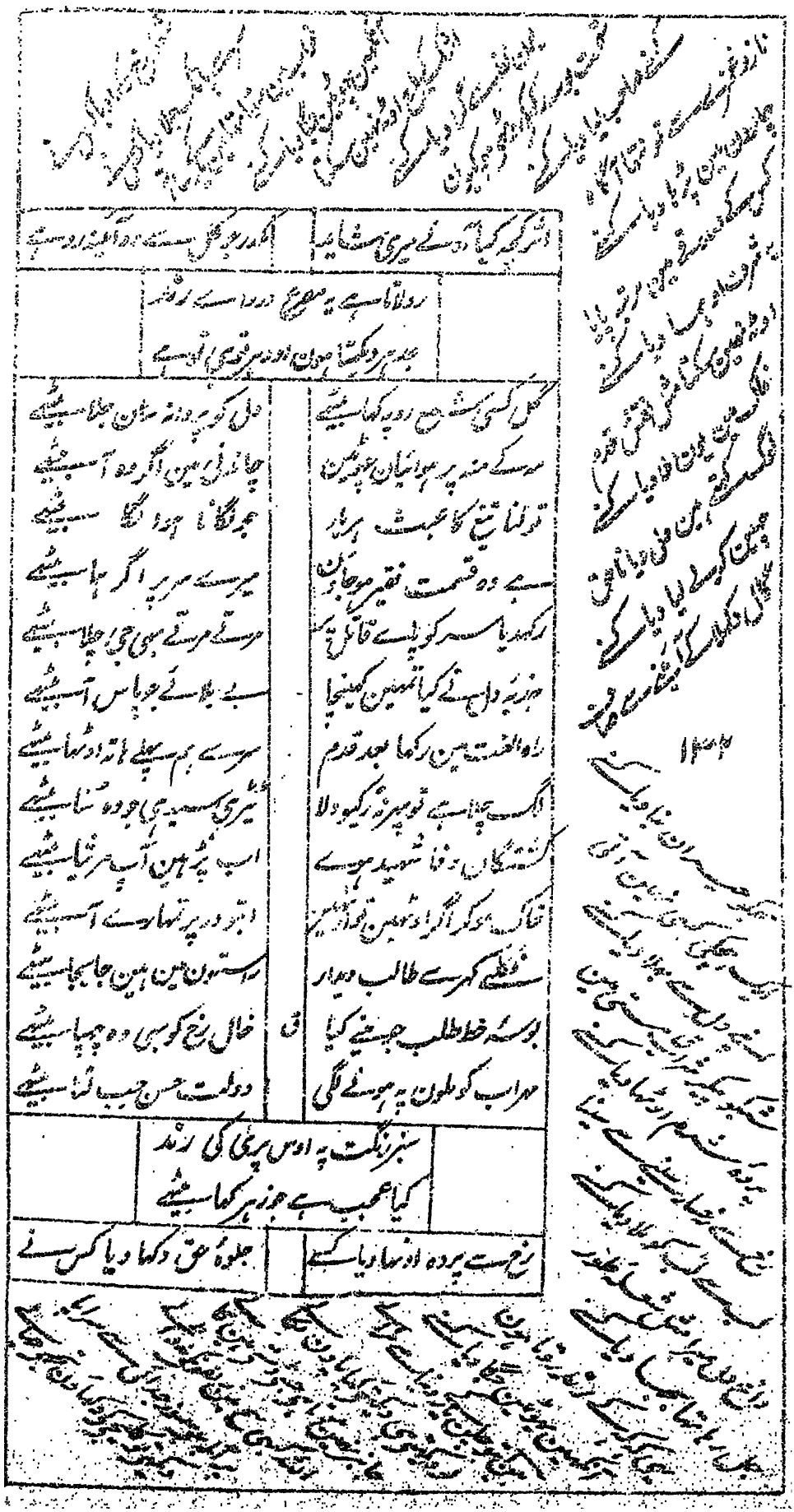

دل ہے اضطراب ہے جان ہے عذاب ہے
اب جاں کنی ہے دیکھئے کیا ہو نصیب سے

کیا جانتا تھا ہجر میں ایسے قلق کو میں
اک جان ہے سو میری ہے آفت کہاں کہاں

کیا پوچھتے ہو حال پریشاں کی رات کا
تھا روز محشر ایک قیامت ہمیں پہ تھی

اک میں ہی ہوں ہوس میں تمنا سے بے نیاز
دنیا میں سب ہیں دوست سبھی کے سبھی ہیں یار

آثار صحت میں ہوا ہجر کا بیمار
دل نے ہی ہجر توڑ ہی جانے کے واسطے

جانبر ہو یہ ممکن نہیں آزار ہی فرقت
بیمار اسی مرض سے بچے ہیں سو بچا ہے

تاثیر کرے پہلے تو اول دعا کیجے گا
پھر سنیے جو کچھ ہی کہیں ہم جانتے کیا ہے

دریا ہوں لہو کے کہ فلک خشک ہے سو تک
تلوار لگا شوق سے پر پھٹ کو ہمارے

اندر ہیں ان کے خبر تو یاں اٹھتے ہیں دل کو
زلفیں نہیں وصال ہیں یہ یار پیارے

رو رو کے خبر لے ہے یہ مری عشق پکارا
تم آپ جلو مجھ کو کیا کسکے حوالے

تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلہ پا
جنگل میں لگی آگ ہے پھولا کبھی پھالے

اوس بت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
او نالۂ دل عرش معلے تو بالے

سوتا ہی اسے اڑھ کے وہ گلبدن اکثر
قربان گئے تیری کملی پہ دوشالے

حسب یا نسب کیا ہے تجھ اوغیرت شمشاد
بہر بہر دیے ہیں آنسو نسو پانچ میں سالے

او دل ہدف تیر نگہ بہر کیا تو نے
اسکے ہی مری زخم جگر تیرا ہی آلے

خدمت تھی مجھ پہ شوخ نہ دیکی پس قبیں
عہدا یہ کیسے ہوگا مری بعد حوالے

اک ایک ہے دلچسپ پہ جو عضو بدن ہے
یارب یہ ہر حصار ہیں کن پانچوں کو ڈالے

دیندار ہوں عزت مری رکھنا تو الٰہی
دل پڑ گیا ہے اک بت بے پیر کے پالے

کیونکے نہ مدد دیوان کی کریں قیس نہ عاشق
اعضا ہیں یہ سب علم محبت کے رسالے

۱۳۳

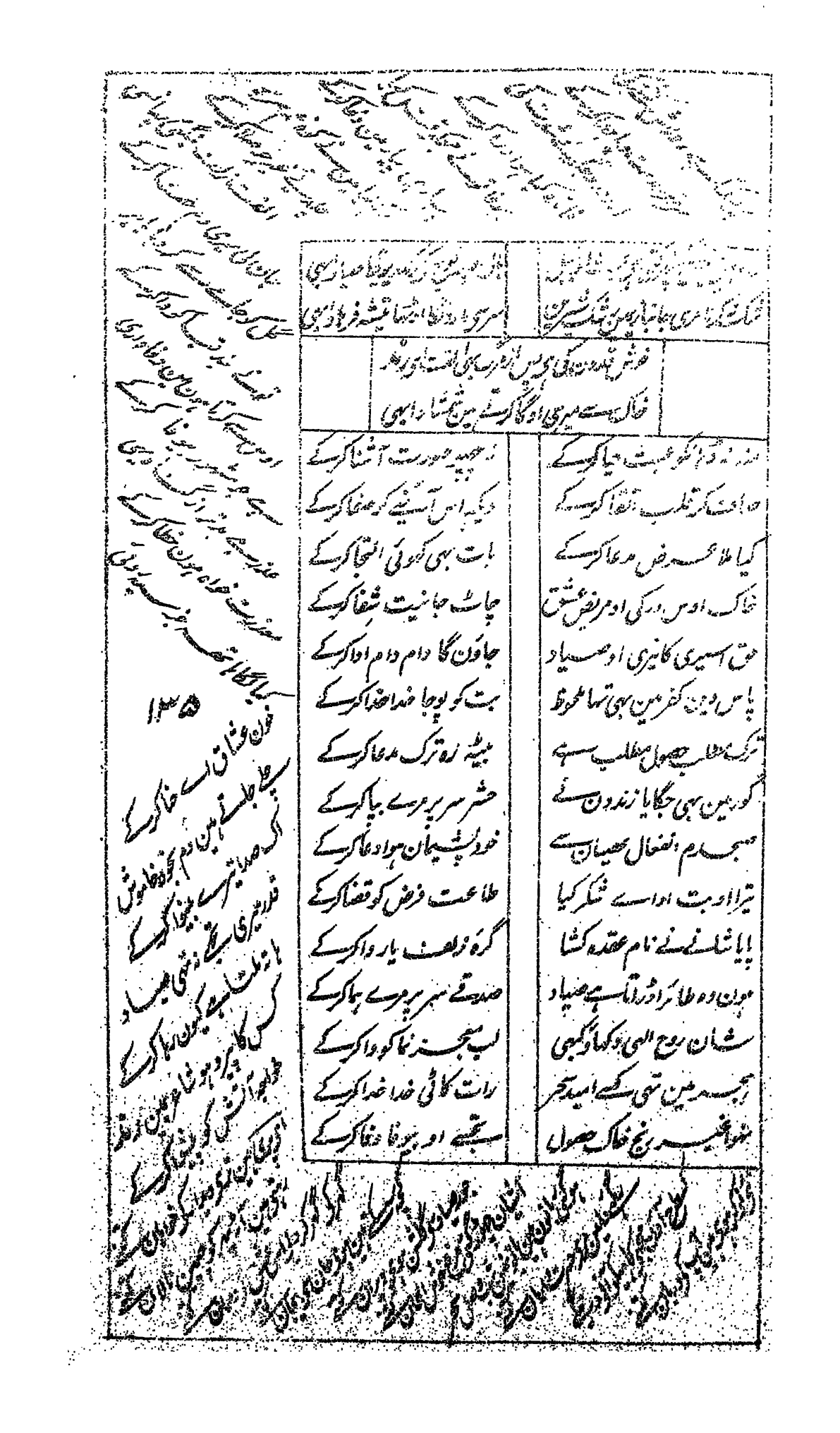

قسمت نہ تھی اگر مری تقدیر میں لگی ہوتے
ہوتا ہے یار خفا نہیں کچھ ہوتے ہوتے جاتے
یارب تری کریم ہے کہ باقی ہے
چند خوشہ چیں ہیں دشت جاروب ہے
کیا ہوں میں کسی روز محظوظ کیسے
کیسے خلل کرتے ہیں کہ چھپن پر ابھی پر آ
نقطہ خیر کی دور چار سوالی ہیں
توڑ کر بیڑیاں دیوانوں نے لی شبیت کی راہ
اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا رشک محیط
یاد آئینہ رخ نے تو بنایا حیران
ماہ کنعان کی زلیخا ہی فقط گاہک تھی
ربط ہیں کافر و دیندار سے یکساں مجھکو
پھر جنوں کچھ ہے لگا بھانے پھر آئی بہار

امید ہیں نہ بندھی ہے بہتاں کہتے
حسرت ہے سر میں ہیں پہ ہر دن کہتے
اس شوخ کے ہیں پر خطا بیاں کہتے
دشمن ہیں کہی جان کو ہوا ہاں کہتے
ختم کر دیتا ہے نام پہ قرآں کہتے
پاؤں پر جھک کے ہیں کہ گریباں کہتے
ایک اک قطرہ ہے برپا ہوئے طوفاں کہتے
دیکھوں جھک کر اسی کو میں چاہ زنخداں کہتے
ہے یوسف تری موجود میں خاں کہتے
کتنے ہندو مسجد کہتے ہیں مسلماں کہتے
اور گئی چیتھڑی ہو ہو کے گریباں کہتے

کوچہ یار میں اے رند بقول غافل
تشنہ خون ہیں ہمی گبر و مسلماں کہتے

الفت نہ کر دنگا اب کسی کی
دشمن ہوا جس سے دوستی کی
حالت کہوں اپنی بیخودی کی
دل دیکھے سنو جو میرے جی کی
اوّل اوّل بھلائیاں کہیں
آخر آخر بہت بری کی
مصروف ہے سینہ کوبی میں دل
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی

[illegible]

[illegible]	پیا [illegible] جگر کو [illegible] ہے
[illegible]	[illegible] سر کی [illegible]
[illegible]	[illegible] جگر کی [illegible] ہے
[illegible]	ہر [illegible] رنگ [illegible] کی [illegible] ہے
[illegible]	[illegible] شام [illegible] کی [illegible] ہے
[illegible]	[illegible] کی [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] ہے
[illegible]	[illegible] کی [illegible] ہے
[illegible]	[illegible] کی [illegible] ہے

پڑا ہی یہ سایہ کس کو جب کہ دست کیوں [illegible]
نہیں [illegible] ہوں [illegible] کی [illegible] ہے

[illegible] یا [illegible] ہے	سحر ہے افسوں ہے یا اعجاز ہے
وہ [illegible] عشق ناز ہے	چشم بد دور ان کا اور انداز ہے
کیا کریں اظہار ہم عشق کا	عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
ہیں پھڑکتے ہو گرفتار قفس	تو دلی پر حسرت پرواز ہے
ہجر کی شب تا سحر اور شکل ماہ	شکل انجم چشم عاشق باز ہے
تو نہ آنا اوسکی باتوں میں دلا	بیٹھا ہے مکار و دغا باز ہے
حکم ہے جیسے نہ [illegible]	کیا مزاج دشمنان ناساز ہے

[illegible]

رشک بسمل ہو کیا نصیب اپنا
سر پٹکنا ہے گو قفس میں مجھے
نہ چھپا مجھ سے کوچۂ قاتل
مرگیا تو بھی میری خونہ گئی
کب ہے مشکل میں جی بسی رفتار
خاک ہی ہو اڑے سکے کو بکل نہ گئی
مرتے دم تک نہ ترک مشق ہوئی
تا لب گور جستجو نہ گئی
ہو نہ چاہا کیا میں تا دم مرگ
لب شیریں کی آرزو نہ گئی
مرگیا پر دماغ سے تیرے
حکمت زلف مشک بو نہ گئی
تیز رو تو بھی ہے نسیم مگر
مجھ سے آگے نکل سکے تو نہ گئی
اشک بے نقطے وقت رخصت ہے
شکر کرتا ہوں آبرو نہ گئی
سینے تک آکے پھر گئی واپس
نارسا آہ تا گلو نہ گئی
مثل پروانہ جلکے خاک ہوئے
پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی
نہ چھٹی مجھ سے خوے جامہ دری
جیب سے عادت رفو نہ گئی
کب نہ مشت شد ہوا گلی میں تری
کب نظر میری چار سو نہ گئی
جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا
تیری بدخو یہ حیلہ جو نہ گئی
عمر بھر شعر عاشقانہ کہے
بات سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری سینے میں اوتاری رہی
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

قرار دل کہ ہوا اضطراب کے بدلے
وہ لطف کر کہ لگا اجتناب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے
حیا کی پردہ میں رخ پر نقاب کے بدلے

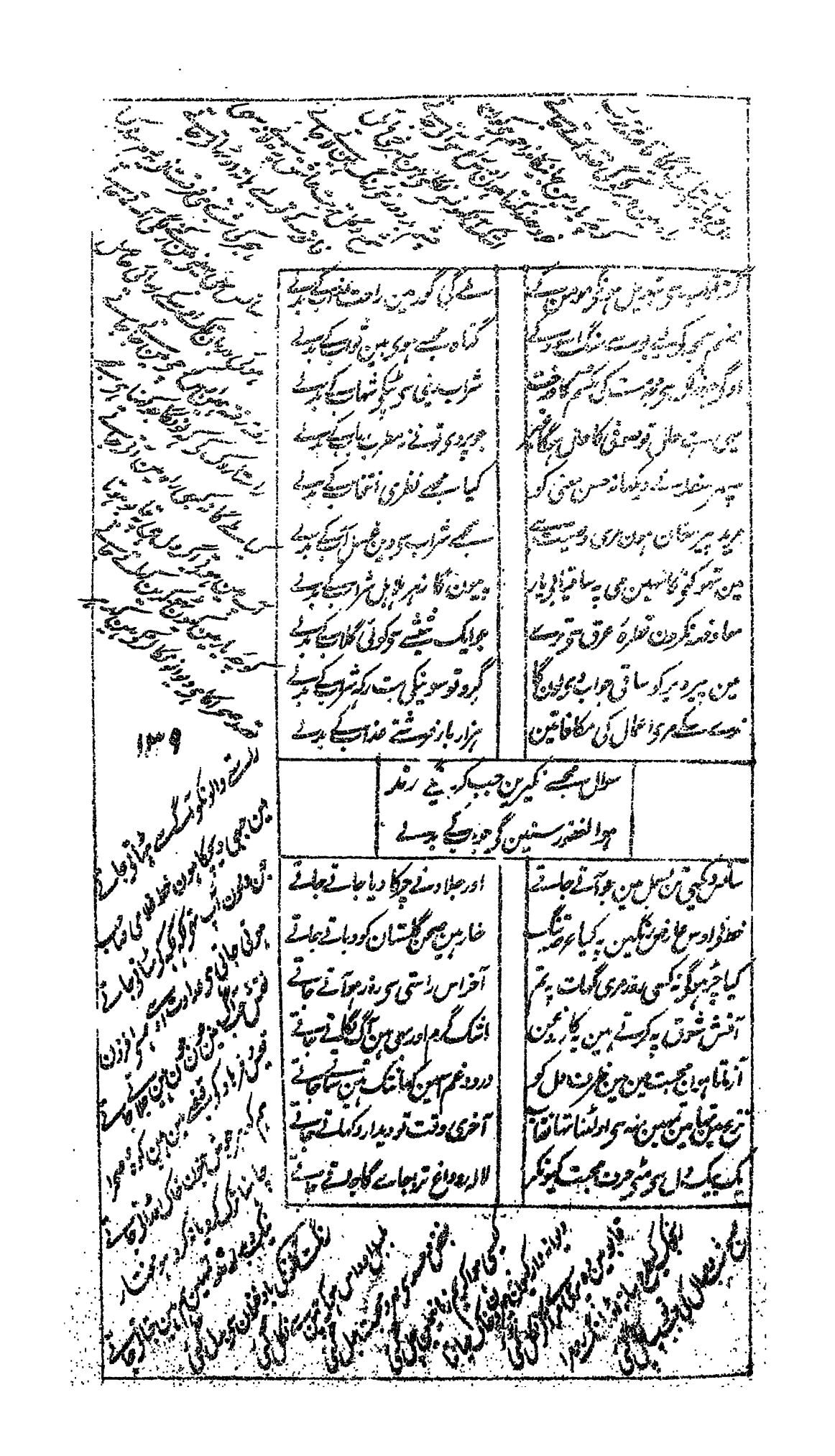

عالم پسند ہو گئی جو بات تمہاری
جو ہاں تم نے بیٹھے بٹھائے یہ کیا کی

رونق شباب کی ہے کہ شب ماہ کی ہے
صورت سے ماہ کی ہے کہ ماہ شب کی ہے

اب دیکھیں مژدہ کا دل ہو غش دور ہو گیا
وہ پھانس جو جگر میں تھی اب نکل گئی

سنتے ہی تیرے آنے کی یاد آ گئی مجھے
اور نیند جو کہ آنکھ سے مدت سے ٹل گئی

وقت سحر جو یاد تیرے وہ خوش آ گیا
ثابت ہوا کہ رات بلا سر سے ٹل گئی

یاد آ گئی جو جنبش ابروئے یار کی
بیساختہ چھری ہی گلے پر چل گئی

یار سب کچھ ہے تو وہ ہے ہی آپ ہے
مطلب ہر دو جہاں سے مراد بر آئے

جب نکل کر رتبہ آگے تری خار کا ہے
کیونکر دیدۂ مہر ترا گلگوں قبا نہ ہے

ہرگز نہ رکھ تمنا ہے ریاست کی جیسا تو
خلعت سمجھ کفن کی اگر تیرے ہاتھ آئے

کر دیکھ رہنے سہنے کی بھی شے ہے
کانٹوں میں پڑ کے ہو نہ درستی نہ راستے

جیسا ہمیں دیا ہے ترا ہجر ویسا وصل
اب موت آئے یا مجھے عیسیٰ جلا کے

کنعاں ہے تا بہ کہ یا اس نواح میں
طفل حسین کہیں کوئی یوسف بنا کے

لازم ہے ہر ستم کے لیے کبر اور غرور
پتھر محبت نہیں جو نہ شاں ہو ادا سے

رہتے ہے آشیانہ و گل کی خبر نہیں
پوچھوں چمن کا حال جو باد صبا سے

سر پٹخا یا ملا کیا ہر حسین سے
کیا طالع رسا ترے زلف رسا سے

بڑھ جاوے اتنا تیرگی کی طرح سے
اور تری ہو قبا جو باتوں کی تیری حنا سے

مرتا ہوں ہجر یار میں کہ سانا لگی ہے
وہ درد دے ہو جس کی نہ جس کی دوا سے

ہو برخلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھ سے خاک دل مرا ادھیا سے

بت کریں آزو خدائی کی — شان ہے تیری کبریائی کی
ناتمامی ہے نارسائی کی — طالع بد نے نارسائی کی
یار رستے سے پھر گیا آکر — بخت برگشتہ نے برائی کی
جز خزاں کی ہیں جھلیاں پانچے — اور انگلیاں ہیں حنائی کی
جو لیوں میں ملے بیوفا سے ہیں — رسم اوٹھ جاوے آشنائی کی
موت آجاوے قید میں صیاد — آرزو ہو اگر رہائی کی
لب لعلیں کی گر صفت لکھوں — مرچ رنگت ہو دوشنائی کی
تیرے کوچے میں بادشاہوں نے — سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
نہ ملا یار اتسلسل اشک — سمرنین یار کی کلائی کی
رنگ تا تک کہیں بدن پہ نہیں — انتہا ہو گئی صفائی کی
دیکھ اوس منہ کو گر واعظ — قلعی کھل جاوے پارسائی کی
خاک ہو کر نکالا اوس کا غبار — اور صورت نہ تھی صفائی کی
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے — خضر نے کس کی رہنمائی کی
وہم ہے یا سمن عذاروں میں — گوری گوری تری کلائی کی
کاسہ زانو کا جام جم ہے مرا — سیر کرتا ہوں میں خدائی کی
خط کو مسند دو سکے آج اوس گل نے — گھٹن جس کی صفائی کی

چہرہ رنگین دیکھا کر رنگ گل کو کیا کیجے
دل تصویر دیدہ تری اک نقش حیرت ہے
پہ سیکھے طوطیان ہند چینی بولنا تجھ سے
نقش زیر سے کیجے تصور صورت جانا
کیا تکلف ہے گر تنہی ہی کا آگہ کن
اوس لب لعلین پہ قربان کیجیے جانوں کو
سرمہ لیجا ناہنین ہنکو اوٹھا کر زیر خاک
کچھ اثر باقی رہے سرگشتگی کا بعد مرگ
دلوا جوش خجلت کی گر ابھی دیکھا ہے
اس خرابے مین اصلا جو نہ ابھی جیا ہے
وصل مین تا چند بیٹھی رہی یا بند حیا
شوق سے صادق ہے باہر جان بھروں کیجے

مبتدی ہم کر چہ شاگرد ان آتش مین ہین لیکن
سخن کی ہوش اوڑین سیدا وہ مضمون سیجے

چینی او ہروش بحکو نہ دہانی چاہیے
سبز ہو جائی یہ روی زعفرانی چاہیے
موی سر کرنی لگین تن پر گرانی چاہیے
رات کیون کہوتا ہی ای یعقوب نور چشم کو
منکشف ہیر ہو شبکو فروغ شمع سے
گر یہی ہردم کا ضبط نالہ ہای گرم ہے

چاند کہکر ہے وہ پتہ آسمانی چاہیے
رنگ لائی کچہ شراب ارغوانی چاہیے
اب دکہائی زور اپنا ناتوانی چاہیے
پہر لیگا آکی یوسف زعفرانی چاہیے
نام روشن کرنیکو آتش زبانی چاہیے
پہونکدی قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

قمر ہے بسمل ہو کیا ہو تو اور تڑپ جور — جن ہو انسان ہیں نہ فلک تیرا ثانی چاہیے
وہ بھی ہو شوق ہم کو عشق ہیں ہم شکل ہمارے — پیر کر دو طفل کہ تیری جوانی چاہیے
پاؤں پر تو ہی چمک کر نہ ہو ظلمت سے — بار اللہ کچھ نہاں ناتوانی چاہیے
جان جہاں یا تو فنا ہی ہو جز انجام ہو — شوخ ہو طفل ہے بھی جز دم الی چاہیے
دامنت کشتہ اہل عالم کو ترش روئی کرو — ہو شہد میوۂ تری شیریں دہانی چاہیے

بار بار سینے پسینے میں بہا جاتا ہے دور نہ
تیغ ابرو کا کرو ہو جاتے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہے — ہر بند آہ صورت طوبا بلند ہے
بوٹا سا ہے نہ پست نہ اتنا بلند ہے — کچھ شاخ گل ہے وہ قد رعنا بلند ہے
گو خاکسار خلق ہیں رتبا بلند ہے — سید ہیں خاندان ہمارا بلند ہے
کیا پست حوصلہ قزلباش کی رسائی ہو تم کلاہ — واصف ہوں میں دماغ تمہارا بلند ہے
یارب تو پار کیجیو بیڑا بحق نوح — پل سے بھی آب موجہ دریا بلند ہے
کیا آشیانہ پھونک دیا باغبان نے — جو دود آہ بلبل شیدا بلند ہے
دو رات آہ میں کھینچتا ہوں جس کی یاد میں — قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے
قمری بحق مجھ سے ابھی اڑ گئی ہے لے — شمشاد سی تری وہ سراپا بلند ہے
نرگس کی پھول آنکھیں ہیں لیکن وہ نیچی ہیں — گل ہو ہی شاخ نرگس شہلا بلند ہے
جلتا ہوں عزر عشق سے خاموش مثل شمع — ہے میری لب پہ آہ نہ نالا بلند ہے
کرتا ہی سوار کو تری نیزہ بازیاں — بالفعل غبار دہن صحرا بلند ہے
چالی ٹبین کو مہر نگہت میں ترے — اک شعلہ جانبخش مسیحا بلند ہے

۱۴۹۳

خیال آگیا رخ کا تصور خط میں
کھل گیا بستہ مجکو خط کے بدلے

کیا ہو عیش نو میرا دشمنی ایذا کرون
عشم فراق تو وصل بد کیسے

شب وصال میں کہیں مدعا ادا ہوتے
لڑ بیان رہین اس میں کہ ادا کرے کیسے

فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہون ہرگز
کنوئین میں لاش کو کودنا فضا کرے کیسے

اس انتظار سے جب جاون کاش آجائے
پیام مرگ ہی مکتوب الیہ کے بدلے

بہرا یا غیر دون ہی اوس طفل شوخ تو اسے رشک
لڑا پیادہ دون سے اک نے سوار کے بدلے

ادھا ہو پردہ فقط اک نقاب باقی ہے
ابھی مزاج مین کچھ کچھ حجاب باقی ہو

ہوا ہو پیر تجھے الفت کا حوصلہ اودل
کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہو

چٹا نہین ابھی سرشتہ عشق کا کل کا
ہنوز سلسلہ پیچ و تاب باقی ہے

ہزار شکر جٹے قیل و قال دنیا سے
فقط نھد کا سوال و جواب باقی ہو

ابھی خیال زمھ دونگا عشقبازی کا
ابھی ہین بولہوسیتک شباب باقی ہو

پلا دی بادہ کشو نکو ادھا نہ کر ساقی
صراحی مین کئی ساغر شراب باقی ہو

حلال کر دہ کہتا ہے اپنی بسمل سے
تڑپ لا اور اگر اضطراب باقی ہو

جو تکرا تا ہو جلد آو دیکھ لون صورت
فقط دم آنکھو نمین مثل حباب باقی ہو

وہ بادہ نوش ہون باقی بخاونگا تب تک
کباب سیخ پہ خم مین شراب باقی ہے

ابھی تو خوب سے برسے ہین میکدہ پہ سحاب
چڑھا جام ہوای شراب باقی ہے

وصال یار ہو کیا بے تکلفی سے رند
مجھے لحاظ ہے اوسکو حجاب باقی ہو

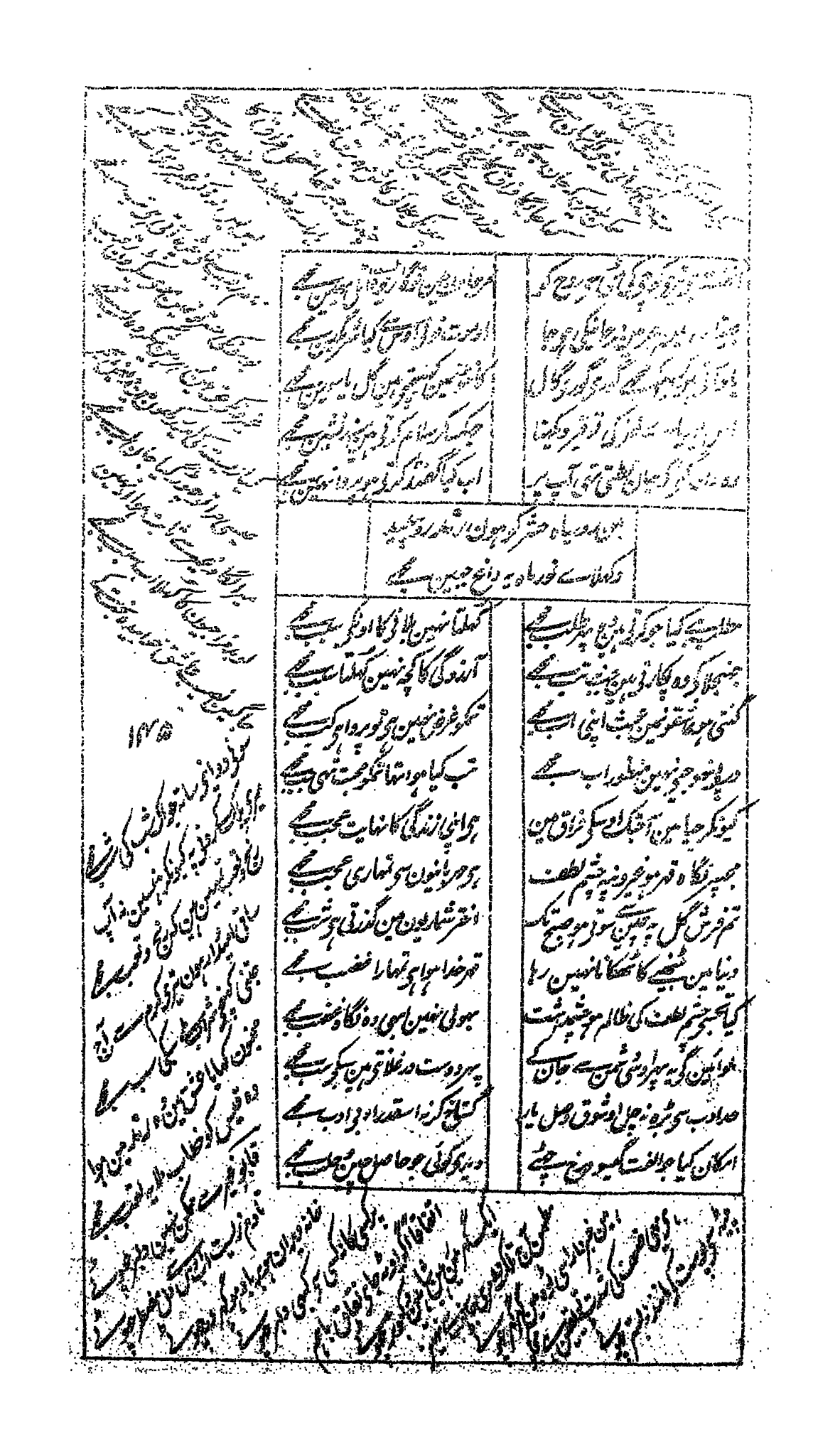

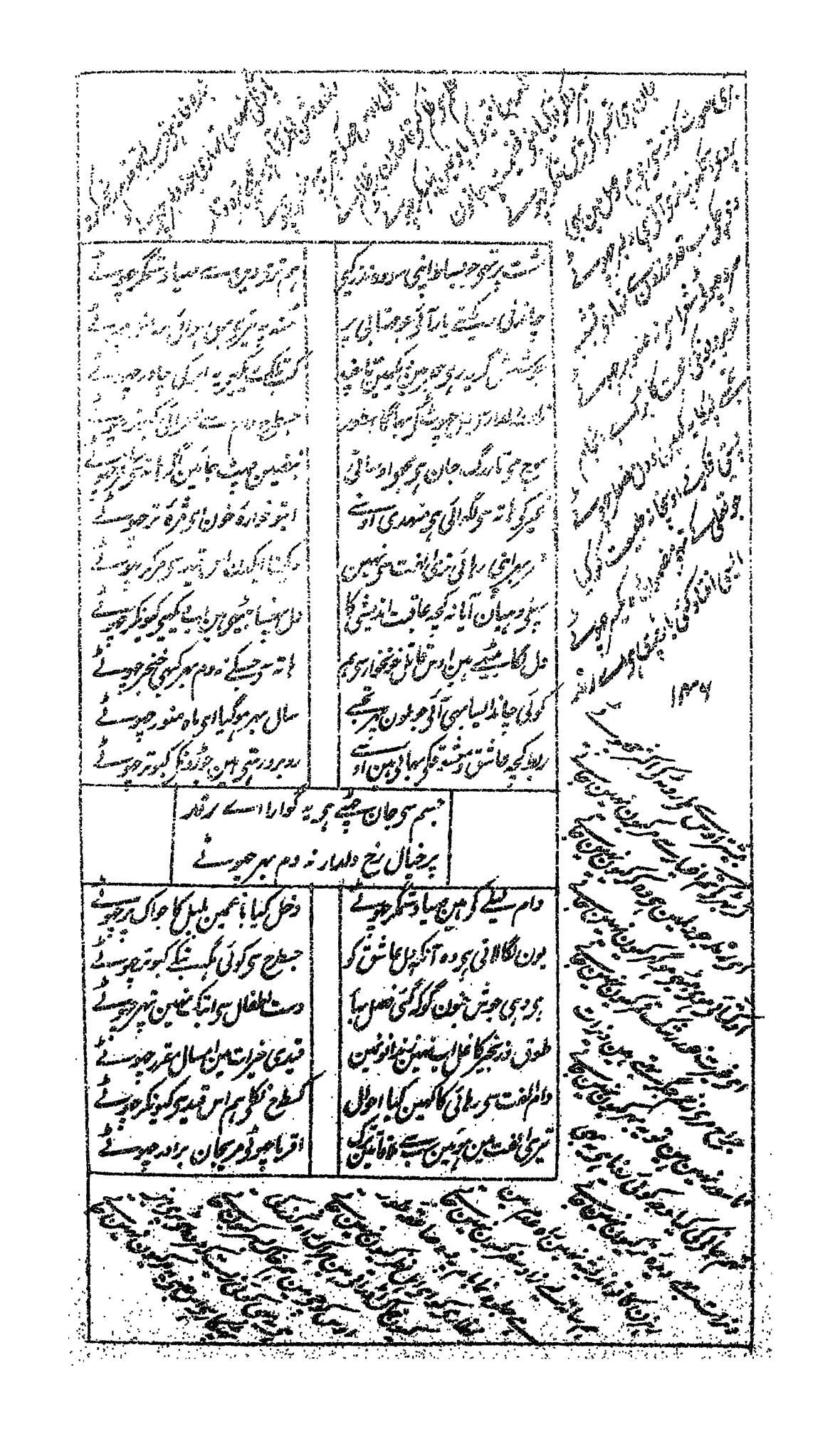

کیا ابکی دوا میں بھی ہیچ جاسکینگے اور رند
دعوی مری فنا کا مسیحا نہیں رہا

راہ کیا شکر ہے ہجرت کی شباہت کیسی
آپ تو کیسا ہو صانع ترے صنعت کیسی

دیکھتے ہی نہیں تم چشم پر امید کی طرف
پیار کیسا ہو ہر سچان یہ الفت کیسی

کون عاشق ہو ترا بار محبت کیسی
اتنی بے یاد نہیں تجھی تری صورت کیسی

ہجر میں میری تمنا ہی ہو ہر لمحہ فزوں
آج بھر کی ہی تپ ہجر ہو شدت کیسی

رکھ کے پہلو میں نکالا ہے جو تیری کس نے
سانس لینے کی بھی طاقت نہیں فرصت کیسی

جو سبب دشمن جانی وہ ہوا ہے میرا
نبض تک دیکھ کے بھی اس نے عداوت کیسی

ٹال جاتی تھی جو ہنس میں ہی طرح دیتا تھا
در گذر اب نہیں کرتی تو مروت کیسی

ہل سکے پانی نہیں پی سکتا ہوں کیا ہا کیسا
سلب کی عارضہ ہجر نے طاقت کیسی

کیوں نہ ہوں مستحق لطف و مدارا کرم
کی ہو سرکار میں بندے نے رفاقت کیسی

تم جو تسکین کے پکارو سر محفل مجکو
فخر ہو جائے مری واسطے ذلت کیسی

مشکل جسکی تمنا میں ہزاروں نقشے
کھینچی تصویر یہ ہو صانع قدرت کیسی

تم نہ ہی چندی میں ہے چاند کو گھر پر آؤ
دیکھو درگاہ میں ہوتی ہے زیارت کیسی

مجھے مانگی تو کبھی وہ شہ خوبی اسے رند
جان تک دیدوں اسی حشمت و دولت کیسی

تنگ آیا ہوں ترے جور کی بیداد گری سے
اور بجھاؤں نگاہ اب تو کسی بے سپری سے

قاصد تو جواب ایک مری خط کا نہ لایا
در گذر میں نہ آیا تری نامہ بری سے

بچہ جاؤں کبھی دم میں اگر میں تو عجب کیا
بدتر ہے مرا حال جو اغ سحری سے

سارا ہوں مضمحل عرق نیسیاں میں ہوں — ذکر تری صحبت مسیحا دل گذار جانے دے

سلاح ہے تیغ تیر کیا ہے ہر ہر مژہ ہے — ہر ہر بن مو میں چشم خونخوار جانے دے

ہر سو کرے ہے نظر بہ چشم طرفداری کو روئے لیلیٰ — ذکر ترا کوہکن کو چشمے بگو ہموار جانے دے

ہر اہ ہجر یکساں عشق پر غم و ستم کرنا — ذکر یہ بحث حسن ہم نیا رجانے دے

شب ہجر تجھ کو آہ جنون سودا کا کل کی — مبارک تار گریباں تک ہمارا بیکار جانے دے

وہ اپنی زہد پر نازاں ہو میں اپنی کی کہی پر — تو بحث مجھ سے واعظ کچھ بہ تکرار جانے دے

ترا تحفہ حسن ہا تجھ بہ ہزاروں تو ملازم ہیں — نمکخوار قدیمی کو بس اب ہمکار جانے دے

بھلا کیا فائدہ کہ اوں تجھ میں تجھ کو دیکھ کر — یہ بحث ہم سے اسکو کچھ بگڑای یار جانے دے

سنگلاخی ہیں یہ سوز عشق و خوگر نہیں ہیں — نکھا اون ہدایوں کو عزیز استوار جانے دے

پہنچی حشر کو دن مظلمی میں خوں ناحق کے — ہمارے قتل سے باز آ تو ار خونخوار جانے دے

نگہبانی اگر کی عمر ہے زندگی باقی — نکر شرمندہ مسیحی ال بیمار جانے دے

مثال تیر سیدھا تیرا ہی تصور پر ہیچوں — جو راہ راست پر یہ ہیچ کجرفتار جانے دے

نگاہ شیر ہے ظاہر ہوا یہ نسخہ محکم نفرت ہے — نکر یہ چاپلوسی مجھ سے اے عیار جانے دے

نہ ان میں محبت دیکھ دل بازار الفت میں
یہ سودا جنس دیگر ہے بہ بسیار جانے دے

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے — پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے

پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر — پھر پہننے پڑے زنار خدا خیر کرے

ٹوپی پھر گوشۂ ابرو سی بنائی اوسنے — پھر کھنچی میان سی تلوار خدا خیر کرے

عیش پھر اوٹھنے لگی پھر آ دو کہ ذوق میرا — پھر کرے ہا دل بیمار خدا خیر کرے

مستعرِ قطعات

یاد ہے شادی میں تیری سارے بیگانے کا
مضمحل ہونا ہمیں تیری ذات کا

مضمحل ہونا ہمیں تیری ذات کا
بہر سجدہ ہی موحد نے سنا ہے ذات کا

بہر سجدہ ہی موحد نے سنا ہے ذات کا
ثابت ہو جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

ثابت ہو جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

ولہ

علم ہے کس کو دنیا میں آکر ہے جہاں کیا
خدا شاہد ہے وحدت بے نشاں کیا کہاں دھواں کہاں

خوب

مٹ جاتی ہے فضا کہیں نہ خرچ حساب کا
منہ اسطرف کو پھر بھی چلے آفتاب کا

ولہ

دیکھکر افتاد کی سب نے عزیز دل کیا
خاک ہو کر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا

اہل ایمان کی نہو بعد فنا مٹی خراب
کب کسی نے مردہ مومن کو گل و مل کیا

ولہ

کیا مذکور اوسکے سامنے جب خط کا کاکل کا
بہلایا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

ولہ

اک پری پیکر کا پھر دیوانہ دشدا کیا
پوچھتے کیا ہو شب فرقت میں تجھ نے کیا کیا

پھر نخجب میں مجھکو ڈالا ہے دل نے کیا کیا
رات بھر بکا کیا میں اڑیاں گڑا کیا

ولہ

یہاں سے بلبل شیدا تو آشیانہ اوٹھا
چمن سے تیری مقدر کا آب و دانہ اوٹھا

ولہ

آج درس عشق کو ہمکنار کیا | غرض اپنے بیخودی نے پیار کیا

ولہ

دیکھ کر آپکا پیمبر حرم اپنا | آستینمین تو نے صبیحے صنم اپنا

ولہ

خضر ان پیاہ رہ جانفزا گذر کیا | اچھا ہوا عذاب کنارہ سفر کیا

ولہ

کفر ہم جسکو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا | جسپہ پرستی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا
اب بھی آجا رحم صورت تسمین کہلاتی ہو | دم کوئی دم کو مرا مرنا مرے جان نکلا

ولہ

دل مبتلاے گیسو خمدار ہو گیا | یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا
دق کا فراق یار مین آزار ہو گیا | صبیحی تو اپنے چشمے مین بیمار ہو گیا
رویا جو پھوٹ پھوٹ کر شوق جمال مین | انہا تمہارا طالب دیدار ہو گیا
مرنے کے پہلے تھے وہ عشق سے بچے | کیون زندہ پھر تمہین وہی آزار ہو گیا

ولہ

پایا کون و مکان مین تو وہ مکان پہونچا | تری تلاش مین بھی کہان کہان پہونچا

ولہ

کچھ زیادہ ہے قلق اور بیقراری کل سے آج | ہو نہ ہو غیر ہے حال بیماری کل سے آج

ولہ

ہو گیا فطارہ گل مین مرا نقصان صریح | کھینچکر بیمار ہی بلبل نے مرا دامان صریح

پھر ہوئی ہے یاد وہ غارہ نکو جاتی ہے سیر باغ
آؤ بھی آمادہ ہو شتابی برای سیر باغ
قمریو نے ہے سرو گل بانگ کا گانا منظور رتا
اب کہاں ای رشک گلشن میرا ای سیر باغ

وله

نہور زبان انہی سوال سے ہے واقف
جہین نہو عرق انفعال سے واقف
خدا کرے نہ تمہین ہو ی حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

وله

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق
خط ہی کیے کہو اوس سے زبانی ہمارا شوق

وله

دلکھولی ہے تا ہی محبوب جہان ایک نے ایک
ل جی رہتا ہی مجھ آفت جان ایک نے ایک

وله

پیدا جو آئینے مین بھی ہوتی صفائی دل
سینے مین اپنے رکھتا سکندر بجائی دل

وله

کیہہ کرتے ہو جن لوگونکی خاطر داریان
خوش نہین آتی ہین بہ یکو یہ ظاہر داریان

وله

بغیر یار کے لعنت ہی دکباب نہین
پیالہ زہر کا ہے ساغر شراب نہین
وہ حضور کو نسا ہی جو کہ انتخاب نہین
کمر کا مثل دہن کا تری جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی
غضب ہے کا ہی کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پروانہ کر تو حاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندہ من پر
مراد پر ہے ترا عالم شباب نہین

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ولہ

اسنے جو شوخی سے [illegible] یہ ہے	[illegible] کیا پاؤں لگا [illegible]

ولہ

رخ کو تو سپیدہ صبح [illegible]	ایسی ہی صورت کو [illegible] کرتے ہیں

ولہ

بہار آئی جوانان چمن کو کیا [illegible]	[illegible]
[illegible] بادہ خوری [illegible]	[illegible]

ولہ

[illegible] قتل کر [illegible] ستمگر [illegible] جاؤ	گلے پہ [illegible] خنجر [illegible] جاؤ

ولہ

کسی میں یہ صورت [illegible] نہیں ہے	سبب کیا جو [illegible] نہیں ہے

ولہ

ہوس [illegible] گر کوئی جا آؤ	[illegible] آشنا [illegible] آؤ
دل نہیں [illegible] بات [illegible]	[illegible] بات [illegible] آؤ

ولہ

152

[illegible]

۱۵۳

وله

وله

وله

وله

وله

وله

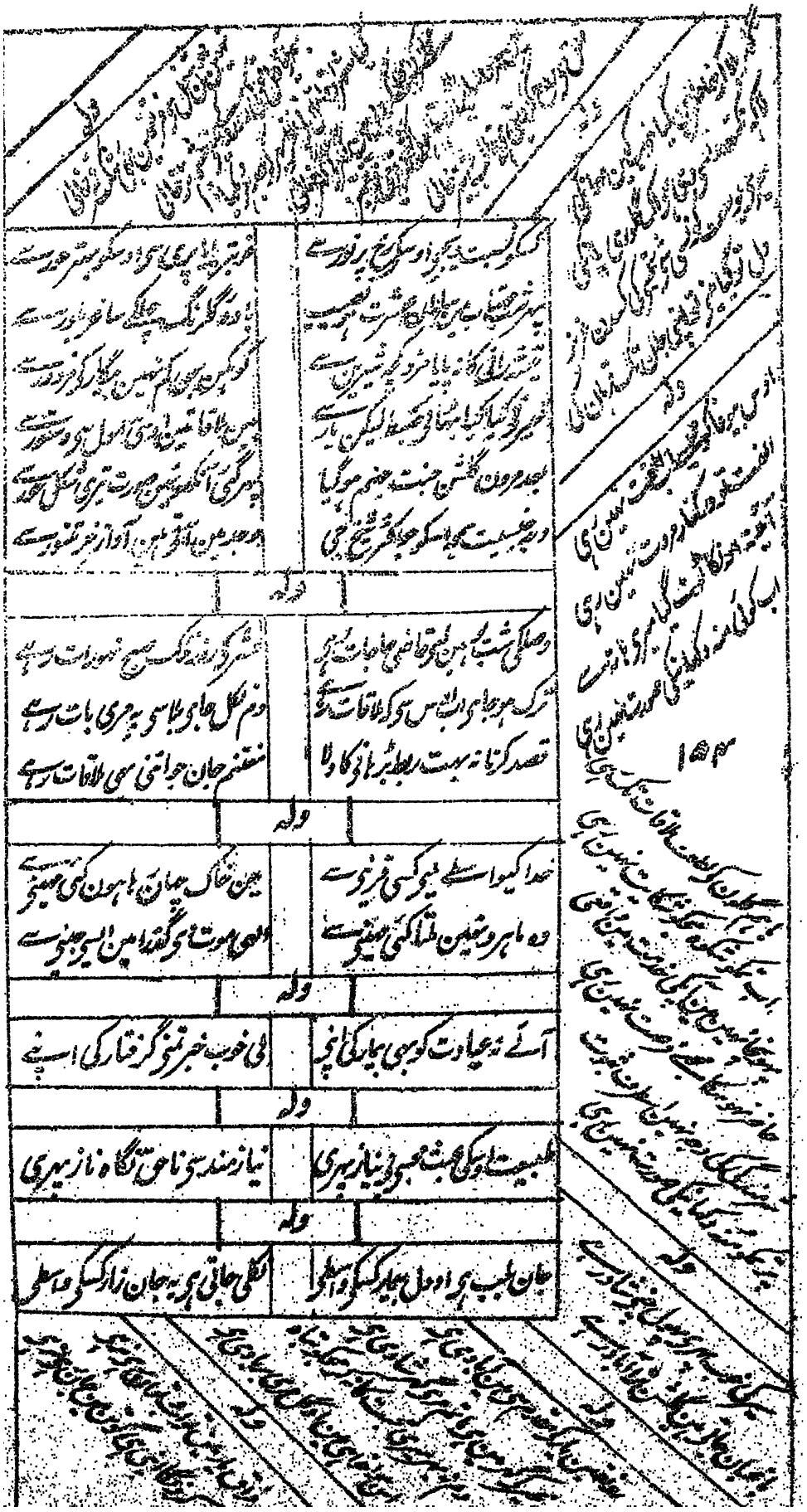

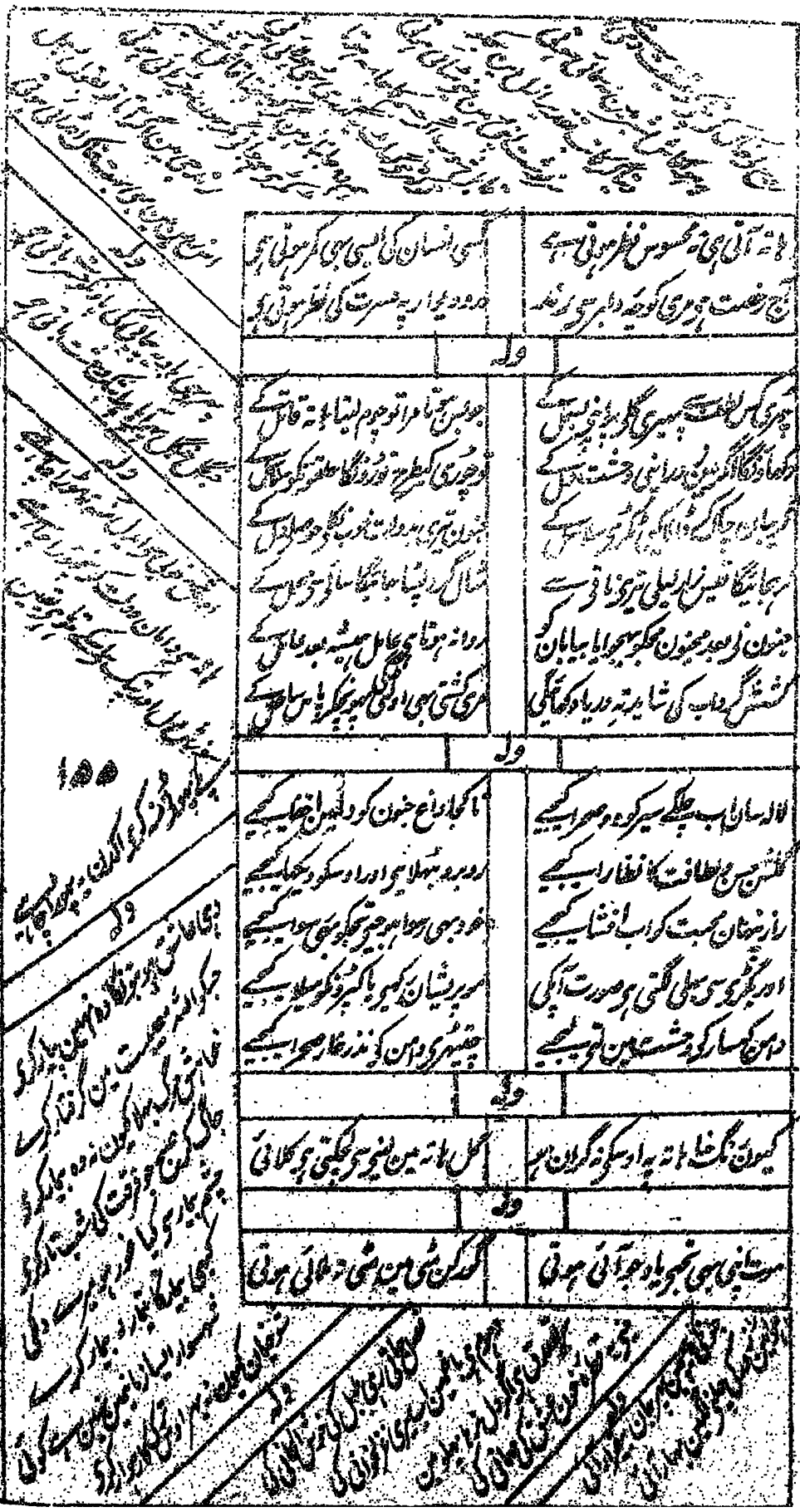

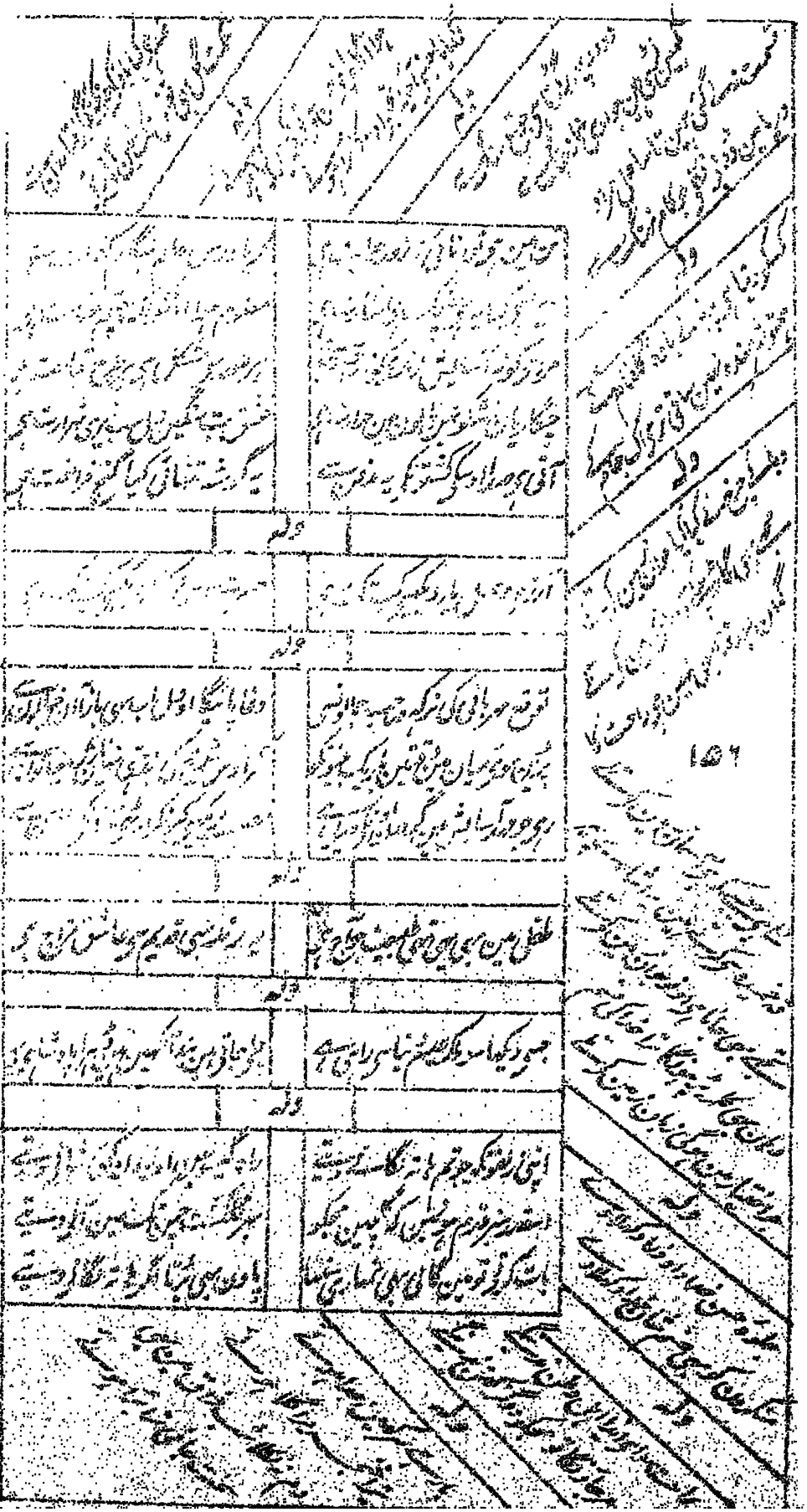

۱۲۰

اوس کو چپی سی کب اہل زمین چلتی ہے
اک کائی ہوی ہے دراہ حسین چلتی ہے

پر نوحہ بھی ہم لوگون مین کہین چلتی ہے
درسی نی کی کل کی نہین چلتی ہے

۱۲۱

دم ہند مین اس سانپ کی بارہی کہی ہے

اب ربط لوگون سے رہ ملاقات ہی نہین
وہ چین جبین صاف وہ بی رنجش کی سلوٹین

اس ماجری پہ رندہ کہے آگاہ ہو تم بھی
پر شوق سی کیا اوس بت عیار پہ گزری

۱۲۲

جھوٹی تمہین ہم جو اشاری کی ہے دن کی

۱۲۳

مسدس بسوسوم ہا غفانہ بمجنتا

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین
ہر دن آکہ سان محو تماشا تھا مین

لیلہ لیلا زلف چلیپا تھا مین
کو بکو شہر مین تیری لی رسوا تھا مین

اگر زمانہ ترا عاشق بھی بتلاتا تھا
اونگلیان اوسنی تمین جب ہاوسی جاتا تھا

۱۲۴

مدتون جنبل مست گل بہ غبار رہا
سالہا سال تپ ہجر سی بیمار رہا

چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا
سحر مین نرگس جادو کی گرفتار رہا

بنجو وسی تیری لی آہ مہر رہتی تھی
دو دو دن تک سو باکی زنجیر رہتی تھی

۱۲۵

آتش ضبط سی دن رات جگر پکتا تھا
سال دل اپنا کسی سی مین نہ کہہ سکتا تھا

یا دو آنسو ہی خسارہ مین اک سکتا تھا
ہو کی شش در مین کبھی چار طرف تکتا تھا

گاہ بیگاہ کو مجی بات کی تو اس سی بیشک
دن کی پوچہی جو کسی نی تو بتا تی شب کی

۱۲۶

یکایک چیخ مارے گا تو مان کسی کا کہنا	یاد آئیگی یہ باتیں تجھے جب ہوگی رسوائی
آنکھیں کھل جائینگی نشہ اور اتر جائیگا	اٹھ بیٹھیں گی کہیں گا کر کرتی کہتا تھا

	جہاں اندیشہ کرنا وہاں نہ ہوشیار ہونا تو
	نہ ہونا تجھ سا ہونا ہے تو ہونا ہے تو

سنا تھا پند و نصیحت نہیں کرتی کچھ اثر	سن ہو رہ جاتا تھا ایک ایک کی باتیں سنکر
عشقبازی کی کہانی ہوئی جو چھڑی تمام سر	جسکو دیکھا یہی قصہ تھا یہی رونا تھا

	میں کہاں خواب کہاں عشق کہاں کام کہاں
	جسکا دل ہی نہ رہا اسکے لئے آرام کہاں

رشک کہتا تھا تجھے جب تنہا جاتے دیکھا	حور آتی تھی نظر جو کوئی انسان دیکھا
جو نہ دیکھا تھا کسی کو کسی عنوان دیکھا	جب سے دیکھا یہ کیا خواب پریشان دیکھا

	دل کس طرح سے اوس شوخ ستمگر کا ہو
	نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گھر کا ہو

ڈھونڈتا اوس گل رعنا کو کہاں جاؤنگا میں	آداب اپنا گلا کاٹ کر جاؤنگا میں
وہ تو گذرا نہ ادھر ہی سے گذر جاؤنگا میں	عشقبازی میں بھلا نام تو کر جاؤنگا میں

	شمع و گل گور پہ شاید وہ پڑھانے آئے
	پھینکنے روز جو خار کو اٹھانے آئے

دن تو ہو جاتا تھا ہر طرح چل پھر کر بسر	ملاقی تھی آفت تازہ شب فرقت دل پر
مرثی شام تو چھا جاتی تھی ہر سمت سے پھر	روز کرتا تھا شب ہجر کی مرثیہ کے سحر

جفا باقی وفا نہ اوفی ہی ہی ہی ہجر نہ بجا
یہ کیا ہی ہوئی یاری مجھ غش سا آیا

ہے
ہو گیا سینہ مرا خون پہ زخموں سے گلستاں
بر و اطراف کا ہر خار ہوا نخلِ بیشاں

دیر کیا بعد طبیعت ہوئی ہی اجبار بجاں
دل مشتاق ہوا زیر و زبر جوں ہی جاں

کچھ تسلی ہوئی کم ہوا لیکن رنج و ملال
جان بھر کر وہ چند ہر اوقاتی ہی

ہے
صبا یار کا دے پیغام ہر یکبار ہوئے
قول و اقرار ہوئے وصل کے سامان ہوئے

شکر صد شکر ہوئی ہجر کی ایام تمام
زندگانی کی ہوئی مجھکو امید اکثر

گرچہ آغاز برا تھا پہ ہوا خیر انجام
صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

ہے
لائی تشریف مری گھر میں سراپا ناز کیا
ہر تصور میں تھا جیسے وہ انداز کیا

آتی ہی ڈالدیا ہاتھ گلے میں میرے
خوب سا رو دی ہی سینہ پہ گلے مل کے

دامنِ انجل ہی مری آنکھوں کا آنسو پونچھے
منہ نہ دیکھو ہی دیر تک کتنی ہے

ہے
رنج ہتا ہی نہ رونا مجھکو مری سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو مجھکو مری سر کی قسم

جشن شادی کا ہی ہنگام نکر حال تباہ
ہو فلک دشمن مسرور میں ہارے خواہ

مجکو بھی رنج جدائی تھا نہایت واللہ
عالم الغیب ہی جان دلکا تھا گواہ

مجکو یاد نہیں آنیکا تو کیا وقت ہے
جو مری دلیہ گذرتی ہی خدا واقف ہے

۱۹۱۳

جشن باقی تھا ترا دل سے بھلا دینا تھا
یہ بھی اچھا ہوا تو نے مجھے بخش دیا

۵

آگیا اسپہ جو بھر نون کا دریا دم گرمشکر
پر دا طرار کا طاہر ہوا خنجر ہیٹ کر

دیر کو بعد طبیعت ہوئی آمادہ بجاں
دل مشتاق تھا اور بس تڑپ جیا ہے جاں

کچھ تسلی ہوئی آکر ہوئی کچھ ریج و ملال
جان بھر کو وہ چند ہوا دوق وصال

۵۵

وہ سیاں یاد وہ پیغام وہ جان ہوسے
قول و اقرار وہ سے وہ مل کا سامان ہوسے

شکر صد شکر ہوئی ہجر کی ایام تمام
گرچہ آغاز برا تھا پہ ہوا نیک انجام

زندگانی کی ہوئی مجکو امید اگھائی
صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام

۵۱

لائی تشریف مری گھر میں سراغراز کیا
جو تصور میں تھا مجھے وہ انداز کیا

آتی ہی ڈالدیا ہاتھ گلے میں میرے
خوب سارو مری ساتھ گلے مل کے

انسو انچل سے مری آنکھوں کے انسو پونچھے
منہ پہ منہ رکھ دیا دیر تک کہتی رہے

۵۲

سچ کہتا ہوں نہ رو مجکو مری سر کی قسم
جان رو رو کے نہ کھو مجکو مری سر کی قسم

جشن شادی کا ہوا ہنگام فکر حال تبا
ہو قلق دشمنوں کو رونمیں ہمارے بدخواہ

مجکو بھی رنج جدائی کا نہایت تھا صدمہ
عالم الغیب مری حالت دلکا تھا گواہ

مجکو باور نہیں آتا کہ کیا وقت ہے
جو مری دیدہ گذرتی ہے خدا واقف ہے

[illegible]

اوسکی بیوائی میں ہم آپ جو مشتاق ہوئے واسطی اپنی ہی پہ نام ہوا اور رسوا ہم ہوئے	[illegible] اس طرح اونسی محبت [illegible]

ہوا معلوم کہ پیدا ہوا [illegible]
بچا وہی [illegible]

واقعی جیسی اسی طور سی ہم پیش آئی چین آرام ہو صاحب کی بدولت پائی	[illegible] تھی [illegible] الفت کی مری دل کو لگا [illegible] زبان پر کوئی گلہ لائی

راحتیں وہ کہ [illegible]
[illegible]

دل مرا ہمیشہ سے تھی مری ہر وقت تمہیں [illegible] او شنی دیتی تھی تم پاس سی تجکو جو ہم	[illegible] تھی سہتی تھی بستر پہ بہم بستر پاؤں کی لیتی تھی مری بالش سر

سینہ پہ رکھ کے [illegible] تھی
دین و دنیا کی [illegible] تھی

عاشقانہ غزلیں بندہ بھی [illegible] ہوا تی تھی پان بھی مری ہی لگائی ہو مجھی خوش آتی تھی	کہتا [illegible] تو تعریف بھی فرمائی تھی اور سبھی ایک گلوری نہ کبھی کھاتی تھی

سر سے [illegible] تھا
[illegible] تھا

یاد ہی لیٹنی سونی کو جو آئی جو رات اور کستی تھی مری ساتھ لپٹ کر سوجا	سر پر ارکھتی تھی بازو پہ مرا کر تکیہ صبح تک یونہی پڑا رہ نہ کروٹ لینا

[illegible]

ولہ

اب چھوڑ دے حجاب کو پروانہ وار آ
مشتاق ہیں وصال کے صورت دکھا مجھے

ولہ

کون راہ پر ہے تو نہ اس کو بتاتا ہے
سب دعا کرتے ہیں جو کام تو فرماتا ہے

ولہ

حضورِ رب میں کس دم دعا نہیں ہوتی
تری جناب میں کب التجا نہیں ہوتی
نصیب تیرے جناب سے نہیں ہوتا
میں وہ مریض ہوں جس کی دوا نہیں ہوتی
مقامِ ضبط کا ہی داد دی شکستِ دلاں
کری جو شیشہ نے یاں آہ صدا نہیں ہوتی
کوئی غریب مگر قافلے سے چھوٹ گیا
جرسِ آج صدائے درا نہیں ہوتی
کدورت آئنے کی دور رہو نہ بے صیقل
صفائی قلب کی بے اتقا نہیں ہوتی
گداز آتشِ غم نے کیا یہ جسم کا حال
جو استخوان کو بھی توڑوں صدا نہیں ہوتی

ولہ

بیخطا ہر ایک کو حکمِ تہ شمشیر ہے
مملکت میں ہا و رو نیکی بڑا اندھیر ہے
ایک سی ہیں مرد اور نامرد اپنی عہد میں
ہر سگ و یوانہ اپنی زعم میں اب شیر ہے
کوئی کافر پوچھنے والا نہیں اس ظلم کا
بے گنہ خونِ مسلماں ہو یہ کیا اندھیر ہے
میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہو نہیں ای کریم
نعمتِ دنیا سے اب میری طبیعت سیر ہے

ولہ

شمیم گیسوئے مشکین یار آ ہی گئی
تنِ حزیں کی بو ایک بار آ ہی گئی

ولہ

۱۵۷

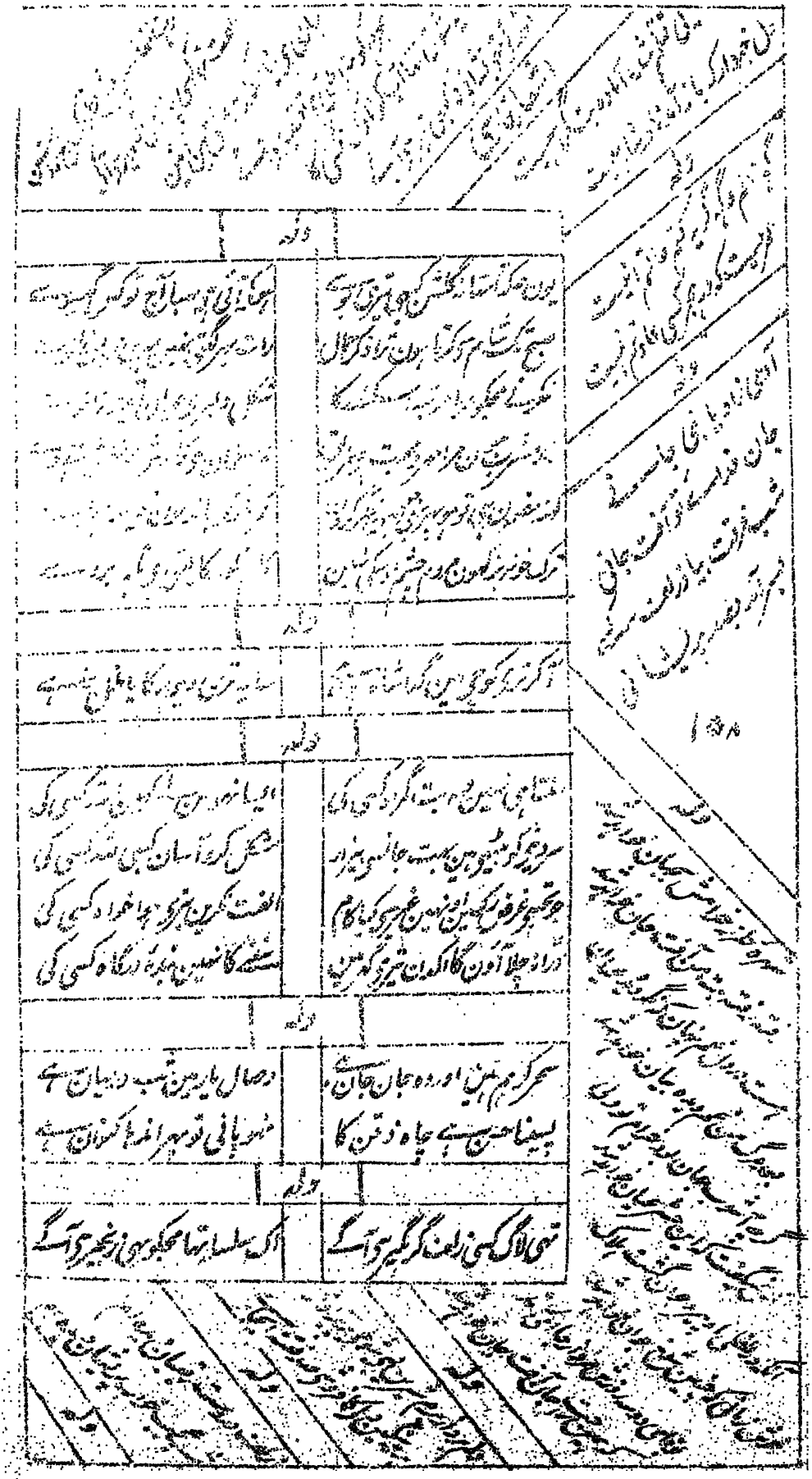

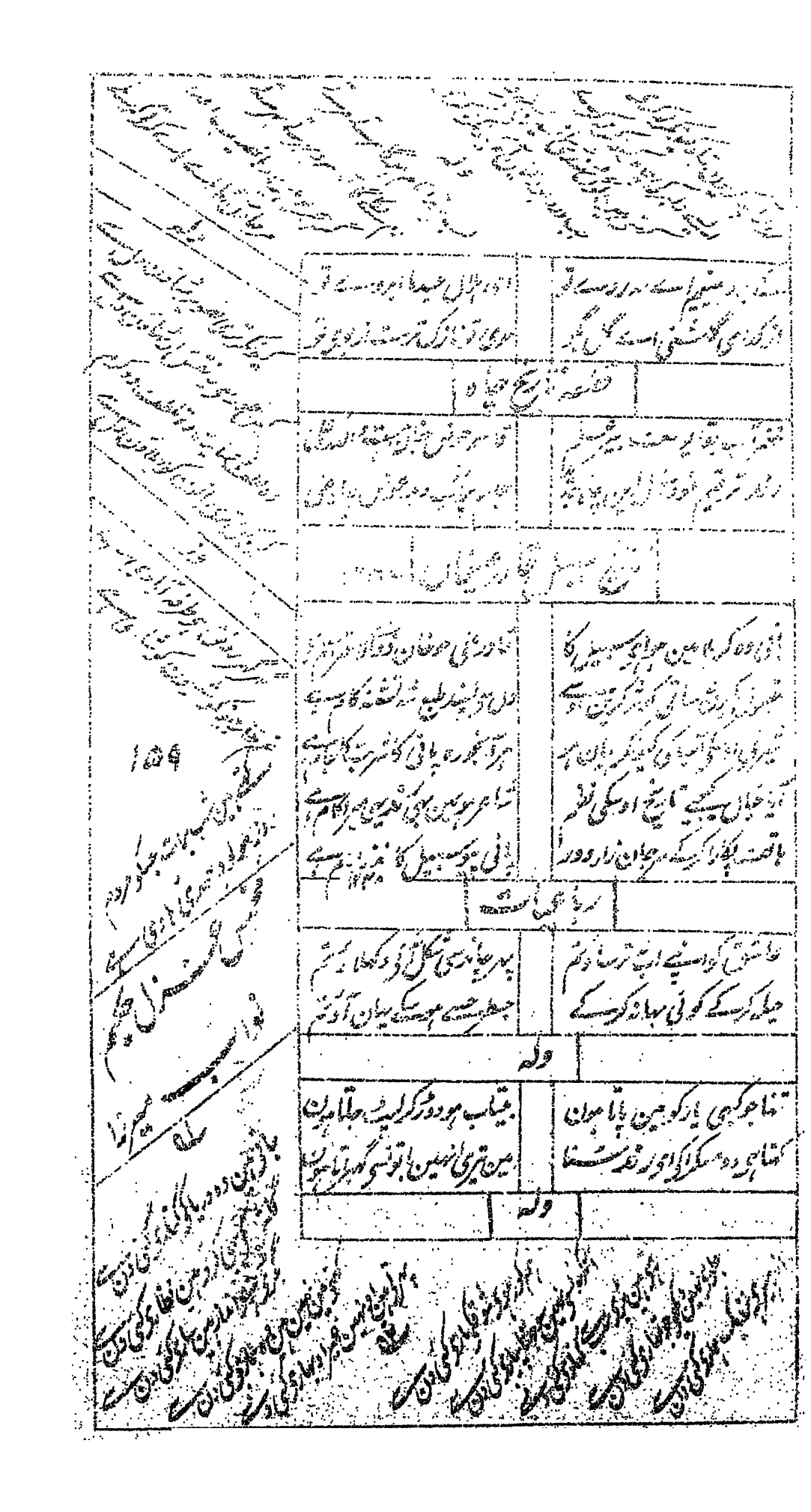

ہے دیکھتے ہیں لب بام کی تماشا — مشتاق گل ہیں ہیں کہ ہری ڈالہ دشمنا
انبوہ سا انبوہ ہے ہنگامہ ہے برپا — عشاق ہی ہیں کوچۂ معشوق ہیں میلا

ع رستہ نہیں ہے پیر کی ماتھے کی شکن سے

کس طرح ہمارا دل بیتاب نہ تڑپے — یہ تھا ہی نہاں چار پہر یار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہماری نہ شکر تھی — پر صبح نکلتا نہیں یہ رات کو گھر سے

ع خورشید کو انداز ہیں سارے کئی دن سے

بس چکی ہی جسے رہو کچھ منہ پہ نہ لاؤ — نظر ہی یہ کسی یار کو دو سیں نہ دکھاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ اب آنکھ نکو چراؤ — ہے جاں ہے تمہیں آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ

ع نگری ہوئی تیر ہیں تمہاری کئی دن سے

عشق نصوں کا نیارا رنگ ہی لایا — اب آپ کو بھی ہنسی لگا اپنا پرایا
لیلیٰ جسے سمجھے تھے وہ مجنوں نظر آیا — آخر مری آہوں نے اثر اپنا دکھایا

ع گھبرائی ہوئی پھرتی ہو بیماری کئی دن سے

آئینہ کی مانند نظر آتے ہو حیران — مٹی ہے نہ کاجل ہے نہ مہندی ہے نہ ہے پان
کنگھی ہے نہ چوٹی ہے نہ نہایت ہو پریشان — کس کشتہ کا کل کار کہا سوگ مریجان

ع کیسو نہیں کیوں تم نے سنوارے کئی دن سے

اشک نظر آتی ہیں اور چشم ہے پرنم — ہر بات میں ہر فعل میں سرد ہے پیہم
کس کے لیے صاحب تو بنایا ہے یہ عالم — کس چاک گریباں کا لیا آپ نے ماتم

ع کپڑے بھی نہیں تم نے اتارے کئی دن سے

شکر اؤ کا ہنگام ہے شکوہ کریں کیونکر — افضال الٰہی ہے کرم اوکے ہیں ہم پر

اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے
۴۳۸ وہیں سر کر دل کو سنبھالو اپنے

سنتے سنتے تری دکھتی ہوئی باتیں ہر بار
بنخدا میرا بھی جی بیٹھ گیا تجھ سے دلدار
بلکہ بالطف ملاقات سمجھ کر بیکار
رفتہ رفتہ تری ملنے سے کیا خود انکار

صدمۂ ترک ملاقات گوارا کر کے
۴۳۹ کیا کروں بیٹھ رہا تجھ سے کنارا کر کے

یہ نکرتا تو مرا جان بھلا کیا کرتا
کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
وصل میں ہجر میں کس طرح گوارا کرتا
تک تا تک ظلم و ستم روز کو دیکھا کرتا

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا دینے
۴۴۰ خار الفت کو تری دل سے نکالا دینے

خود کرا وعیرت نمستاد بھی سمجھایا
کسی ان سرو قدوں نے بھی بھلا پھل پایا
پھول سے رنگ کا تری دہیان جو دل کو آیا
باغ سبز اور زمانے کا اوسے دکھایا

دل لگا جس میں اوسی شغل میں مصروف کیا
۴۴۱ مختصر قصہ تری عشق کو موقوف کیا

کیقلم دل سے مٹی یار محبت تیری
مضطرب اب نہیں کرتی مجھے فرقت تیری
بلکہ یہ یاد نہیں کیسی تھی صورت تیری
کون عاشق ہے کسی باقی ہے الفت تیری

ہمکو تم بھول گئے تم نہیں یاد رہے
۴۴۲ ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تنے بہر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے
مہربانی کی کرم بندی نے فرمایا ہے

مجھے آہ و زاری سے یان کام ہے
مین لیونگر کون تجھو آرام سے ہے

نہین بے اثر ہونی عاشق کی آہ
کریگی اور کریگی دلمین و بسر کے راہ

زبان پر نہ لائے ہو گر حال دل
نہ جانے کوئی تا کہ احوال دل

مگر جی مین خالد ہوگا خیال
وہ محرم یا نکر گیا بے وصال

اٹھاتا تھا اگر جو کہ چین خاک
وہ دیوانہ یان سے گیا دور تاک

مجھے بھی یہی رنج ہے اور ملال
اسی بات کا ہر گھڑی ہے خیال

نہ بیٹھی گھڑی بھر بھی تنہا بہم
عبث وصل سے ہو گئے متہم

رہا ہجر ہی وصل کی رات بھی
نکی شرم ہی اور نہی تو بات بھی

مین ناشاد اک شب نجاتا اگر
نہوتا جدائی کا رنج اس قدر

عبث دل لگا کر غضب مین پڑا
مصیبت مین رنج و تعب مین پڑا

رہا درمیان سر ہی اوسکے حجاب
نہ سرکا دوشالہ کا رخ سے نقاب

تصور یہی دل مین کرتا ہوا
چلا جاتا تھا آہین بھرتا ہوا

قلق جیکہ از حد زیادہ ہوا
تو رو رو کے بس اس غزل کو پڑہا

غزل

مجھے اوسکے کوچے سے آنا تھا کیا
گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر مین
یہ کیا ہو گیا مینے جانا تھا کیا

اوسے دوستی جو نہ منظور تھی
تو پہر اپنے گھر مین بلانا تھا کیا

مرے حال پر گر نہی چشم لطف
تو چپ چپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا

دکھانا تھا پہر جو منہ چاند سا
تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا

رستہ گامری پاس تیرا نشان — گروں گا مین تعویذ حل جز جہان
اور اگر حوصلہ فرقت مین گھبراؤنگا — اوسی لاکہ کر کے کچھ کہا دونگا
یہ نامہ لکہا فرخ آباد مین — بہرین حسرت مین جہان ناشاد مین
یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین — قدم اپنا آگے بڑہاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم — تو پہر آن کر دیکہتا ہون قدم
بجا لاؤن گا سب حق بندگی — غلامی کرون گا مین تا زندگی
نہ چہوڑون گا تجکو کسی حال سے — مین قربان ہون جان اور مال سے
جواہر جو تو ہے تو مین جوہری — مین دیوانہ ہون تو اگر ہے پری
اگرچہ نہین تجہپہ ہرگز گمان — کہ ہو غیر کے حال پر مہربان
ولیکن مین مجبور ہون رشک سے — کہ ہے عشق مین بدگمانی ضرور
خبر میرے مرنیکی جب تک نہ پائے — مجہے پیٹے جو اور سی دل لگائے
کہ شاید مین جیتا پہر آیا وہان — ہوی غیر کی بس مین تم میری جان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا — یقین جان لیوت مر جاؤن گا
نہ ہو دیہان میرا رہے آپ کو — نہ سنتا کوئی کچہ کہے آپ کو

یہ خط ہے مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی حمد و جواہر تناشایستہ زیبد روادار کبریا خداوندی و واجب التعظیم جلشانہ

مجنون عشق لیلای سخن از بطن مادر ضمیر آورده بود و با لاخره هوای شاعری در سر افتاد
و اکثر اوقات مراتی و سلام و رباعیات در نخراسی سرلاله و صول الکرمین ابا
عبدالله الحسین منظوم میکرد و تخلص وفا مینمود و میشتر گوهر بی بهای غزلیات
هم به نبان بیان و سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم مرتب نموده بود و
خلیق که در فن مرثیه گوئی محل تامل ندارند شغل شاعری را ترک نموده
سیر و سیاحت را پیشه خود ساخته بود و در اواخر سنه ۱۲۷۴ هجری از
فیض آباد وارد دار الخلافه لکهنؤ گردید از حسن اتفاقات با جناب جامی منظم و کمر همت بر بسته
عالم خلاق المعانی نهنگ بحر سخندانی غواص بحار کمال فاز بهر مستطاب بحر جلال بصیر فی و یار
بلاغت محک عیار فصاحت چکیده قلم اعجاز رقمش را اگر بنظر قلم گویم بجا است و زاوگان
طبع وقادش را اگر یوسف ثانی گویم روا است بلیغ البلغاء افصح الفصحا جناب خواجه
سید علی صاحب متخلص بآتش مدظله العالی لاقات اتفاق افتاد بصد شوق و کمال رغبت
استدعای تلمذ نمود بمجرد لمعه فیض صحبت شان نمود و از خود رفته و با قتضای حسن اخلاق
که بجمیع مرضیه شیوه سلیقه فات بارگاه است عرض او را قبول گردیده از آن روز داخل زمره
شاگردان عقیدت گزین و حلقه بگوشان ارادت آئین گشته استفاده و غزل گوئی از جناب
مغفری الیه حاصل کرده میکنم و تخلص خود را اسم با مسمی یافته حسب ارشاد جناب مشار الیه
قرار داده و اجرای سابقه که مثل یوسف عزیز میان برادران بود بر روی کار آورده بالتمام و کمال
اندام نخست را بآرایش شاگردی جناب مشار الیه آغاز نموده و در سنه ۱۲۷۶ هجری طبع
یابش زدن کرده داخل کلیات ساخته موسوم به گلدسته عشق ساخته التماس
نسخه مصححان نامه آنکه اگر بمقتضای بشری خطائی رفته باشد از دخل بجا بدیده اغماض آن بپردازند و
کریم نقص پذیر خطا از خطا نبود و این خرده بین مرا بدعای خیر یاد فرمایند فقط

دیوان ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس لعل شکر خا کا ہو گیا
ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا مگر جویا حسن کا ہو گیا
راز جب پنہاں نہ تھا ظاہر خدا کا ہو گیا

ہکلہی آخر حضور قلب ہونا ہی کبھی
عرض کرنیں گو جو موقع انتہا کا ہو گیا

خال خط کو عشق میں ہر آن میں عاشق سیکڑوں
سنکھیا کا عالم اس جسد نقرئی کا ہو گیا

کیا اثر پیدا ہو سرد آہ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جسکے شرم حیا کا ہو گیا

اوس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسدم چار
میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے اوبت تجھکو کیا حاصل ہوا
معبت بے امیاں اک بندہ خدا کا ہو گیا

حور کو غمزہ دو جنت میں کیا خوش آئینگے
اور پیر و کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

بت پرستی میں جو آئی اوس بت کافر کی یاد
نالۂ ناقوس میں عالم لگا کا ہو گیا

یاد ایامے کہ مشق توسن میں بھی تھے الفتین
قحط اپنے عہد میں مہر و وفا کا ہو گیا

مالنا منظور تھا ہر چند پہلو ہی سے لے
حیلہ معقول صاحب کر خدا کا ہو گیا

پانچوں اوس شوخ خطا پر جنگلی کودنے لگا
باد پا اوس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا

خار و خس ہوتے ہیں پیدا جسجگہ تھے سرو گل
کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا

ہر یہی عالم نہ ہر بار کا تو دیکھنا
کچھ دلوں میں وہ قد بالا ہوا کا ہو گیا

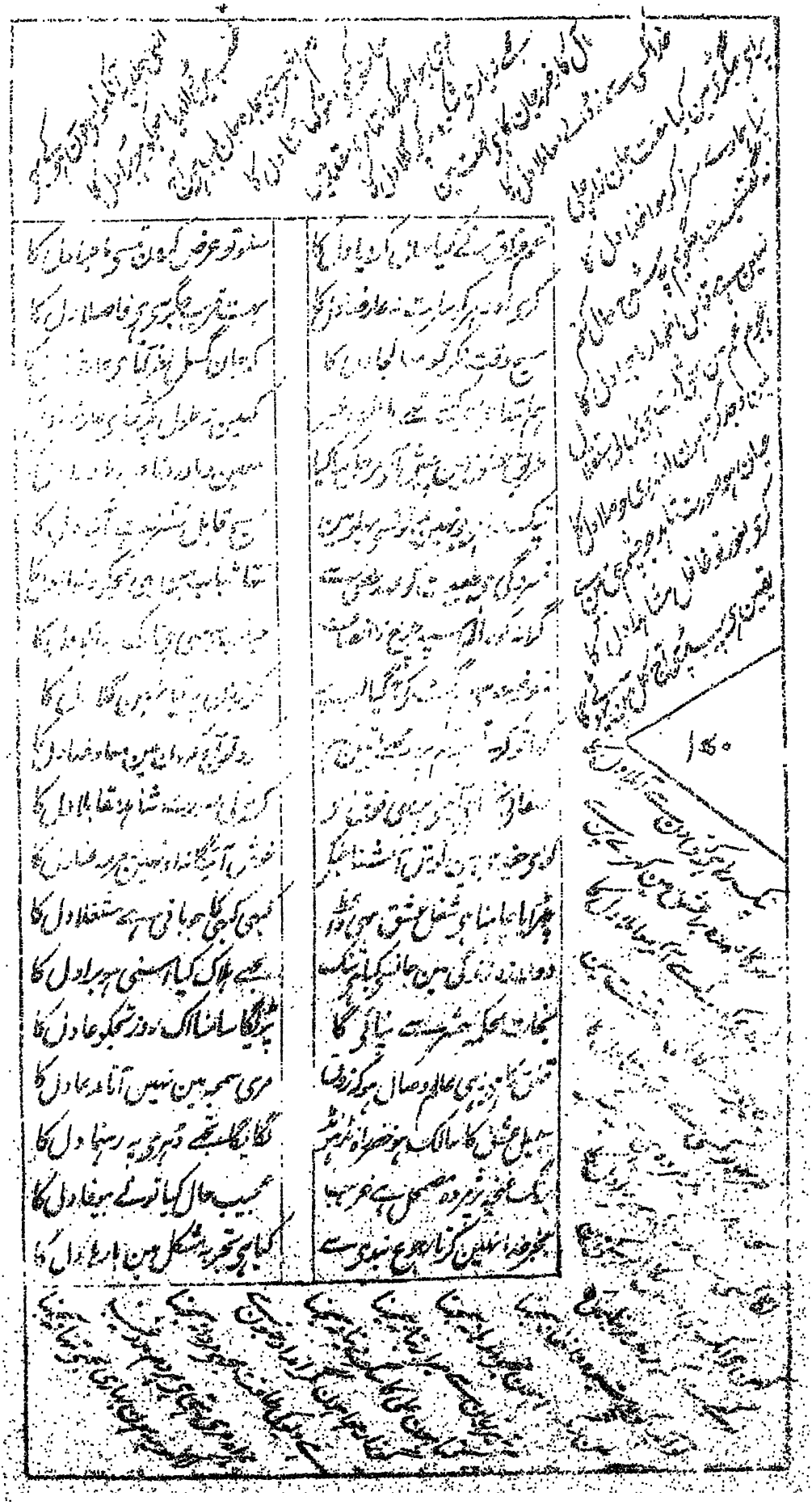

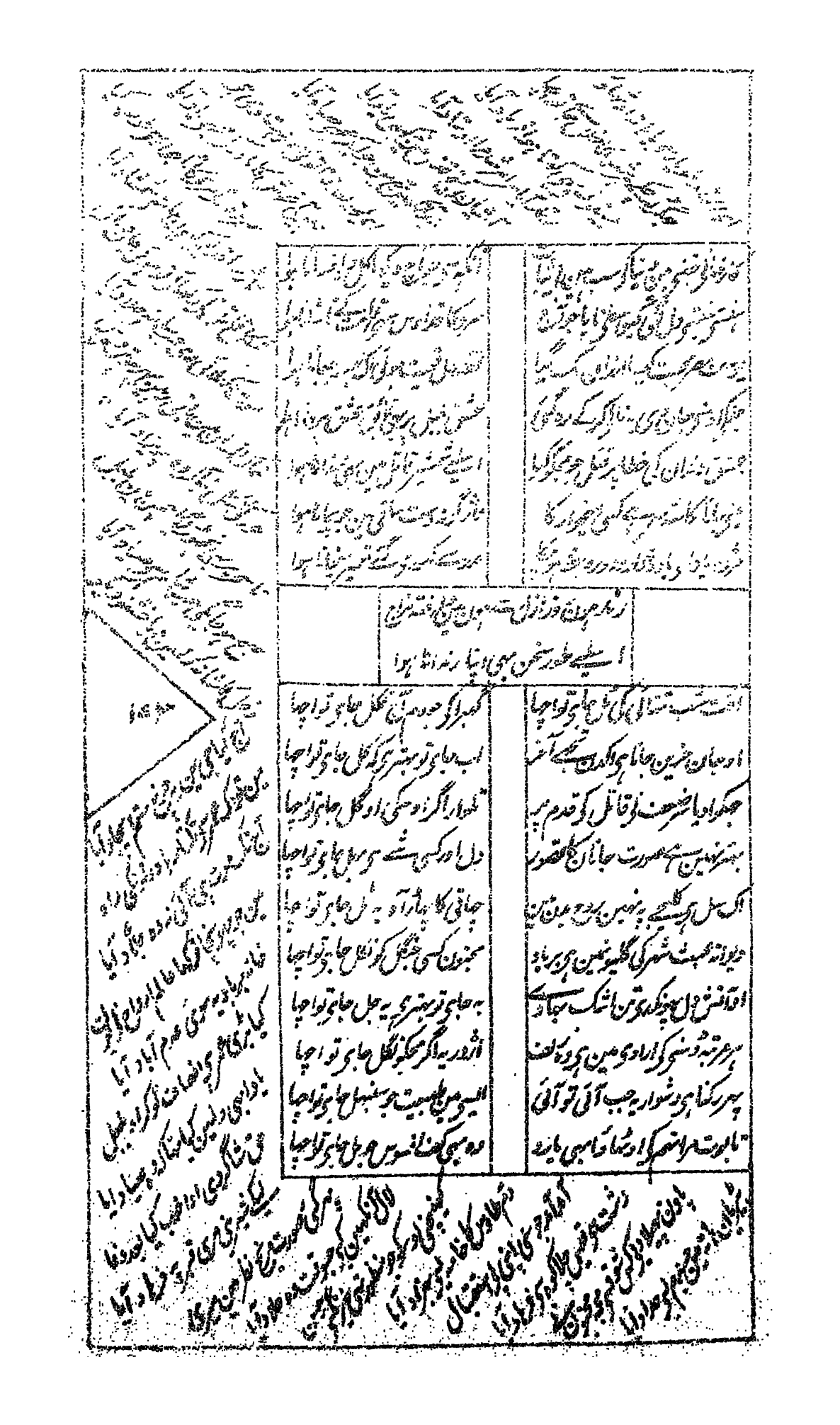

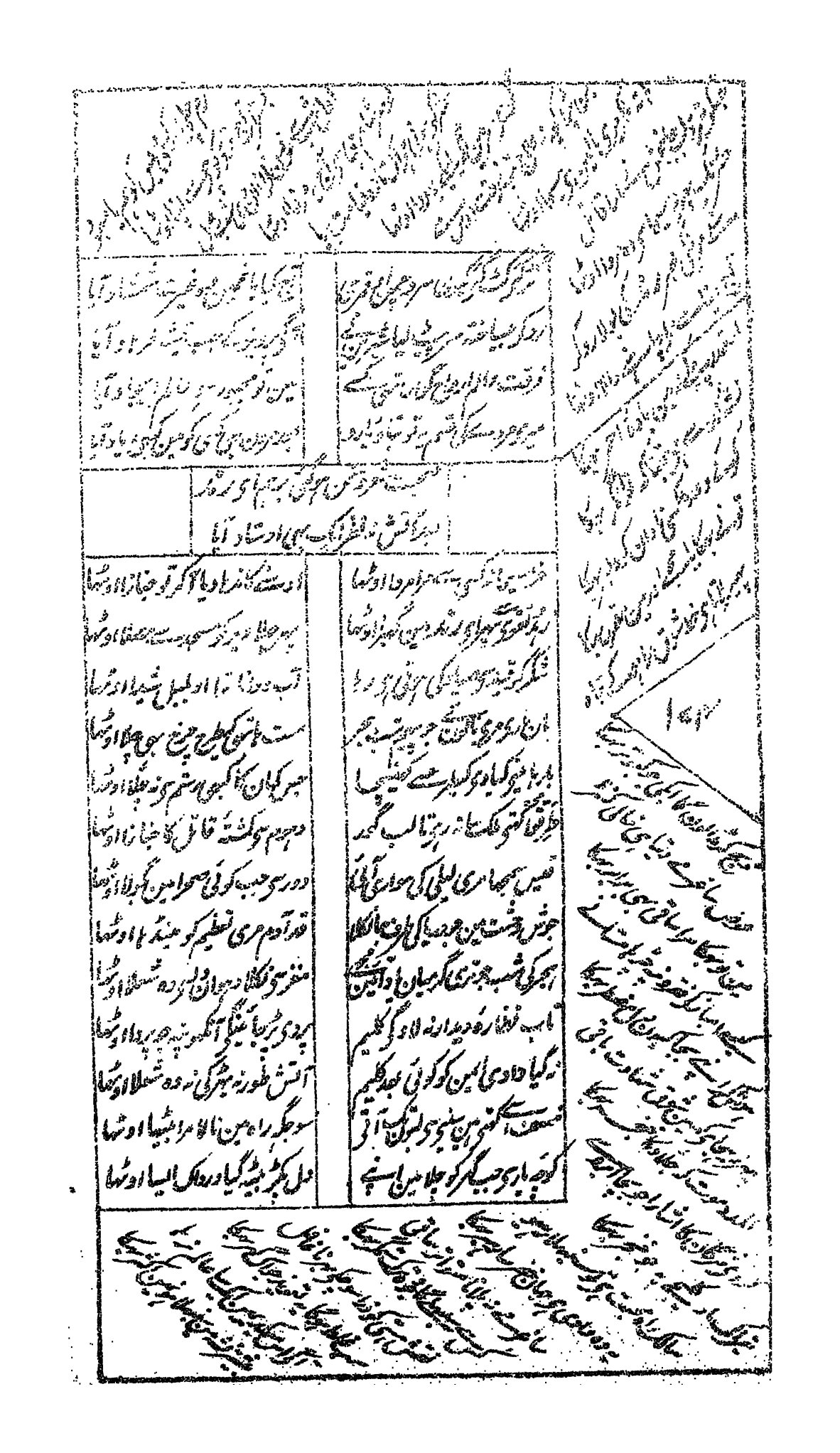

خضر راہ جناب شیخ مبارک اللہ صاحب ایم اے

چھڑی گر ہر دعا آل پیمبر سے

گر کلاہ فقر ہو تو اشک ما ہو جائیگا
بار سر پر طرۂ بال ہما ہو جائیگا

گل ہو بوئے گل ہو مثل بو ہوا ہو جائیگا
راہی اگر دن تا فلک کا قافلا ہو جائیگا

گر گیا ان تیرا عدل کا جہان برپا ہو جائیگا
یہ عرض بھی تحت رفتہ لا دوا ہو جائیگا

خاک جو دولت کی نہ ہو سو آشنا ہو جائیگا
بین کثرت میں ترا عالم جدا ہو جائیگا

پیچ کر تا مین نہ لگ جین ہو پیر آوے سے
انگشت ہو چلتی ہو ہی کا نما ہو جائیگا

شکل لیلیٰ ہو نہ گا لیگا گر نجدی کشتی کی آتش
شیر کتے کیطرح بادل ہو جائیگا

بچکے طوفان سے ہو ہو ہی جائیگا ساحل تک بخیر
گر خدا کشتی کا اپنی نا خدا ہو جائیگا

باد لنگر کی نہیں ہے کسیر کی بوتی کیطرح
شوق اگر اوسکو ہو ہر قطع فنا ہو جائیگا

یہ تکبر یہ سی غفلت حسن پر اتنا غرور
کیا مساوی تیرا وجہت تو خدا ہو جائیگا

آکر میان جاہ فرقت ہو کیو خجستہ بخت
نو سیوا گر ترا دل آشنا ہو جائیگا

کیسہ زر خرچ کر لے سی نہوے گا ستی
ریگا سائل کو جو شخص بیگدا ہو جائیگا

عالم خشت بین بکتے ہین جو دنکا حال ہے
راز پنہاں تو لکھنؤ ہر دلا ہو جائیگا

بیٹھے دیوگی یہ چھپکر حسن کی تو خوبی آوے سے
آج اگر چندی مین ہی کل ہر دلا ہو جائیگا

زندگی تک ہے یہ فرق اعتبار چند روز
مرکے کیا ان بندہ شاہ و گدا ہو جائیگا

عین ہستی مین سمجھتے ہو کہ ہے ہی فنا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا

باغبان اتنا بھلا باغ ہستی ہے پھول
دیکھ لینا وہی یہ نہین کیا سے کیا ہو جائیگا

ہر سہی گر یار مین عاجز نوازی کی صفت
سلطنت کا ہر گدا کو حوصلا ہو جائیگا

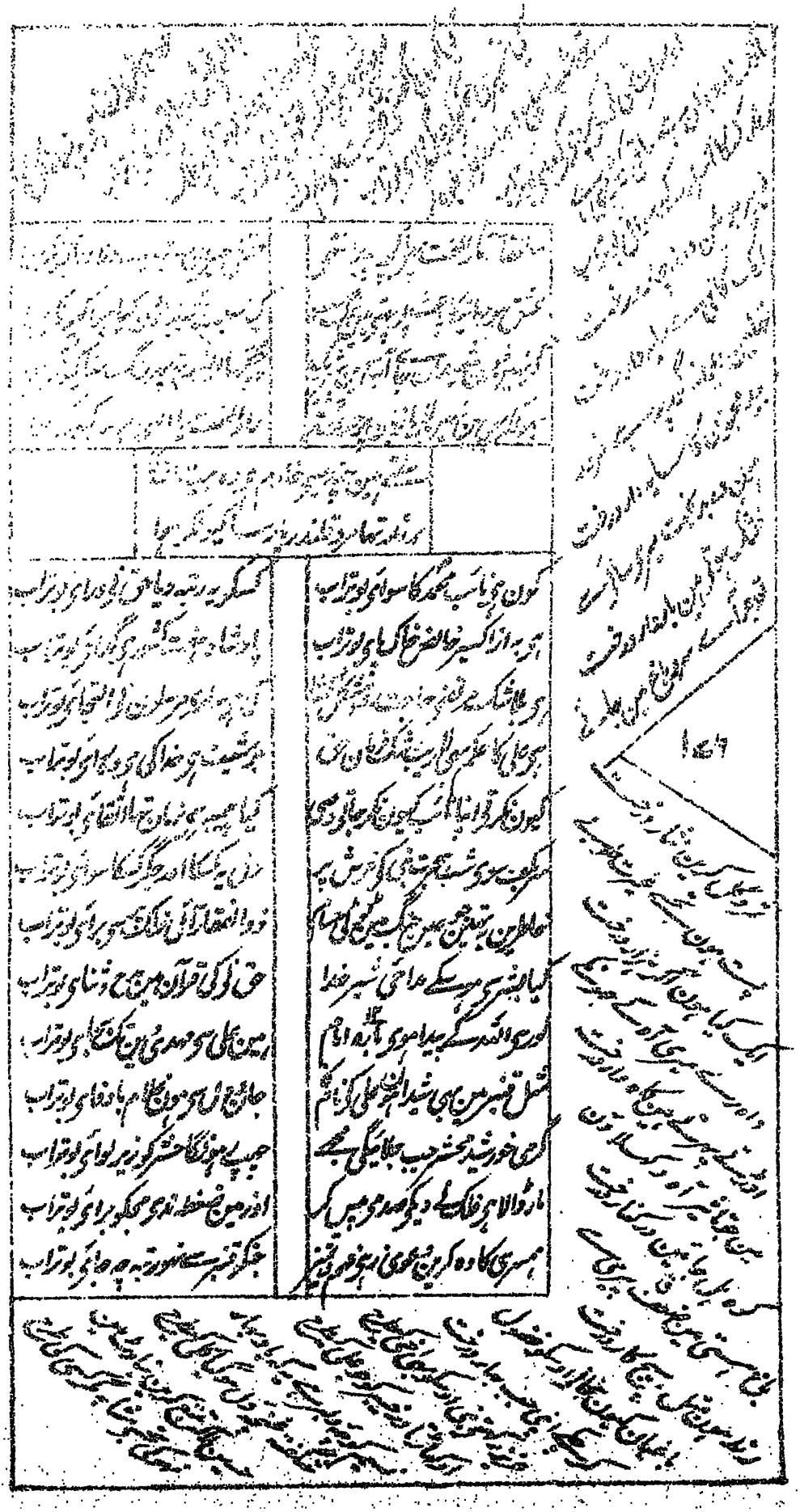

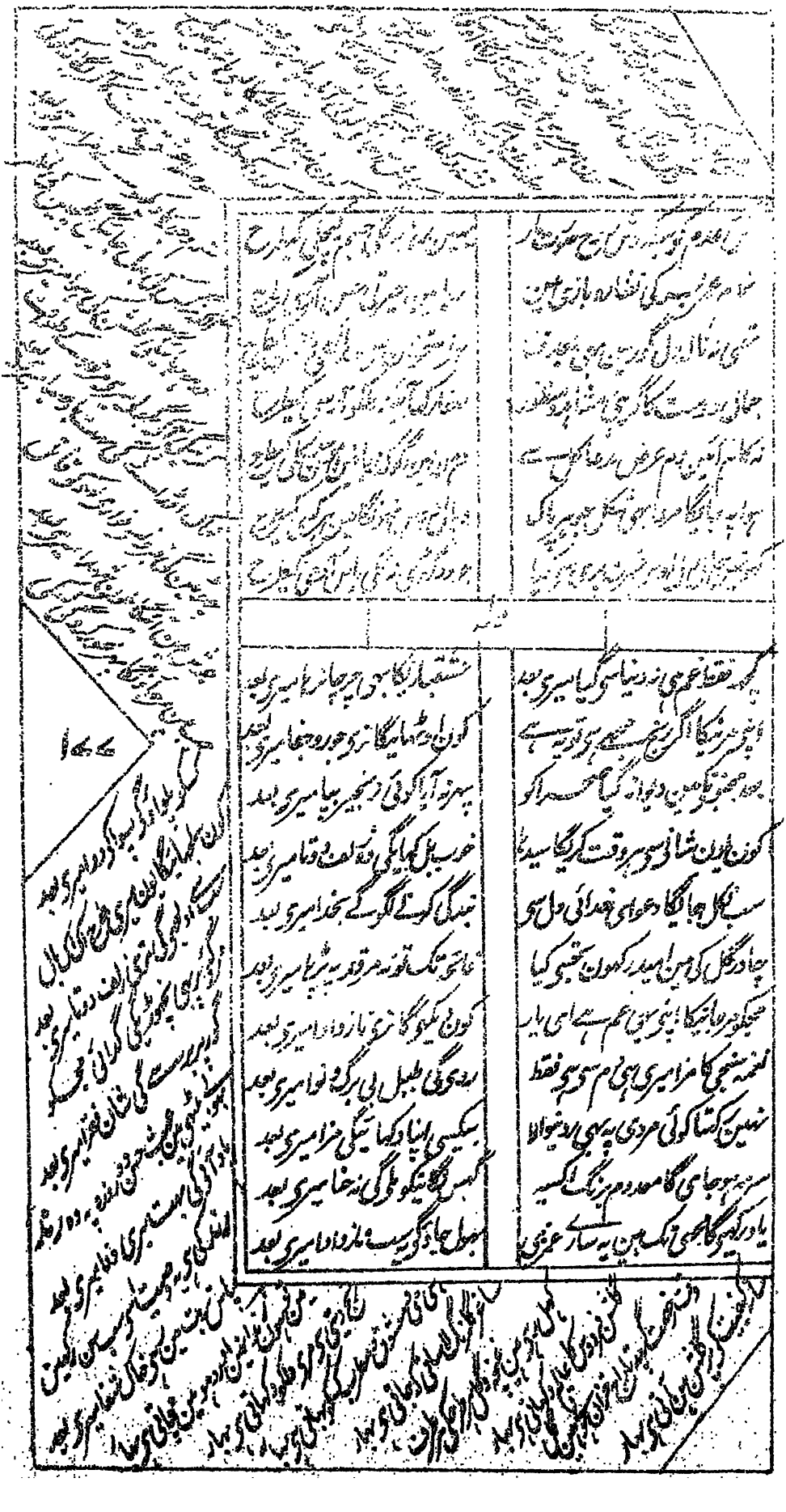

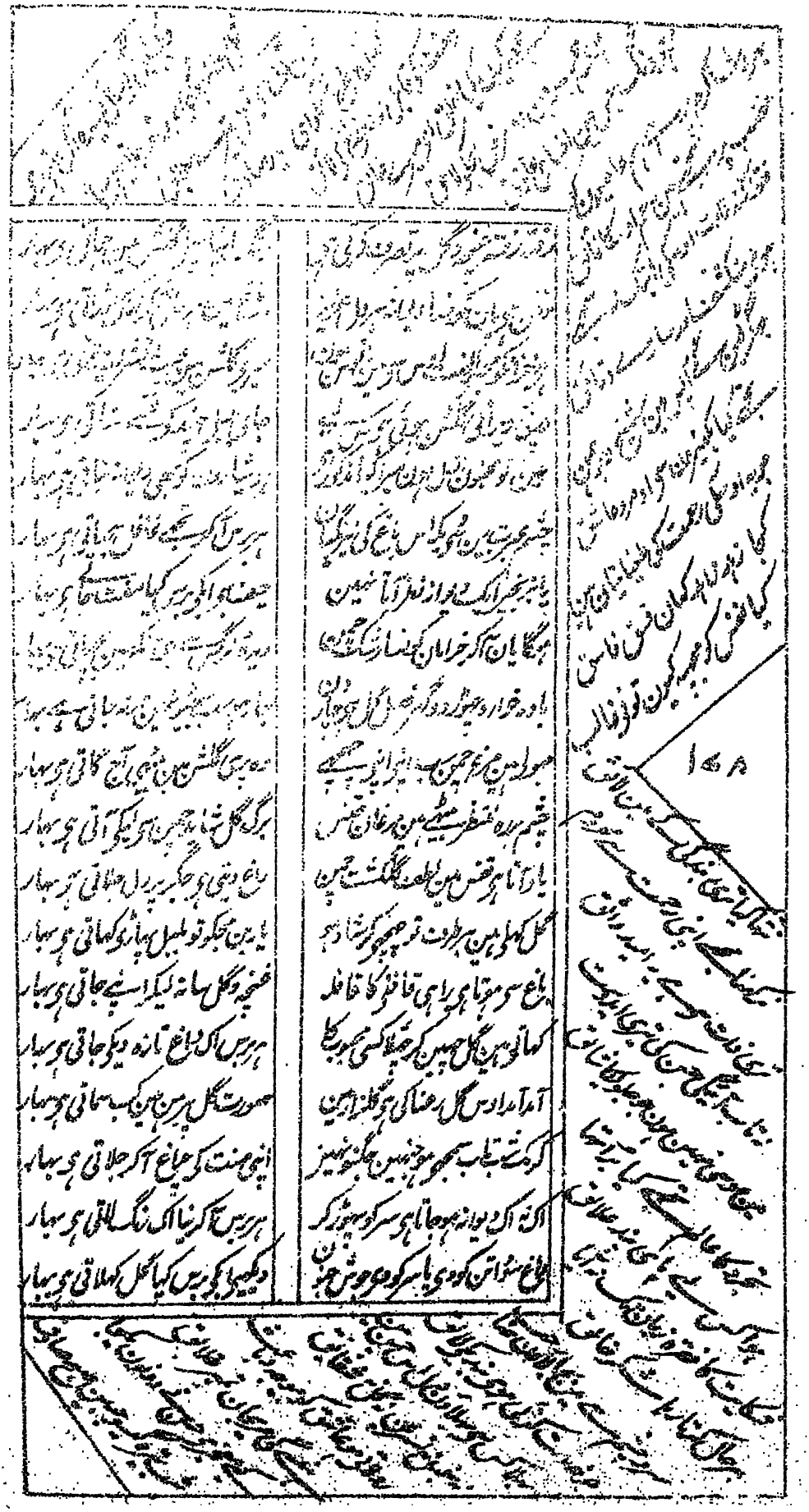

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
کیا بے بسی ہے جس کی تمنا کرے بشر
کیا آگ کیسی ہے جو لگائے نہ لگے
جو کچھ ہو سکو تو کیجے اس عرب سے
تا بے ان صبح خورد کب کو جلد لیے

ریختہ

۱۸۰

[illegible]

چہرے پہ [illegible]
ہزار [illegible]
کہا [illegible] عشق [illegible] کیسا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عاشق کے خون [illegible]
[illegible]
[illegible] سمجھتے ہیں تجھکو کیا [illegible]
وہ ایک [illegible]
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہم کو
غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہیں
شب فراق [illegible]

[illegible] کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں
ثواب [illegible] کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں
وہ [illegible] ادا کرتے ہیں
[illegible] کرتے ہیں
وہ کون [illegible] کرتے ہیں

[illegible]

حسین عشق ہی تو مگر ان سے بھی زوال نہیں
مصیبتیں جو ہیں عورت کی بھر ایسی کوئی مثال نہیں

ہر چیز دہر میں ہے عورت مگر ایسی کوئی مثال نہیں
تڑپ فراق ہی باقی رہی ہے دل میں جان نہیں

تیرے فراق ہی باقی رہی ہے دل میں جان نہیں
وصال ہی ہے تو ہستی ہے اور اگر وصال نہیں

ہزار ہوں تو کریں کیا سمائیگا سورج آنکھ میں
اور اگر ایک ذرہ ہے تیری ایسی جمال نہیں

شہادتیں ہیں ہی کافی جواب کو بدلے
وقعت ایسا کہیں کا سوال نہیں

جگر کی ہے پس کی زخم جگر پہ او جراح
اگر یہ مشک گزیدہ ہرن کا کمال نہیں

او لجہ کی بالی کی مچھلی ہے تڑپتی پھر کہتی ہے
روز نہ کیا ہے گا مجھ بن کا حال نہیں

خدا نے بخشا ہے ایسا تجھکو جسم لطیف
جہاں تو آدمی کا تجھ پہ خیال نہیں

وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی
حسین اور بہت ہیں جہاں میں کال نہیں

دیا طلاق مرد جب نے زوال دنیا کو
کسی کا گھر کسی پہ بیوہ مجھ سا حال نہیں

جو دیکھ لو او سو واجب ہے شکر کا سجدہ
ظہور جلوہ حق ہے ترا جمال نہیں

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر میں تو قارون کا خزانہ مال نہیں

یہ شبنمی گرمیان کیوں ہیں یا زمانہ سے آج
ہمارے آب کی مدت سی ہو ملال نہیں

یہ داغ مہر علی ہے وہ تیر اعظم
جس آفتاب کو محشر تلک زوال نہیں

یہ سب ہے عشق کی سحر نمائی او فرہاد
پہاڑ تیشی سی کاٹا تو کچھ کمال نہیں

ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا بد انجام
بجز عشق کے آغاز کا مآل نہیں

کرو ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمہیں کو رنج ہے مجھے ملال نہیں

خدا کی شان ہے جو رہ پری میں ہو شاید
گو بشر میں تو یہ حسن بیمثال نہیں

سدا ہے ایک صدا از غنون دل کی مری
یہ ساز وہ ہے کہ محتاج گوشمال نہیں

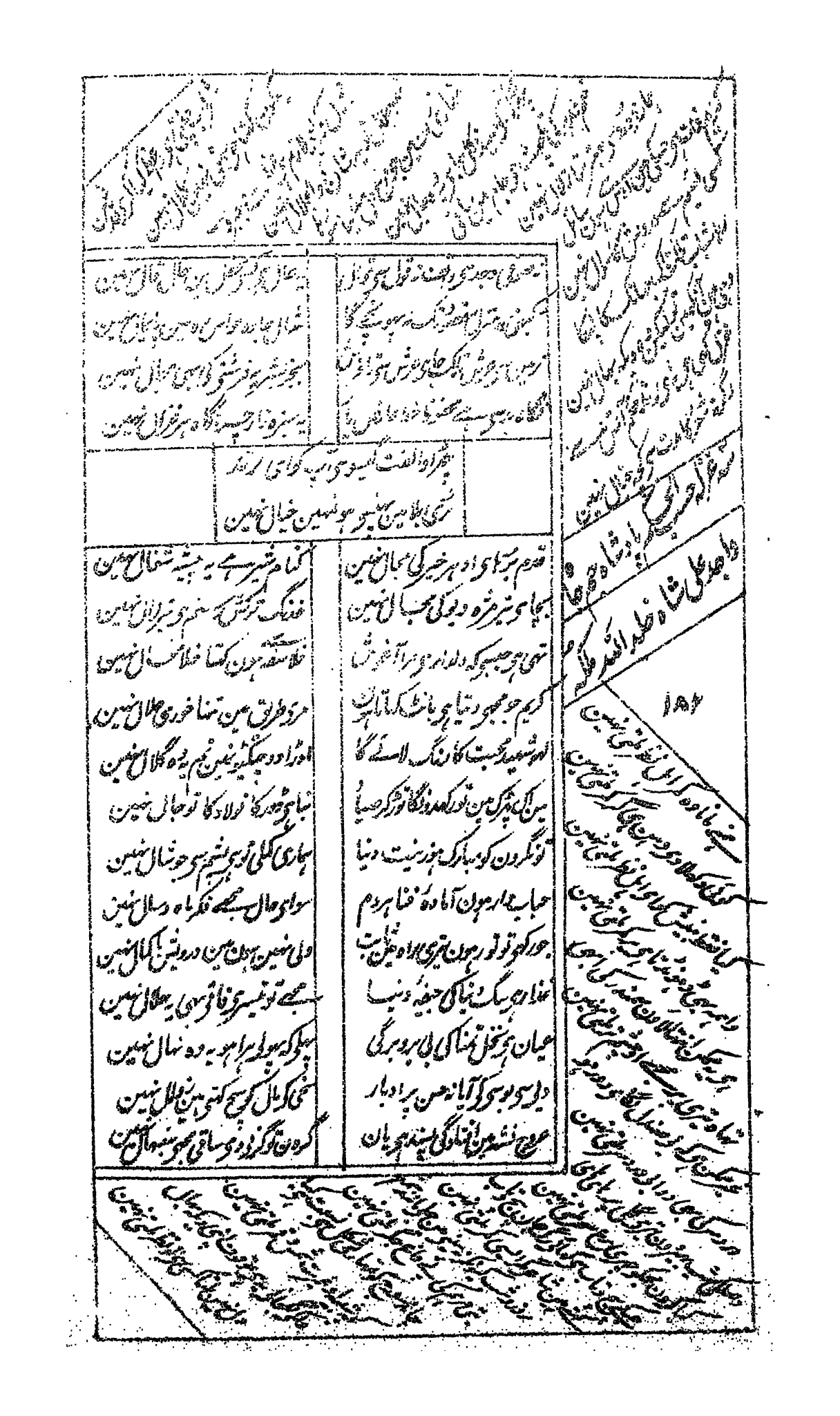

[illegible]

۱۸۴

آنکھ پہنچی [illegible] سینہ پہ ہے کوہ الم
[illegible] ملتی نہیں

شوق [illegible] ہے تیری [illegible]
مردہ کی [illegible] ایسی سحر ملتی نہیں

[illegible]
کیا [illegible] ملتی نہیں

[illegible]
[illegible] کیا تیری [illegible] ملتی نہیں

[illegible]
تجھکو [illegible] ملتی نہیں

[illegible]
[illegible] ملتی نہیں

[illegible]
[illegible] ملتی نہیں

[illegible] ہاتھ آتی [illegible] یار
[illegible] ملتی نہیں

حسن [illegible] تیری [illegible]
اب [illegible] ملتی نہیں

صبح [illegible]
یار کی [illegible] ملتی نہیں

[illegible] دیتا ہے اگر [illegible]
ایسی [illegible] ملتی نہیں

رند ہی سرکار عالی میں قدسی جان نثار
کہ اوسی خلعت میں شیر و شکر ملتی نہیں

مبتلا ہے حسن کا دل کی خبر ملتی نہیں
ہو دہن [illegible] اور کمر ملتی نہیں

حیف او عیسی نفس تجھکو خبر ملتی نہیں
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہیں

میں تو کیا ہوں [illegible] ملتی نہیں
شانہ میں [illegible] کسکی کمر ملتی نہیں

مرغ دل بیتاب ہے کیوں [illegible] جان کو
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہیں

دیکھی جس [illegible] آج مالا مال ہے
تھا غلط مشہور دولت کی خبر ملتی نہیں

[illegible] گلشن ہستی میں چلتی ہے ہوا
اس چمن میں جھک کو شاخ بار ور ملتی نہیں

[illegible]

[illegible]

چاہیے انسان کو ہر حال میں راضی بقضا
جامۂ فغاں بہ کرے کاش گریباں ہونا
سر پہ رکھ کر تیرے در پر جھکے ہیں اہل نیاز
تیرے در پر ہے ترے بندوں کا سجدہ ہونا
ہم کو ہے شکوہ کہ کیوں ہجر میں مرنے نہ دیا
تم کو ہے رنج کہ کیوں وصل میں زندہ ہونا
ہے مرا عشق کہ ہر دم ہے تمنا تیری
ہے ترا حسن کہ ہر آن ہے جلوہ ہونا
ہے مقدر میں ترے در پہ جبیں کا گھسنا
ہے مقدر میں مرے در پہ ترا سر ہونا
دل میں ہے تیرے ہی گھر کرنے کا نیرنگ یہ رنگ
کیا ہے تو نے ہی مرے دل کا یہ گھر ہونا
کیوں ہے ایمان کو ہر جنبش مژگاں پہ نثار
کیوں ہے ہر روز ترے در پہ مرا سر ہونا
وار ہر سمت ترے غمزۂ خونریز کا ہے
اس سے ممکن نہیں اے جان کبوتر ہونا
ہے مقدر میں ترے ناز کو قاتل کرنا
ہے مقدر میں مرے راہ کا بسمل ہونا
کیوں ہے ہر صبح مری آہ کا محشر برپا
کیوں ہے ہر شام ترے در پہ تماشا ہونا
اب تک سو مرتبہ تو باندھ چکا قتل پہ
کیا کرے گا تو قاتل کو خود اپنی کرتے نہیں
شعلۂ عشق ہے ہر وادیٔ ہجراں میں بپا
واہ وا کی کس نے داد اے داد گر ملتی نہیں
تم نے دیکھا ہے ہمارے دل کی الفت کا مآل
جس کو آنکھیں ڈھونڈتی ہیں وہ نظر ملتی نہیں
ایک خط صدر کو کرتا ہوں میں اپنے خاصہ دار
نامہ بر جاتا ہے جو اس کی خبر ملتی نہیں
کیجیے دربار کس کا رفع دل سے خواہشیں
نذر گذرانیں کسے کوئی نظر ملتی نہیں
ہجر کی شب ہاتھ میں لیکر چراغ آفتاب
ڈھونڈتا پھرتا ہوں گھر گھر پر سحر ملتی نہیں
پارہ ہائے شیشۂ دل ہیں بھرے دامان میں
کس کو سوزن کاں شیشہ گر ملتی نہیں
قصد کس کا کیجیے کس در پہ خستر دیجیے
رگ تری سودائی کی رودہ سپر ملتی نہیں
بیٹھے سلطان دانہ ہو کر کیا ملا اور ند
کوچ ہے اور مہلت سار سفر ملتی نہیں

۱۸۴۳

١٨٥

[illegible] نقش شنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مر گیا [illegible]
رہ گیا عشق صنم کا ہو تو تماشا [illegible]
عشق کامل [illegible]
جیتے جی [illegible] جلیں دنیا سے
کیوں [illegible] کیا میں [illegible]
[illegible]
شان [illegible] دیکھا [illegible]
بارہ جو دیکھا ہوا آگ میں جلکر وہ بھی
ہوگئی [illegible] ساقی
تازہ ہے لیلی و مجنوں کی کہانی اب تک
[illegible] آج کی رات
[illegible] حضرت عشق
آب و خاک میں طاقت نہیں [illegible]
بعد مرنے [illegible] عاشق صادق کا کام

[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] ساقی [illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] کو
[illegible] پروانے کو
[illegible] شمع سے پروانے کو
[illegible] پروانے کو
[illegible] پروانے کو
اور [illegible] کو
لوگ سنتے ہیں ابھی عشق کا افسانے کو
شمع کو [illegible] پروانے کو
خون دل [illegible] کھانے کو
قوت [illegible] اگر [illegible] کو
شمع [illegible] پروانے کو

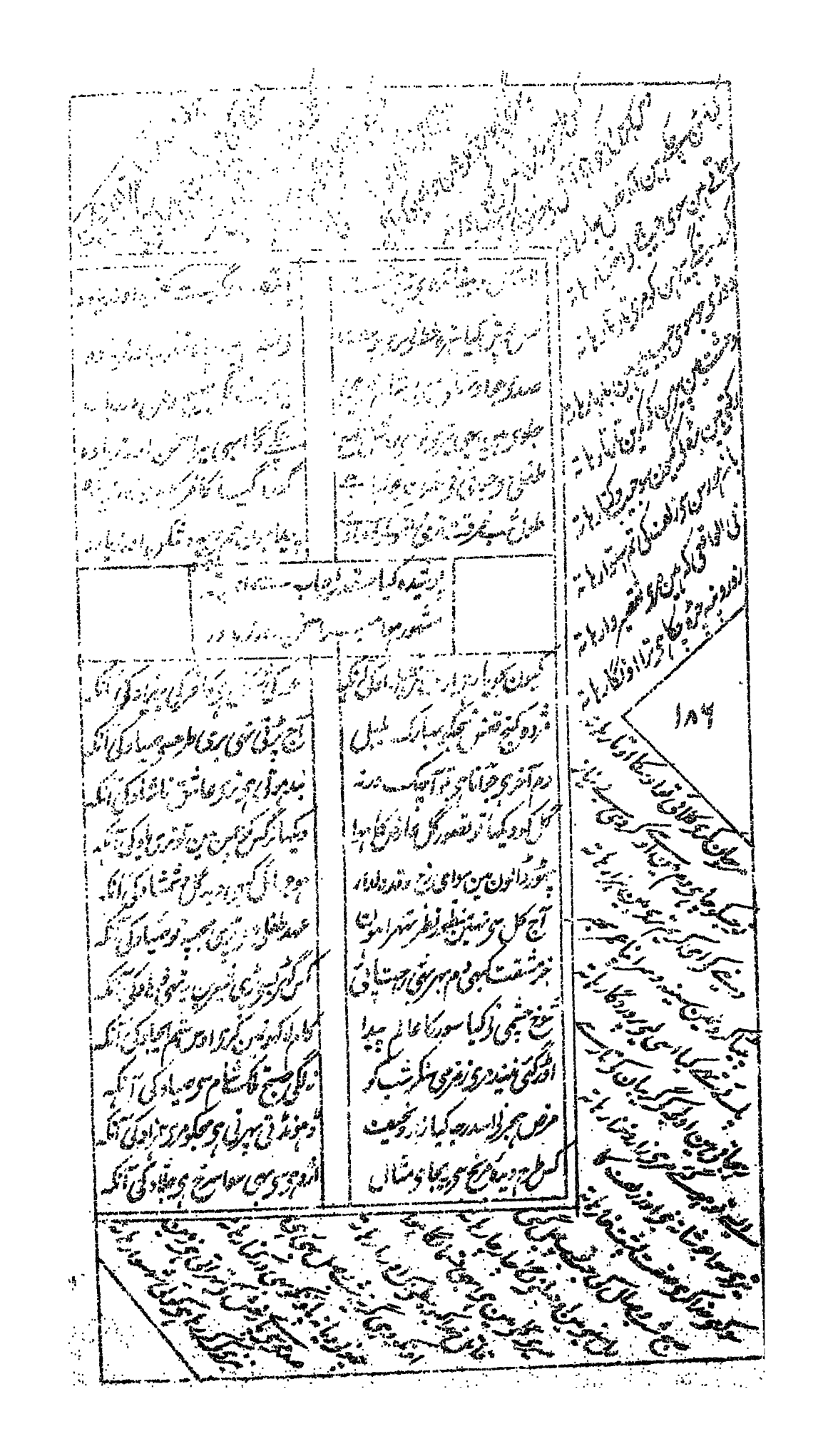

آ جائیگا جو کوئی ترے ہاتھ ہزار پارہ

نمانو تسلی پائی تھی رند ایسی عمر بھر
مرکر لگے ہے گوشۂ کنج مزار پارہ

صفحہ ۱۸۷

ایک سی نہیں ایک سی ذرا کہ تک — صحبت اہل ہر و جری کیوا سطے

غم نے اسدرجہ کیا دل مین ہجوم — جا نہین ہی تری کیوا سطے

امید کیا ہو ہماری آنکھون سے نام — خلق ہین جاد و گری کیوا سطے

یاد کرنا شرط اور شرمندہ ہے — آدمیت آدمی کے واسطے

شیخ و اندوہ و ملال و درد و غم — صدیے ہین یہ آدمی کیوا سطے

سبزۂ مدفن اوگا تا کیون فلک — آہ دفن کی کیا جری کیوا سطے

لڑ گئے وہ اک ذرا سی بات مین — پھر دن رہ تھوا اک گھڑی کیوا سطے

جی نہ گھبرائے ترا بے مشغلے — عشق کرے دل لگی کیوا سطے

کیا مجھے پیدا کیا ہی اہی خدا — ان بتون کی بندگی کیوا سطے

بیکسی اسرو لیے پیدا ہوئی — مین نباہون بیکسی کیوا سطے

برلا سر نامہ بر کو کہ کے دیکھ — یہ سزا ہی ایلچی کیوا سطے

دیکھ کی مین جان اگلی ہی مری — ہی کس چنبا کلی کیوا سطے

ارباب بطلوت مجبوب ہے — کیا شرف ہی آرسی کیوا سطے

مرقد تیرہ مین کافی ہے مجھے — داغ سودا روشنی کیوا سطے

کیجیے ہر دم عبث تن پروری — ای اجل کس زندگی کیوا سطے

خامۂ قدرت کی کنجیں وہ ہوین — راستی یہ ہے کجی کیوا سطے

حشر کہ دن رند کو بخشا ہو
یا علی روح نبی کیوا سطے

برباد نہ جا بیکسی یہ فریاد ہماری — کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

ردیف کا کام اپنا پسند آتا ہی اسے ردیف
اکثر غزلیں ایسی ہیں آزاد ہماری

ہم ہم ہم آواز ہی گنگنا رہی ہے ساونکی
اٹھتی ہی گھٹا چلی آتی ہی ہوا ساونکی

صورت ابر ہوا پر سے زمین آتی ہی
سے اوڑی مچلتی ہی ہوش با ساونکی

خوشیاں ہیں ہر طرف لگی گندھنے
ناگ سالی تری ہاتھوں میں حنا ساونکی

کوئی اک سمت سے پیہا کہیں کوئل کوکی
مور چلاتی ہیں ہر آتی ہی کیا ساونکی

ہوا نوٹے جنگل ہوئے ہر کسی سے ہرے
رہے پھر کھلانے لگی نشو و نما ساونکی

ادھر سے بالیدہ ہوں شوار کھلا ہی جوبن پر
کم نہیں باد سہانی ہی ہوا ساونکی

فرقت یار میں یوں لگتی ہی ہر شکنکی ٹھہری
زور سی جیسے برستی ہی گھٹا ساونکی

دیکھیو کالی گھٹا ہجر میں رلاوے کسے
جان پر کسکی ہوا نازل بلا ساونکی

بھول لاکی کو سہی مدتیں ہیں پیش و پس گئے
کیا رچی ہاتھوں میں دس گلکے حنا ساونکی

کان میں دیس کی آواز چلی آتی ہی رنگ
تا نہیں لیتی ہی کوئی حور لقا ساونکی

سائل ہو دعا کریم تو دی زد عا مجھے
عشق علی و حب حسین و حسن مجھے

جوش جنوں میں ہی یہ ربال بدن مجھے
کیا پہاڑ تو نہ کہا ہی مرا پیرہن مجھے

آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے
مارا قضا نے کر کے غریب الوطن مجھے

دندان ہا ئیں نقش لب سرخ یار پر
دکھلائیں کندہ کر کے عقیق یمن مجھے

وحشی جو سمجھو ہیں کسی شہری غزال کا
آنکھیں یہ کہا لی آتی ہیں جنگلی ہرن مجھے

ہو نفس میری فکر یمن میں فکر نفس میں
ہیں راہزن کو تاکتا ہوں راہزن مجھے

ہم رند ہیں بزم اپنی کس رات
بے جام دمی دو گنگ رہی ہے

خاموش دلِ عشق کو بلبل لیے ہوئے
گل مست جو بین میں پیالہ سیے ہوئے

امسال فصلِ گل میں وہ پہراہن چاک ہو
اگلے برس کرتے جو گریبان سیے ہوئے

ہم بھی ہوا میں اک گلِ نوخیز ہیں مگر
برسوں ہوا ہوئے ہیں چاک گریبان کیے ہوئے

[illegible]

۹۱

تو ہوا چپکے ... ہے سبب ... قفل

[illegible]

[illegible]

جدائی نے بسایا تری گیسوؤں میں

ہر دم ہوا کو ہستی کی یاد آ گئی کیا

جہاں میں بھی کبھی عشق کے دیوانے تھے

نہ کسی آفت سبھی ... میں ... ضبط

نہ رنگت ہے تیری سی ... نہ تیری

کھلے نہ ... اون گوری گوری ...

چلا میں نہ کیوں ... صحرا میں ...

دکھاتی ہیں دیوانے جب ... وحشت

جہاں گل تھے اک خار بھی ان میں ...

زمین سنگ ... یاقوت ...

لڑیں ... چشمی نگاہوں کی آنکھیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خم و پیچ رخ میں و شکن کیسے کیسے

اڑ ... میں ... کیسے کیسے

دکھاتی ہے دیوانی پن کیسے کیسے

[illegible]

ہزاروں ہیں یاں گلبدن کیسے کیسے

بہیج ... اور نور تن کیسے کیسے

ہوئے یاں غریب الوطن کیسے کیسے

اڑاتی ہیں طوطی ... کیسے کیسے

اجاڑے خزاں نے چمن کیسے کیسے

ہوئے زرد لعل یمن کیسے کیسے

چھٹے ہیں یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمیں رند کل اتفاقاً

رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

چھپی تیری بیمار فرقت کو تپ ہے

مریض محبت ترا جان بلب ہے

وہ آفت ہے آفت ہے آفت ہے آفت

شدت عشق ہے نہایت تعجب ہے

تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے

غضب پر غضب ہے غضب ہے غضب ہے

[illegible]

[illegible]

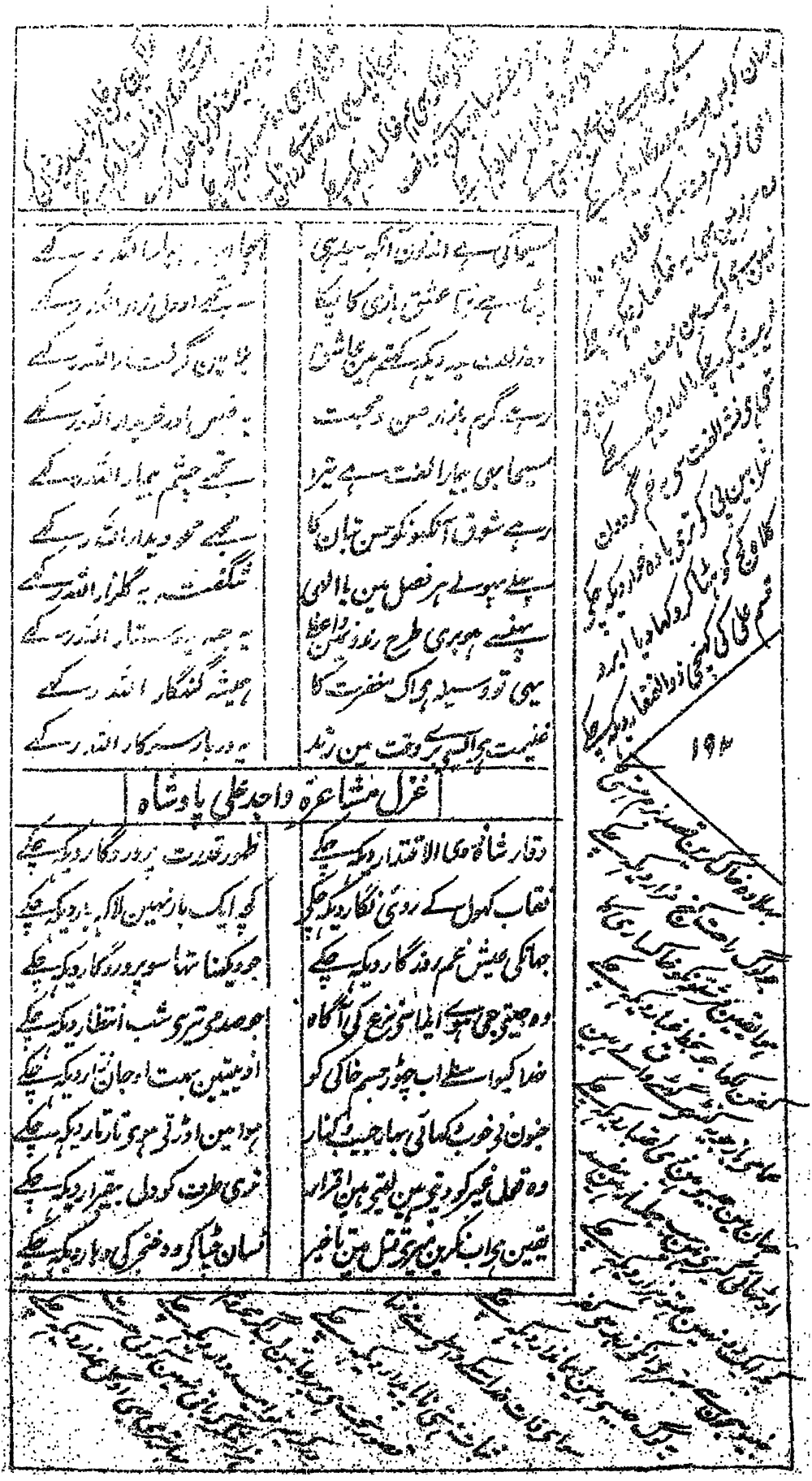

نجف کو لے گئی بہت فرشتۂ نقال — تری گلی سے سر افراز دیکھ چکے

حقیر بھی ہے ترے صدقہ نگاہ لطف سے ہے
ادھر بھی رند مرا شہریار دیکھ چکے

دروغ شہر ہے سب اقرار یار دیکھ چکے — تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے
فریب دنیا ہے ہر بار یار دیکھ چکے — نہیں تو ایک کا بھی بار یار دیکھ چکے
نگاہ کی ہے بھلا جس نے عمر بھر دیکھا — وہ سیدھی آنکھ سے سو کے فرار دیکھ چکے
رہی ہے کس سے نہاں یار کی تجلی حسن — کچھ اک تمہیں نہیں موسیٰ ہزار دیکھ چکے
دلا جو عشق میں صدمے دلی میں یاد نہیں — تری فتور بھی او نابکار دیکھ چکے
سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا — یہ دل لگی نہیں بس ایک بار دیکھ چکے
ثبوت جرم پہ اندیشہ کیا رہا باقی — رحیم جب تجھے تقصیر وار دیکھ چکے
یہ بار کفر تو ایماں سے بھی سنگین ہے — گلے میں ڈالکے زنار یار دیکھ چکے
وہ راز کونسا ہے جو رہا ہے نہاں — بھلے برے تری کردار یار دیکھ چکے
رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر — تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گراں ہے اپنی تو ہمت پہ بار احسان ند
اوٹھا کے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر جاگ کر تری حسرت میں کھوئی ہے — او موت کیا تو مرگئی کس نیند سوئی ہے
جان حزیں یقین ہوا لنج کھوئی ہے — یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے
یاں ہے کون عمر کو ضائع کرے عبث — تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے
رویا جو میں تو یار کے دل کا مٹا غبار — شبنم گل عارض گل آکر دھوئی ہے

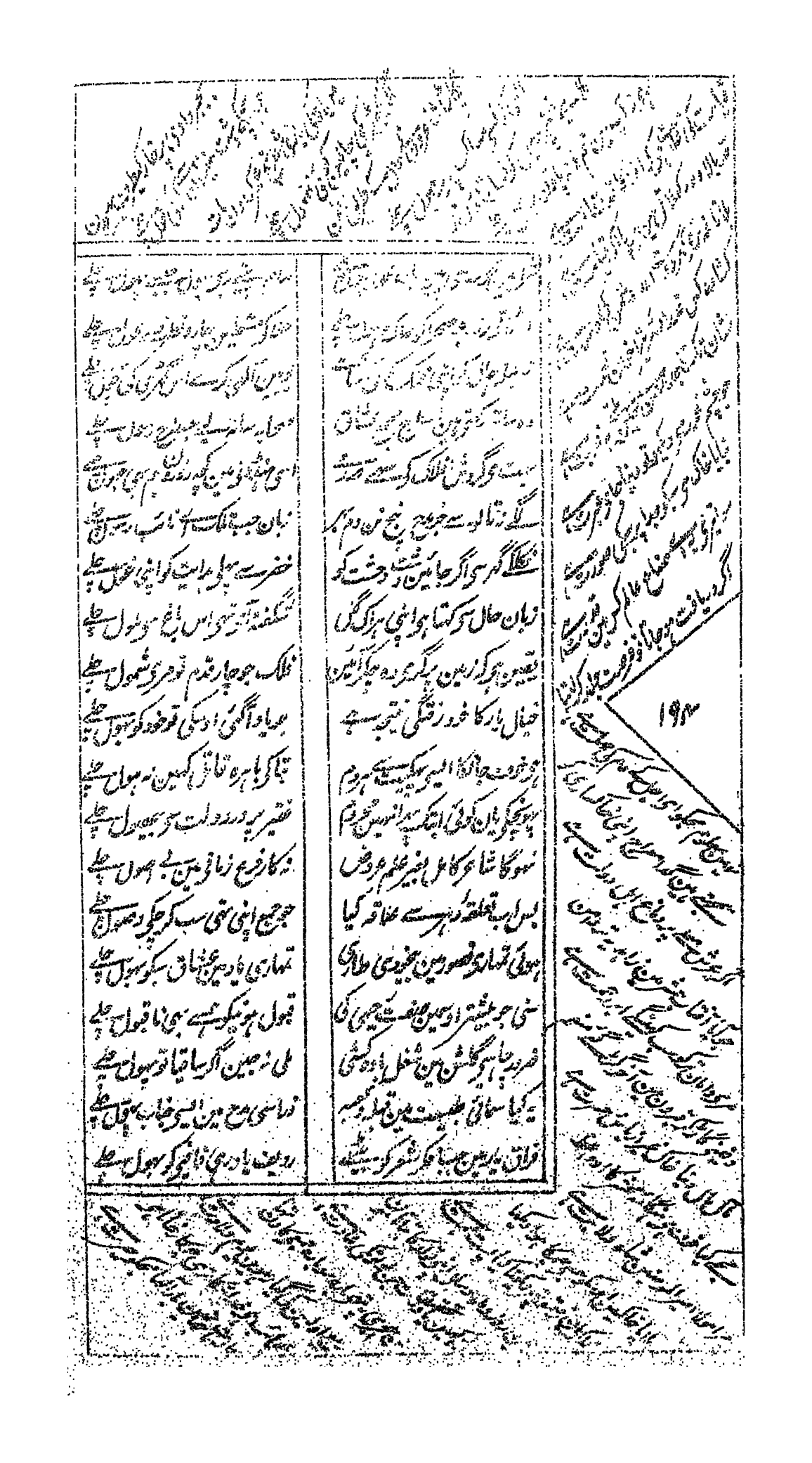

حباب ہم بسر موجہ زلف دم چہ می پرسی
فقط سجر جہانیں بند غافل دم کی صحبت ہے

بدلیے کرہ میں ہم دم کہاں یہ یار جانت ہے
کہاں زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا وہ جان سیر دا سپہر وہی سپہر رو رو ہے
بہار آئی چلو صحرا کو ہم لو سب سے رخصت ہے

ملاقاتیں چمن میں یار و سب سے ترک الفت ہے
پھری آوارہ گردی ہم ہیں اور کنج عزلت ہے

چمن میں پرورش پائی گلستاں کی ولادت ہے
سنا بلبل مجھے بھی خبر ہمت گل میں قیامت ہے

ہوا ثابت جدائی سے تن و جانکی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام مدت ہے

وہ ساری نوجوانی اور نضارت خزاں تک تھی
بہار آئی وہی طاقت وہی پہر رو و وحشت ہے

کمر باندھی ہے اوس نازک میاں نے قتل پر میرے
خوشا طالع رہے تقدیر راضی ہو سعادت ہے

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہوں وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک شعر ہے جو کہ رقت ہے

بڑا نا استقامت ربط و محبت کا نہیں اچھا
تمہارا کچھ بجائیگا مرے تم میں خباثت ہے

خزاں جس فصل گل میں ہے رہا وحشت و ہے
گریباں میں نہیں اوسکو سمجھتا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزمندی نگاہ چشم حسرت ہے

عشق کا تحفہ ہے کیا اپنا گریہ شل شبنم
واعظ جس ہی شغل کی بابت شراب ہی
چہ چہ سی چشم شوق تری یاد ہی ہم یاد ہے
محبت میں ہی تصور کیا ہے فیض سے
ہو جیا ہی جسم ریچ سی خالی حباب وار
ساکت نہ آدمی ہو کبھی فکر خیر سے
ہوں گر حواس جمع تو شوق جمال میں
حد سے زیادہ سر کو نہ ٹکرائیگا کبھی
تشنیع وطعن بادہ پرستاں سے فائدہ
کیونکر یہ او مچھو بار نفس ہی نفس کے ساتھ
تشکیل وحدت خدا دیکھا گاک اونکے ساتھ
لازم ہے فصل گل میں پیئیں وہ جو ہیں تہ شبد
گلچیں عجب شبہ کے تئیں اس ظلم و جور پر
واعظ بہت ہے انکو بیابندی نماز
جو یا تھا جسکا مجھ میں وہ گل یوں نہاں رہا
ابر کی یاد جب بھی پھولیں یقین ہے
ہم ہی گنہی کسی گل رعنا کے شوق میں
چھوڑ گئی حسرتیں ہیں و کیونکر نکالیے
طرز زیادہ رشد بہت اب نکل گئی

آنکھ ترقی ہوئی ہیں گر یہ تاکدورت ہے
فریاد میں ہیں ہر حاکم کجکلاہ واشور ہر دور ہے
ہیں جو انکا دہن بھا میں تیری جان آجور ہے
تقصیر یار آنکھ سہیں دیدہ بردور ہے
تیری آنکہ سہرا نہ سنگ کی تا کدورت ہے
گویا زبان ہو تو شی ہو گفتگو رہے
اس شیشہ محبت میں آنکھ نظر چار سو رہے
آشنا لگا تا کہ دم گفتگو رہے
رندوں تو شیخ شور نہ یہ گفتگو رہے
ہر دم جو یاد دلبر شوریدہ سو رہے
تجھ دہان میں مثل گوہر آبرو رہے
و مینو میں جام پانیں ہیں ہر دم سبو رہے
مجھکو خدا نہ کی جمن میں جو تو رہے
آزاد کو لیے تو نہ قید و نفور رہے
پوشیدہ جس روش کبھی غنچہ میں بو رہے
ہر دم اگر یہ دم خنجر گلو رہے
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے
ہر وقت بد مزاج جو وہ تند خو رہے
پھر حسین تشنہ گلو آبرو رہے

محسن فطرت ہے عجائب مقام
یہاں ہے سمندر و دریا ایک ہے

کہاں اوسکے آگے کہیں کا فروغ
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہے

بجھا ایک پل میں ایک کو ایک پھر
غرض ایک سا دن ہوا ایک ہے

پھر گیا ہے کاوش سے جرگان کو دل
کہ نشتر بہت آبلا ایک ہے

جفا کار و سازندہ کا ذبح جمیل
مین مائت ہوا شاہ بیغما ایک ہے

ہے ابنوہ عشاق عیسی کے گھر
مریض اسکے دار الشفا ایک ہے

مژہ مین کیا تو نے دونون کو مارا ہوا
تری زلف اور اودھا ایک ہے

نہ انا تو اوس زلف کے پیچ مین
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ترا در ہے شیدا محبت ہین دفن
گلی اوس کی اور کربلا ایک ہے

ہر اک در کا ہے مدار اوسی لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

ولی کو تری دلبین نحافل جگہ
زبان ایک ہے اور ضدا ایک ہے

کہو گے جو کچھ تو سنو گے بھی رند
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہے

بچیگا کیونکر بہرام گور سے
لاکھون نکل گئی ہے یہ بہرام گور سے

خدا فلک نے سینکڑون مہندی کو چور سے
چیلے اوتار لیگا تری پور پور سے

بوتل مئی ہو آتشہ کی شیشے لایئو
ساقی بہا آئی بڑی نور شور سے

اللہ ری جوش بادہ حسن شباب کی
مستی ٹپک رہی ہے تری پور پور سے

نخچیر اعتراف ہے گوشہ ابرو یار کا
کھینچا ہوا کمان کو ہے نسبت کو زور سے

ٹھہرا نہ بون مین مرد تہیدان کوئی مسیح
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلین گے گور سے

حیران نکر سکے کہ پریشان نہ کر سکے — کیا کیا دوا و رنج دیا جو جان نکر سکے
غنچہ دہن ہو تنگ کرو چاہو جان تک — ہم صورت گل چاک گریبان نکر سکے
کیوں رو تو ہیں یوں پیٹ کے فرقت میں آپکی — اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نکر سکے
ہر وقت کو رونیکا سبب کچھ نہیں کھلتا — طوفان تو دیدۂ گریان نکر سکے
مجنوں نکالتا ہیں بیطور نہیں ہے — اودھشت دل قصد بیابان نکر سکے
نکلے ہی گا اوس مصحف عارض پہ خط سبز — زنگار سے کیا جدول قرآن نکر سکے
دیوانوں سے کہدو کہ چلی باد بہاری — کیا ایکی بر میں چاک گریبان نکر سکے
اعلیٰ باغمیں ہے چار طرف زاغ و زغن کا — اب چہچہہ مرغان خوش الحان نکر سکے
گھبرا گئی تربت میں مری روح سبھی کی نما — مرقد سے اگر ختم وہ قرآن نکر سکے

بانی رفتار اگر ہوتی تو جلتا سہرتا
رہنمو مرد اسپر اڑ رہتا زمین پر باندھی

دیوان ذوق
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
امابعد

ہزار شیشہ بہ یک جرعہ مست ہم آرد
بسیط خاک پر اس مصلا نہیں رہتے

تمام مزرعہ غیر از نہال خشک کہ ہست
بحمد اللہ کہ یک سبزہ نارستہ نہیں رہتے

گو نرگس و گل نامہ کو اے ہیں نہ سہی لیک
گو شہ تو نمود دیدہ بینا نہیں رہتے

دیدہ گلزار جہان کی جہان کر دیتے ہیں
اک نگہ ان کی بہار آخر خزاں ہے

زندہ رہنے کی عبث کرتے ہو تدبیر تو ہو
دو گھڑی کی ایک ہے کیا نفس و تدبیر ہے

خوشہ چین بتا ہے کیوں مزرع ہستی کا
نہ بسر ہوئی تو نشد قدح خوار رہی

آشنا بحر محبت کا شناور ہیں سب
تو ہی اے تر دماغ کو دریا کو اگر پیر تو ہے

زندہ رہنا کہ بگھیڑے ہیں ہمارے اوپر
سیکھ لے سلوم ہے ان دونوں میں اک تیر تو ہے

مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈالی
وہ سطوت صحت جانکاہ عمل طیر تو ہے

جیسے اڑتی ہی سنی ہے خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہوں اک ایک سے کیوں خیر تو ہے

ساقیا چند گھڑی ہو کہ قدح خوار نہیں
صرف تیر اگر یہاں عمل خیر تو ہے

گذر ہوتا ہی اور ہوگا بقدر امکان
آخر کار یہ پاپوش و سفر غیر تو ہے

کہ بیوی رند و سبو قاضی کو کوئی نہ چھیڑا
اگر نہ ہو گا تو کیا فائدہ فیر تو ہے

صحبہ بلا نوش کو تکلیف ہی ہے کاہی ساقی
بھر کر پلوا تا نہیں ایک پیالی ساقی

بھر دی جلو میں جو ہو تیری میں باقی ساقی
تو نے کیا آتش غم کردہ بلا دی ساقی

ساری میں مانگتا ہوں تا ہو آدھی ساقی
سیون ڈلا ہے جگر آگ لگا دی ساقی

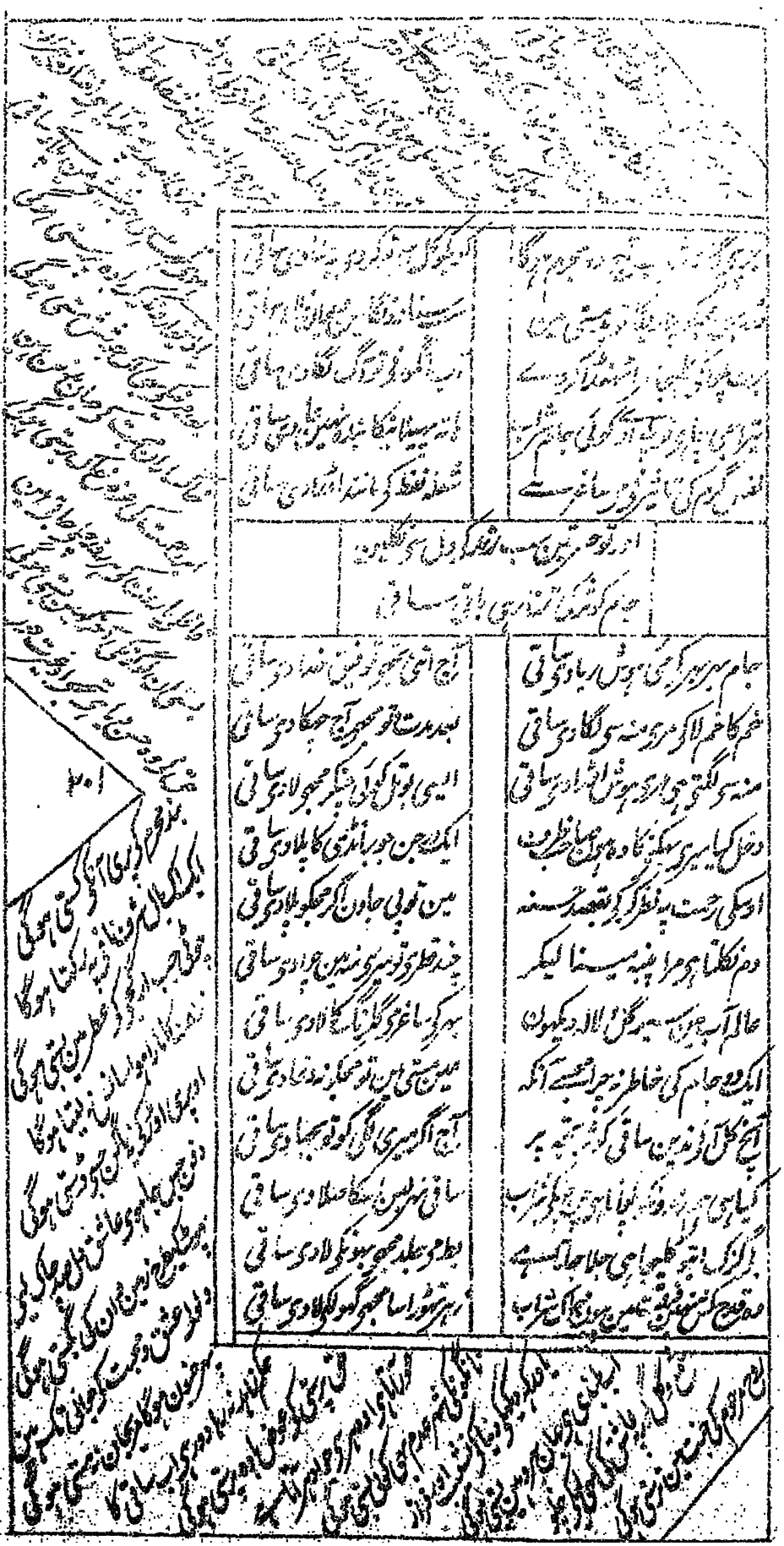

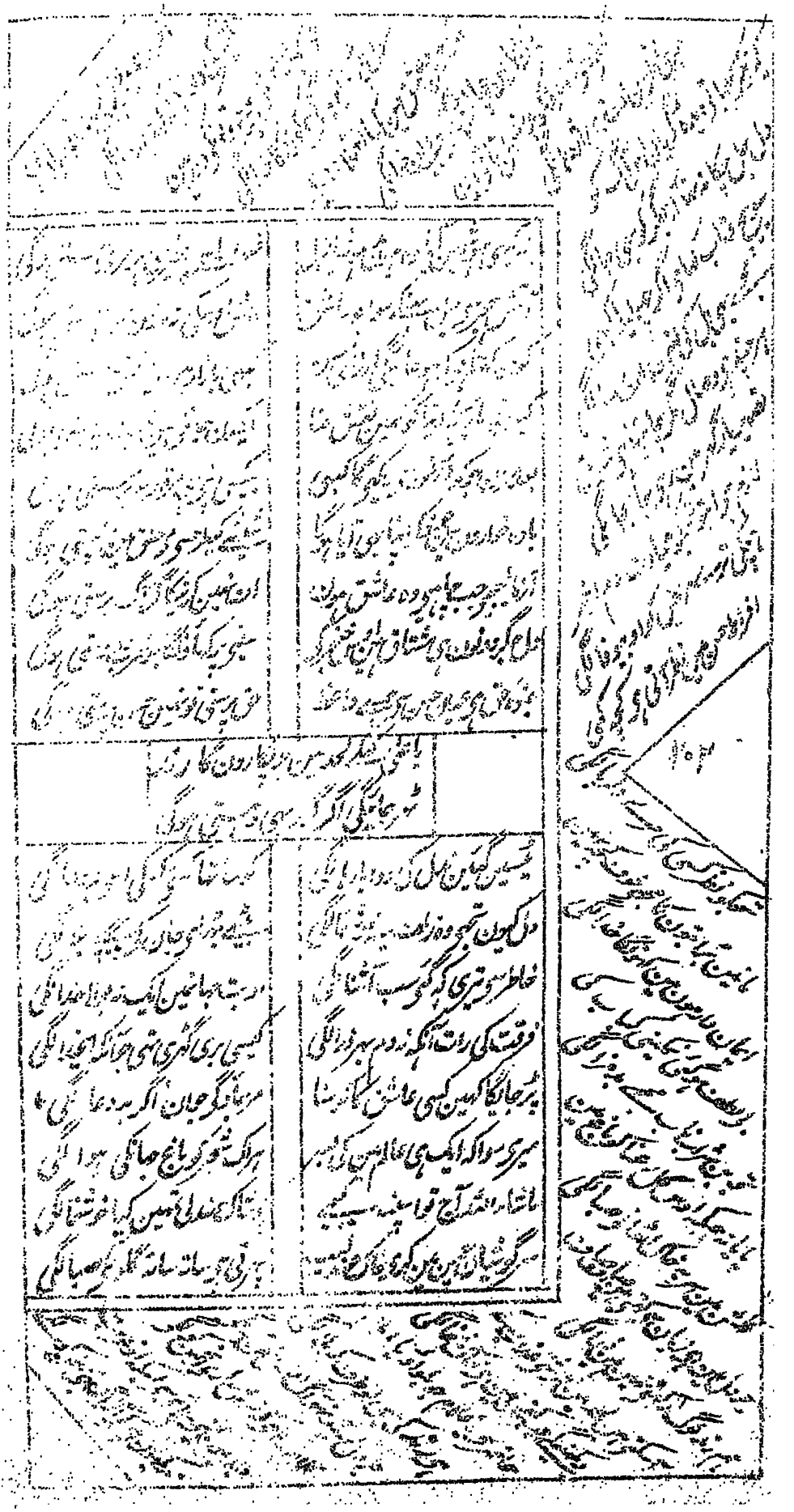

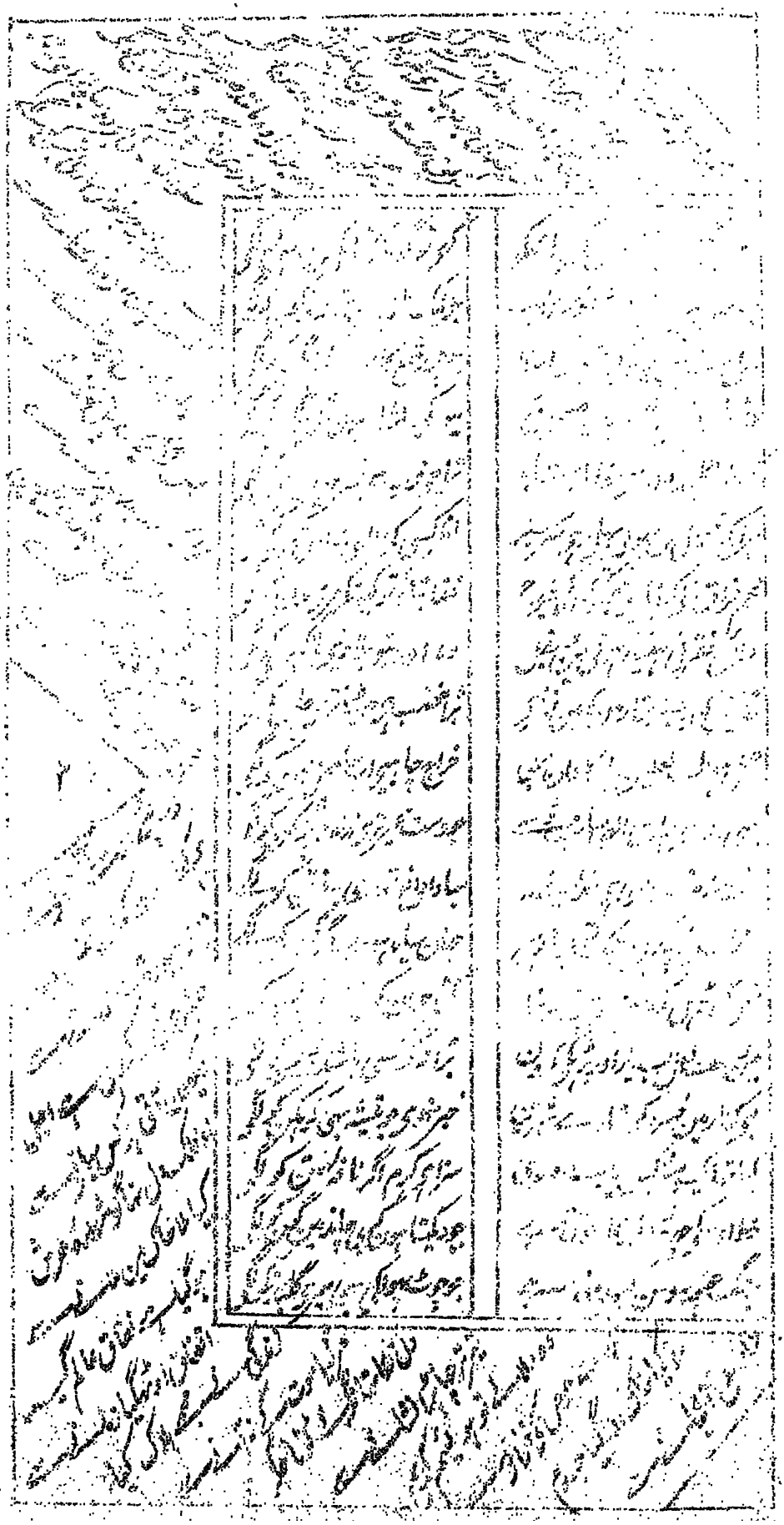

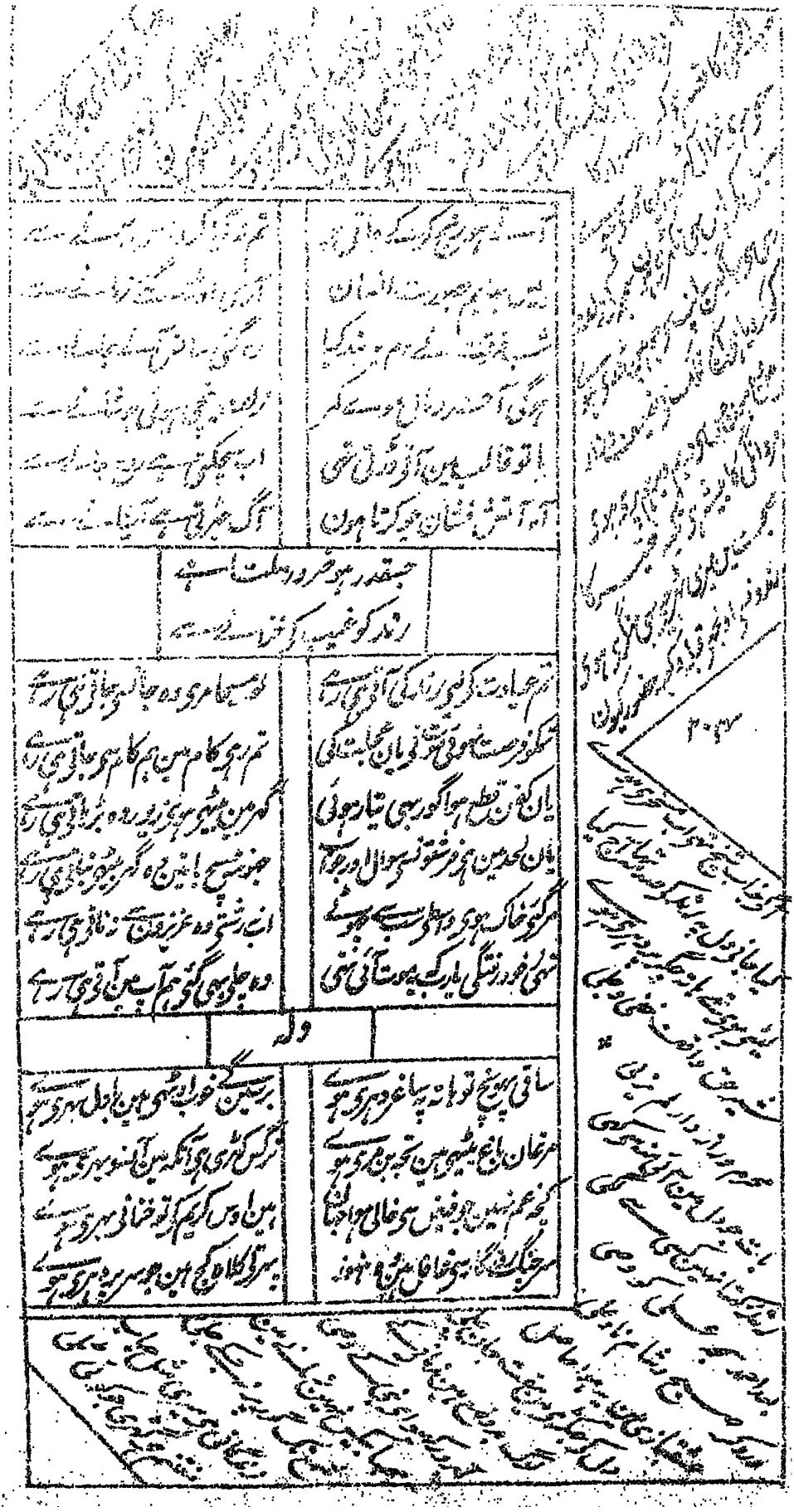

وہ زمانہ وہ فصل تنہا ہو	روز فرقت کی وہ سحر نہ ملی
وہ ملاقات رہی ہو سیسی	رکنے والی نہیں یہ اب تو چلی
دل مرا مژدہ کتابہ حال ہے اب	بیخبر مرجا گئی ہو کوئی کلی
یا الٰہی کیسے کے مار دشمن کر	زور بازو سمجھ تو نام علی
ہے زبان سامنہ میں نام کو کیوں	بات نکلے کبھی بری نہ بھلی

ترشہ بیدست و پا ہے مشکل میں
اب مدد کیجے یا علی ولی

متفرقات

گلگشت کر جو آئی وہ شوخ بہار باغ	پھیلی چلیں جلو میں گل و سوسن و نسترن
جلد یوسف کو الٰہی ہو وصال یعقوب	غیر ہے فرقت غزنہ میں جاں عزیز
تربت کا میں ہو راہ کی کچھ خستگی باعث	مائل کاہلی ہو اس سے امیں زندگی باعث
نہاں نظر سے نہ ہو دریا بن کے طرح	دکھا دے حسن کو جلوہ فکر آگہی کے طرح
اک آن میں زلف دوتا کی وہ کجی گئی	کیا حال کہوں دل کا بلا کی گئی علی کو
چٹکی میں ہوا دست حنائی نے کلیجا	مشکل تھی ہوئی فندق پالکی گئی دلکو
عقدہ وہ کھولا کہ وقت جبین شکن پہ تیر کو	چاہیے مہندی لگانا ناخن تدبیر کو
دیکھنا کس کشمکش میں پڑ گئی ہے میرجان	تیر سے کہتا ہو دل ہاں کہیں تا ہو تیر کو
بوئے گل سے بھی سوا ہو خلش خار پسند	طبع ہو رذائل سے بری دشوار پسند
شیخ بھی مثل برہمن کو سری ٹیک کرے	بت وہ ہو جسکو کریں کافر و دیندار پسند

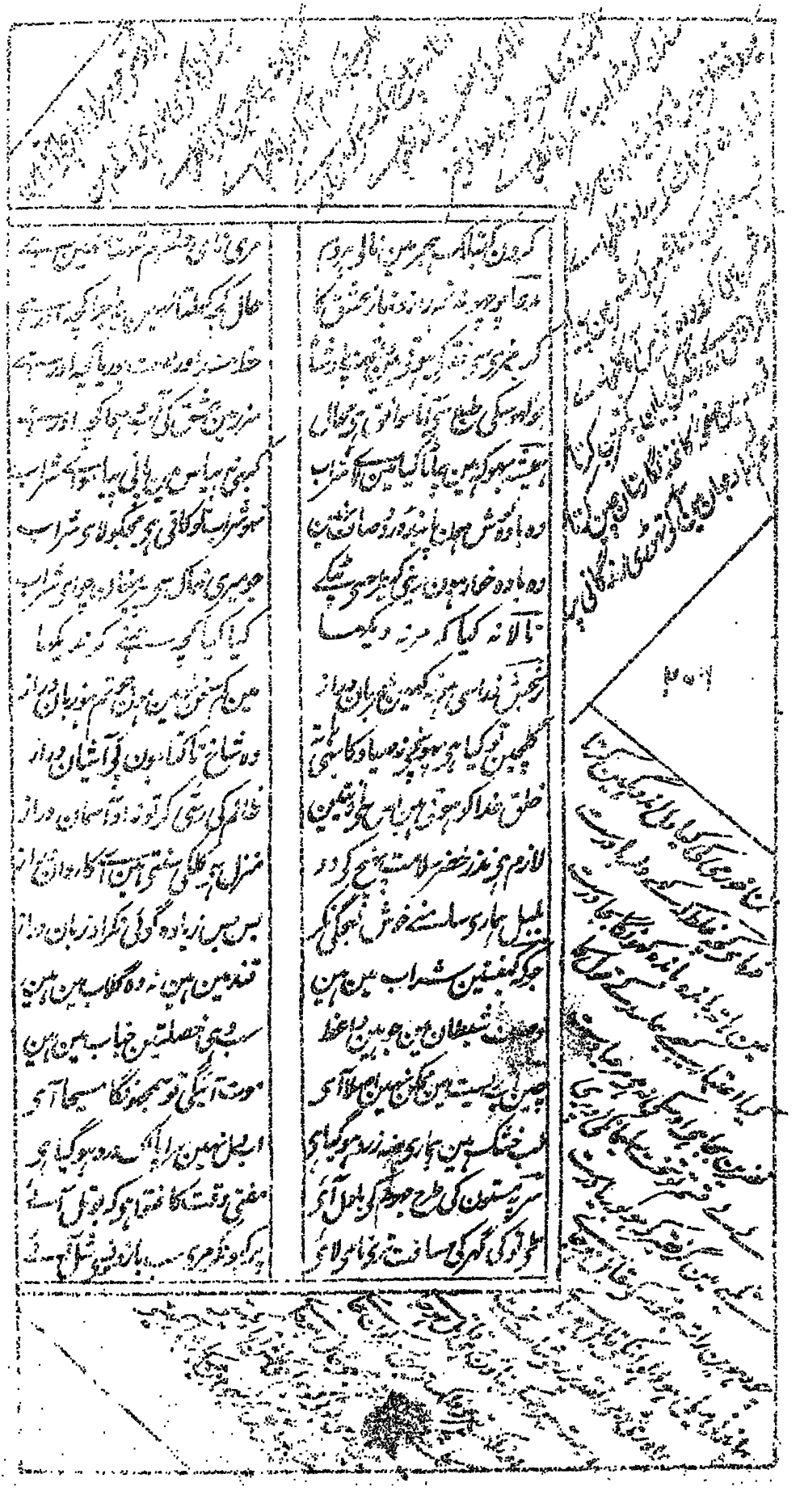

روزی بقصیر از اتفاقات مطلعی در بحر نازه تالیف نموده بنا بر صحبت بخدمت ایشان
مرحوم فرستاده در جواب نوشت از قرائن معلوم میشود که بحر نو از فوت فکر وطبع رسا
پیدا گشته ارکان کلام را عوافر را بکار برده اضمار و عصب را
آورده اند و گرنه از دوائر خارج است مستفعلن از متفاعلن
باضمار و مفاعیلن از مفاعلتن بعصب گرفته مستفعلن
و مفاعیلن کرده اند سبحان الله مطلع این ست

مدت ہوئی ہین دیکھا دلدار کو قیامت ہے	تدبیر کچھ نہین بنتی کیا موت ہے ندامت ہے
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن	مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
موافقت ہین عناصر کی گر نفاق نہوتا	فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا
در در گلی گلی کے پھرانی سے فائدہ	تجکو فلک ہماری ستانی سے فائدہ
جز گریہ خیر می مری تقدیر مین نہین	طفلی سے رو رہے ہین ہنسانی سے فائدہ
جیتے جی تمنیات نکی ہنسکے ایک دن	اب گر کہو یہ اشک بہانی سے فائدہ

قصیدہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابوالظفر بہادر — خاقان ابوالظفر بہادر

سن بعد خدا رحیم و عادل — اے شان ابوالظفر بہادر

احکام تیرے سب پہ مطاع — فرمان ابوالظفر بہادر

قصد اور خلاف سے ہو کامل — ایمان ابوالظفر بہادر

سنے معلوم صلوات پر ازل کو — میزان ابوالظفر بہادر

نامہ ہو جائے ذکر کیا ہے — قرآن ابوالظفر بہادر

مانند سحاب درفشاں ہے — دامان ابوالظفر بہادر

سقا ہیں جس دہ کہ رہا ہے — قربان ابوالظفر بہادر

ہنگامہ کوئی ہو اجہان میں — ہم شان ابوالظفر بہادر

فرد کو نصیب تھا نہ جم کو — سامان ابوالظفر بہادر

عالی ہے مثال قصر جنت — ایوان ابوالظفر بہادر

پیاسے ہے لقب جو پای ضوان — دربان ابوالظفر بہادر

روشن ہیں نور سے فرقت سے — چشمان ابوالظفر بہادر

کہتا ہے فوق عارفوں پر — عرفان ابوالظفر بہادر

[illegible]

ہوا گلشن میں پیدا جو نہ ہے گلستان کی طرح | تب طرح کھلا آج ہو نقش کہیں [illegible]
[illegible] گل [illegible] | آسمی [illegible] شرف [illegible]
[illegible] | رو [illegible] گل [illegible] اگر [illegible]
[illegible] گل [illegible] | اہل [illegible] گل [illegible]
[illegible] شگفتہ [illegible] | تازہ مضمون کی [illegible] تازہ [illegible]

غزل

دیکھ کر پیدا زمیں پر گلشن [illegible] | حسن گل پر یہ جو بلبل شیدا [illegible]
کو یہ پابستہ گلزار جو کہیں باد صبا | شگفتگی گل ہو [illegible] عندلیب [illegible]
او سکو آتا ہوا چمن میں بہار سے [illegible] عشق | شمر کی روز ہوئی [illegible]
[illegible] دل کو جو ہو پیدا ہم گرفتار کیا | بسکہ صیاد کا ستا [illegible]
[illegible] دل [illegible] | سخت نازک ہی یہ شیشہ کہیں [illegible]
[illegible] جا [illegible] | نوش اسطرح کا کھلا تا ہی نہیں زنبور
[illegible] | تعلیشہ چمن رنگ [illegible]
دیکھ کر بیں یہ تر و تازگی صحن چمن | ہو کو حیران لگا کہنی [illegible]
کونسا [illegible] گل اندام [illegible] آئیگا جو | اسقدر زینت و تحسین [illegible] چمن [illegible]
[illegible] تسبیر کو [illegible] نے تفاوت | اوسکا آئینگا ارادہ ہے جو [illegible] حضور
طفل مکتب ہی جہا طون جو ارسطو [illegible] دان | بات کرنیکا نہیں [illegible] جہان کو شعور
شعر فہم ایسا کہ دیکھا نہ سنا عالم میں | نکتہ سنج ایسا کہ ہر علم [illegible] عبور
فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر | افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور

٢١١

[illegible]

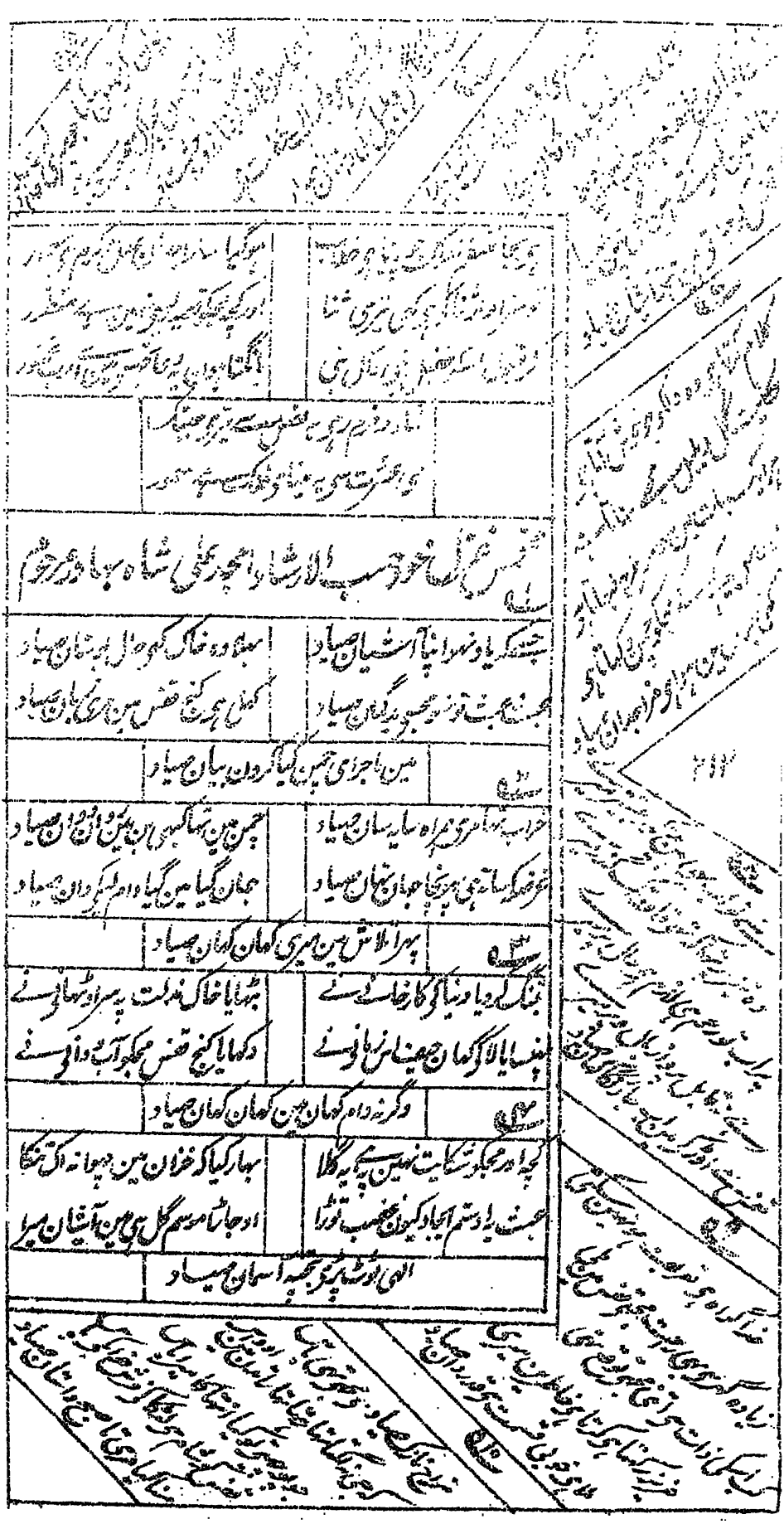

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible] صیاد	
[illegible]	[illegible]
[illegible] صیاد	
[illegible]	[illegible]
[illegible] صیاد	
چمن کی سیر [illegible] الٰہی [illegible]	[illegible]
زبان [illegible] صیاد	
ادھر [illegible] صحبت گل [illegible]	ادھر [illegible] بلبل [illegible]
[illegible] صیاد	
[illegible] چمن [illegible] بلبل کا نام [illegible]	اگرچہ میری بھی کی [illegible] آباد [illegible] [illegible] ظلم سے جلاد [illegible] کمر باندھی
خدا [illegible] گلستان صیاد	
ہزار بار کیا بند نطق [illegible]	[illegible]

[illegible]

۱۳۸ چہرہ دل ہی ہر ایسی کہ نہیں جس میں خط — منتشر کیوں نہ ہو جمعیت اسکا
مصرع جذبۂ تمہارے مجھے دیوانہ کیا — بیت بالا ہے مجھے نور عشق روشن

۱۳۹ چیدہ استاد جرأت صاحب

آنکھیں ہیں جس میں حیرت آئینہ ہے تمکو حیرت — رکھو خاطر ہمیں بھولو نگاہ بد سے
مصرع بار یک کر مجھ پہ بھاری ہے — کہیں بار نظر نہ ہو نزاکت بدن سے

۱۴۰ بال کی اوٹ میں جانا ہو تو جانے دینا صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہے وہ آشفتہ دماغ — کون ایسا ہے اس بستی میں جسکو فراغ
قدر انداز جو تھے گل ہوئے اب جسکو فراغ — تیر تر گاں ہیں ترے سینۂ صد چاک دماغ

۱۴۱ باغ عالم میں نہ کھا تیسی رولا دینا صاحب

دل کی غنچہ جبہ ہوں اوسکو تو نہ آزار کرو — نظر چشم عنایات کو موزانہ کرو
ٹپکی باغ میں آن آن کو موزانہ کرو — طفل غنچہ کو تو یوں کان مروڑا نہ کرو

۱۴۲ خ — فرصان رہتا دہلوی

مشتاقانہ خواہ یہ اگر چاہتی ہو — کر دیدار کسی فتنہ خوابیدہ کو
خیر بہتر ہے مگر عرض ہماری بھی سنو — خواب بد گوش ہے انکو نہ فلیتہ کہو چھیڑو

۱۴۳ چشم خوابیدہ کو آہو کی بھگا دینا صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہے یہی منظور حباب — تکلف انسان کی حیوان بھی ہے خانہ خراب
گھر حیوان پہ ہیں کیوں نہ اسکی جل جل جنگ کباب — چال اوڑوا چکر اب سامنے پیتے ہے شراب

۱۴۴ کیا کوئی کا کھانا سکھا دینا صاحب

کیسے آئے ہے ہر ایک پہ کیوں ہو مضطر — چپکے تم اتنی نظر باز نہ جاؤ گر کدھر

ولد

ن جو ماه کیا زر سعید	عالمین ہین جسکی کرامات پدید
الله در یہ ہند کو رکھے شاد	ہو شرف ہو شب و روز ہم عصیل

قطعہ تاریخ وفات والد ماجد غفران مآب
سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شیر	والد مرحوم من غفران مآب
رفت از دنیا سوی دار بقا	نوحہ کردم در عزای آفتاب
در زمان ہاتم بصد رنج و تعب	فکر کردم با دل وجان کباب
سال تاریخ وفاتش یافتم	در زمین نہان شد مہ آفتاب

قطعہ تاریخ حسن علی بیگ اکبر آبادی صنیعت صدری منصوبی

آدمی نام حسن آن عاشق نام علی	چون بتاریخ نہم ماہ محرم جان پرد
سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد	یکہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری شمرد

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر
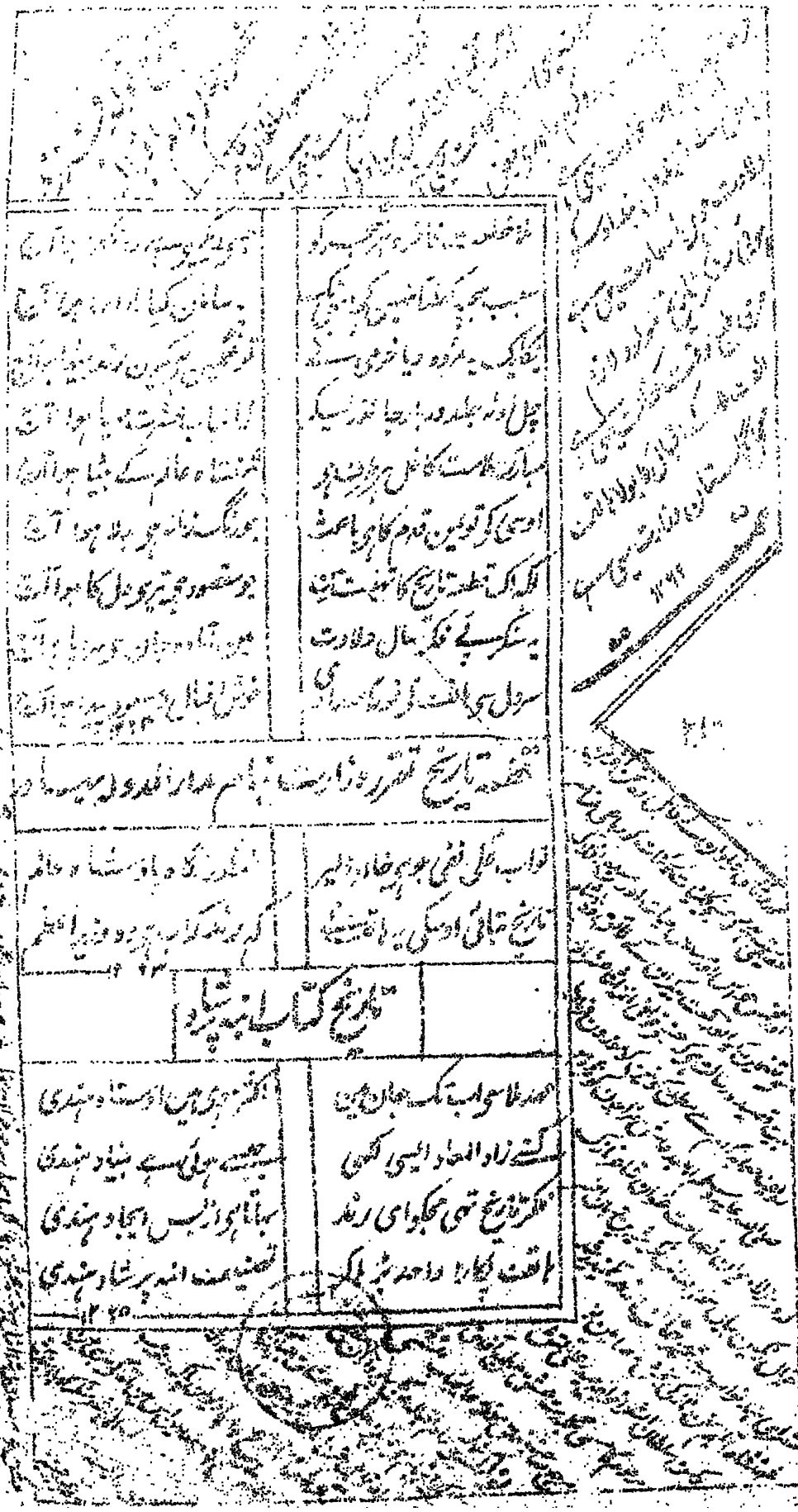
ذریہ ہند کا ستور معظم	کہ قاصر مدح مین جسکی قلم ہے
کریم با مروت ہے اسکی ہی ذات	وہ بحر جود ہے ابر کرم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اوسنے	بہار باغ ہستی جس سے کم ہے